

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228668

UNIVERSAL
LIBRARY

فهرست شعرائ گشن بهار

۱	آبرو	نجیب الدین	صفحه ۶
۲	آتش	حمد علی	" ۷
۳	آزاد	سراج الدین علی خان	" ۹
۴	آرام	خداالله خان	" ۹
۵	آرام	رائع پروم ناتجہ	" ۹
۶	آرام	لمکھن لال	" ۹
۷	آزرد	صد والصدور	" ۱۰
۸	آزاد	امیرالدین	" ۱۲
۹	آزاد	فتیہ رادہ	" ۱۲
۱۰	آزاد	رام سنگھ	" ۱۲
۱۱	آشوب علیہ	امداد علی	" ۱۲
۱۲	آشفہ	عظیم الدین خان	" ۱۳
۱۳	آشفہ	رضاقلی	" ۱۳
۱۴	آشفہ	لمنور علی	" ۱۳
۱۵	آد ف	نواب آد ف الدولہ	۱۴ ۱۴
۱۶	آفتاب	شاه عالم بادشاہ	" ۱۵
۱۷	آفرین	قلند ریخش	" ۱۵
۱۸	آفاق	فرید الدین	" ۱۵
۱۹	آگاہ	میرحسن علی	" ۱۶
۲۰	آگاہ	نورخان	" ۱۶
۲۱	امل	عبد الجلیل	" ۱۶
۲۲	ادر	حسن علی خان	" ۱۶

۲۳-	اثر	سید محمد میر	صفحه ۱۸-۱۷
۲۴-	احسان	"	۱۸
۲۵-	احسان	حافظ عبد الرحمن خان	" ۱۸-۲۰
۲۶-	احسن	"	۲۰
۲۷-	احسن	میرزا احسن علی	" ۲۱
۲۸-	احسن	احسن الزمان	" ۲۱
۲۹-	احمد	غلام احمد	" ۲۱
۳۰-	احمد	احمد بیگ	" ۲۱
۳۱-	احقر	جوان علی	" ۲۱
۳۲-	اختر	"	۲۲
۳۳-	ارمان	فرزند جعفر علی حرمت	" ۲۲
۳۴-	اختر	اکبر علی	" ۲۲
۳۵-	اسعد	میرزا اسعد بخت نبره شاه عالم باد شاه	۲۲
۳۶-	اسد	میر امانی	" ۲۲
۳۷-	اسلام	شیخ الاسلام	" ۲۲
۳۸-	امیر	تلمرار نصرانی	" ۲۳
۳۹-	آسمان	(شاید نام بهی بهی نصرانی)	۲۳
۴۰-	اشرف	محمد اشرف	" ۲۳
۴۱-	احقر	امجد علی	" ۲۳
۴۲-	اظہر	غلام حق الدین	" ۲۳
۴۳-	اعظم	اعظم خان	" ۲۳
۴۴-	افسوس	میر شمس علی افسوس	" ۲۳-
۴۵-	افسر	غلام اشرف	" ۲۴
۴۶-	اکبر	اکبر خان	" ۲۴
۴۷-	الہام	شرف الدین	" ۲۵
۴۸-	الم	محمد علی	" ۲۵
۴۹-	الفت	"	" ۲۵

۲۵	صفحه	منگل سین	الف	۵۰
۲۵	"	میرزا مینشاہو	امیر	۵۱
۲۶	"	علی محمد خان	امیر	۵۲
۲۶	"	امیراللہ	امیر	۵۳
۲۷	"	امین الدین	امین	۵۴
۲۷	"		امین	۵۵
۲۷	"	محمد اسماعیل	امین	۵۶
۲۷	"	میر محمد	امین	۵۷
۲۷	"	میر امانی	امانی	۵۸
۲۷	"		امانی	۵۹
۲۸	"	مولوی امجد	امجد	۶۰
۲۸	"	روشن برگ	امی	۶۱
۲۸	"	امانت رائے	امانت	۶۲
۲۸	"	ولی محمد خان	انور	۶۳
۲۸	"		انتظار	۶۴
۲۸	"	امیرالدولہ نوازش خان	انیس	۶۵
۲۹	"	عمدۃ الملک نواب امیرخان	انجام	۶۶
۲۹-۳۰	"	میرانشاہ اللہ خان	انشاء	۶۷
۳۰	"	شاہ محی الدین	اویسی	۶۸
۳۰	"	امیر الزمان	اویاش	۶۹
۳۱	"	شیر محمد خان	ایمان	۷۰
۳۱	"		بحر	بحر
۳۱	"	شرف	برشته	۷۲
۳۱	"	برکت اللہ	برکت	۷۳
۳۲	"	برکت علی	برکت	۷۴
۳۲	"	محمد بیگ	پروانہ	۷۵

۴۲	صفحه	حسین بخش	مزار	۷۶
"	"	سید جابر علی	مسلم	۷۷
"	"	بشارت علی	بشر	۷۸
"	"	راجہ مونت سنگہ	ہروانہ	۷۹
۴۳	"	بقاوالہ	بقا	۸۰
۴۴	"	راجہ بیجا بہادر	بہادر	۸۱
"	"		بیتاب	۸۲
"	"	خدا دادی خان	بیتاب	۸۳
"	"	سیوک رام	بیتاب	۸۴
"	"		بیتاب	۸۵
"	"	عباس علی خان	بیتاب	۸۶
۴۵	"	بخت علی	بہاک	۸۷
"	"	شیو سنگہ	بیجان	۸۸
"	"	نرائن داس	بہخود	۸۹
"	"	*	بہذواب	۹۰
۴۷	"	میر محمدی	برہاد	۹۱
"	"	خواجہ احسن اللہ خان	برہان	۹۲
"	"	شرف الدین علی خان	برہام	۹۳
۳۹-۳۸	۳۸	میر عبد الحی	تابان	۹۴
۳۹	"	مہتاب رائے	تاب	۹۵
"	"	محمد اسماعیل	تیش	۹۶
۴۰	"	محمد برہین	تجلی	۹۷
"	"	شاہ تجلی	تجلی	۹۸
"	"	محمد عظم	تجمل	۹۹
۴۱	"	*	تجمل	۱۰۰
"	"	عبد اللہ	تجر	۱۰۱

۴۱	صفحہ	مہر طبع	تحریر	۱۰۲
"	"	مرزا تقی خان	ترقی	۱۰۳
"	"	شیکارام	تسلیم	۱۰۴
"	"	سید امداد علی	تسکین	۱۰۵
۴۲ -	"	میر حسین	تسکین	۱۰۶
۴۳	"	سید احسن	تصور	۱۰۷
"	"	سید محمد	تمشیق	۱۰۸
۴۴	"	صلاح الدین	تمکین	۱۰۹
"	"	محمد اسحاق	تمنا	۱۱۰
"	"	محمد عرسہ	تمہا	۱۱۱
"	"	میرالدین	واہت	۱۱۲
۴۵	"	اجایت خان	واہت	۱۱۳
"	"	شمس الدین	واہت	۱۱۴
"	"	درویش علی	واہت	۱۱۵
"	"	شمس الدین	واہت	۱۱۶
"	"	کدوس	جام	۱۱۷
"	"	حان علی	حان	۱۱۸
"	"	برگم حان	جانی	۱۱۹
۴۶	"	عزت اللہ	جذب	۱۲۰
"	"	غلام نادر	جراح	۱۲۱
۵۰	"	قلندر بخشش	جرات	۱۲۲
۵۰	"	میر باقر علی	جعفری	۱۲۳
"	"	*	جلال	۱۲۴
"	"	مخت علی	جنون	۱۲۵
۵۱	"	فخرالاسلام	جنون	۱۲۶
"	"	علامہ مرتضیٰ	جنون	۱۲۷
"	"	احمد علی	حہد	۱۲۸

۵۱	صفحه	محمد عابد	جوشش	۱۲۹
۵۲	"	محمد روشن	جوشش	۱۳۰
۵۳	"	رحم الله	جوش	۱۳۱
"	"	نعم بیگ	جوان	۱۳۲
"	"	بهادر علي	جولان	۱۳۳
"	"	حسن علي	جولان	۱۳۴
۵۴	"	جهانگیر بیگ	جهانگیر	۱۳۵
"	"	مرزا جوان بخت	جهاندار	۱۳۶
"	"	جهنم نانه	جهنم	۱۳۷
"	"	جناب بیگم	جناب بیگم	۱۳۸
"	"	شاه حاتم پاشا ^{الدین} ظهیر	حاتم	۱۳۹
۵۵	"	محمد اشرف	حافظ	۱۴۰
"	"	محب علي	حالی	۱۴۱
"	"		حبیب	۱۴۲
"	"	عنایت الله	حجام	۱۴۳
۵۶	"	*	حزین	۱۴۴
"	"	جعفر علي	حسرت	۱۴۵
۵۷	"	ذوقی رام	حسرت	۱۴۶
"	"	محبت قلی خان	حسرت	۱۴۷
۵۹	"	غلام حسن	حسن	۱۴۸
"	"	خواجه حسن	خومن	۱۴۹
"	"	ابوالحسن	حسن	۱۵۰
۶۰	"	حسن علي خان	حسن	۱۵۱
"	"	مرزا حسن	حسن	۱۵۲
"	"	غلام حسین	حسین	۱۵۳
"	"	نواب غلام حسین	حسین	۱۵۴
"	"	محشم علي	حشمت	۱۵۵

۱۵۶	حشمت	محمد علي	صفحه ۶۱
۱۵۷	حضور	بال مکند	" "
۱۵۸	حفظ	محمد حفظ	" "
۱۵۹	حقیقت	شاه حسين	" "
۱۶۰	حاکم	محمد اشرف خان	" "
۱۶۱	حکیم	محمد پناه خان	۶۲
۱۶۲	حقیر	امام الدین	" "
۱۶۳	حسرت	مراد علي	" "
۱۶۴	حسرت غلام	غلام فخرالدین	" "
۱۶۵	حسرت	اجود هما برشاد	۶۳
۱۶۶	حسبان	حیدر علي	" "
۱۶۷	حیدر	حسام الدین	" "
۱۶۸	حیدر حیدر	حیدر علي	" "
۱۶۹	حیف	جراغ علي	۶۴
۱۷۰	خاکسار	محمد یار	" "
۱۷۱	خاکی	حیدر رینگ	" "
۱۷۲	خادم	*	" "
۱۷۳	خادم	*	" "
۱۷۴	خادم	خادم علي	" "
۱۷۵	خان	محمدی خان	۶۵
۱۷۶	خان	اشرف خان	" "
۱۷۷	خرد	فخرالدین	" "
۱۷۸	خسته	عبد الله خان	" "
۱۷۹	خسته	غلام قطب	۶۶
۱۸۰	خشنود	*	" "
۱۸۱	خلق	میراحسن	" "
۱۸۲	خلق	میرزا محمد حسن	" "
۱۸۳	خندان		" "

۱۸۴	خود غرض	*	د فحه	۶۶
۱۸۵	خمال	غلام حسن خان	"	۶۷
۱۸۶	داغ	میر مهدی	"	۶۸
۱۸۷	دارا	مرزا د ارا بخت	"	"
۱۸۸	دانا	میر فضل علي	"	"
۱۸۹	د اود	د اود	"	"
۱۹۰	د رد مند	کورم الله خان	"	"
۱۹۱	د رد	خواجه میر	"	"
۱۹۲	د ریخ	زین العابدین	"	۷۱
۱۹۳	د رویش	میر شاه علي	"	"
۱۹۴	دل	شمس الدین	"	"
۱۹۵	د لور د ل	زور آور خان	"	"
۱۹۶	دل	آزاد خان	۷۲	۷۲
۱۹۷	دل	د بی پرشاد	"	"
۱۹۸	دل خوش	بهادر سنگه	"	"
۱۹۹	دلیر	دلیر شاه	"	"
۲۰۰	دل سوز	خیراتی خان	"	"
۲۰۱	دلگیر	میرحمایت الله خان	"	"
۲۰۲	د ولهن بیگم	*	"	۸۲
۲۰۳	د وست	*	"	"
۲۰۴	دیوانه	مرزا محمد علي خان	"	"
۲۰۵	دیوانه	رائج سرب سنگه	"	"
۲۰۶	لداکر	مرزا احمد بیگ	"	"
۲۰۷	ذره	مرزا رام ناتھه	"	۷۳
۲۰۸	ذکا	ذکا اللغ خان	"	"
۲۰۹	ذکا	خوب چند	"	"
۲۱۰	ذوق	محمد ابراهیم	"	"

۸۲	صفحه	ذوقاشاه	ذوقا	۲۱۱
"	"	ذوقی راقم	ذوقی	۲۱۵
۸۲	"	لشاه ذوقی	ذوقی	۲۱۳
"	"	غلام محمد	راقم	۲۱۴
"	"	بند امین	راقم	۲۱۵
"	"	مرزا اسمحان قلی بیگ	راغب	۲۱۶
"	"	روف احمد	رافت	۲۱۷
۸۵	"	غلام علی	راسخ	۲۱۸
"	"	راجہ بہادر	راجہ	۲۱۹
"	"	*	رجا	۲۲۰
"	"	*	رسا	۲۲۱
"	"	علم اللہ	رسال	۲۲۲
"	"	سید رستم علی خان	رستم	۲۲۳
"	"	آفتاب رائے	رسوا	۲۲۴
۸۶	"	*	رضا	۲۲۵
"	"	میر رضا علی	رضا	۲۲۶
"	"	حمید الدین	رضا	۲۲۷
"	"	میر محمد رضا	رضا	۲۲۸
"	"	مرزا جموں	رضا	۲۲۹
"	"	میر محمدی	رضا	۲۳۰
"	"	سید الدولہ سید رضی خان	رضی	۲۳۱
۸۷	"	مرزا رضی خان	رضی	۲۳۲
"	"	میر ابوالمہانی	رغبت	۲۳۳
"	"	*	رغبت	۲۳۴
"	"	مرزا اسد بیگ	رفیق	۲۳۵
"	"	امین اللہ	رفیق	۲۳۶
"	"	مرزا مکیں	رفاقت	۲۳۷
"	"	رفیع الدین خان	رفیع	۲۳۸

۸۷	صفحه	مرزا قاسم علي	رقت	۲۳۹
۸۸	"	مصادات بارخان	رنگین	۲۴۰
۸۹	"	پورن لال	رنگین	۲۴۱
"	"	نگار پورشاد	رند	۲۴۲
۹۰	"	مهرمان خان	رند	۲۴۳
"	"	میر محمد	رنج	۲۴۴
"	"	میر غلام حیدر خان	رونق	۲۴۵

عجوب صنوع و مکین فضیلا بزورِ ما



و مطیع می نشینی کشتور طبع برین مقبول همان

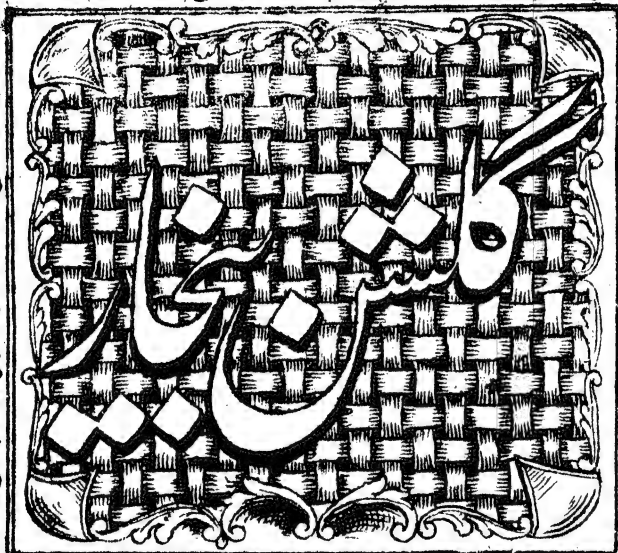
(با اتمام باید منو بهال بهار گویی - اے پرنسٹنٹ)

مصحف
۲۰ ورق

اطلاع اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کا فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائق اصل حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیبل پریس کے تین صفحے جو سادہ ہیں انہیں بعض کتب تذکرہ شعراء فارسی و اردو و کلیات و دواوین اردو درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

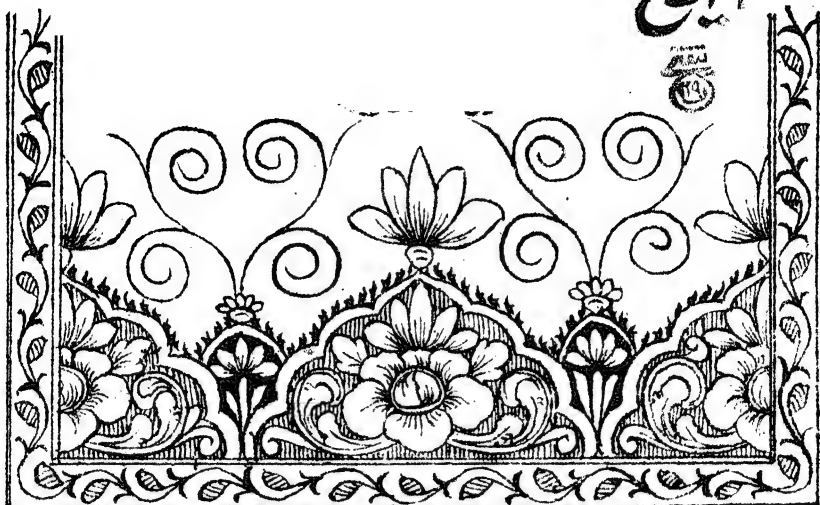
قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۱/۱۲	بادشاہ - ہر چہ او جلد کامل دو جلد میں - کلیات تعقیب مجید - مصنفہ مولوی علی محمد خان	۱۱/۱۲	تذکرہ شعراء فارسی - از آزاد بلگرامی
۱۱/۱۲	کلیات امیر احمد - تسلیم شاگرد حضرت سید محمد علی	۱۰/۱۱	شعراء فارسی کا تذکرہ - تذکرہ حسینی - از امیر حسن دوست موخ
۱۱/۱۲	کلیات میر تقی - استاد سبط الثبوت سخوی	۱۰/۱۱	جوہر العجائب - از ملا فخری بن میری
۱۱/۱۲	کلیات سودا - استاد سبط معروف - کلیات - انشاء اسد خان شاعر نامی	۱۰/۱۱	تذکرہ شعراء اردو
۱۱/۱۲	کلیات نساخ - عمدہ کلیات مولوی محمد مصطفیٰ	۱۲	تذکرہ شمس الرحمن - از مولوی محمد عبدالحی
۱۱/۱۲	مولوی عبدالغفور خان بہادر - اس کلیات میں دس رسالہ ہیں از مجلسہ	۱۲	سر ایاز کے سخن - شعراء اردو قدیم و جدید کا تذکرہ از محمد علی مرحوم
۱۱/۱۲	حسب ذیل علیحدہ بھی فروخت ہوتے ہیں - (۱) شاہد عشرت - (۲) سخن شعرا - (۳) زبان ریختہ - (۴) قطعہ تعجب	۱۳/۱۴	گلستان پنجمران - ملقب بنوہ عندیہ
۱۱/۱۲	دیوان مہر - مصنفہ مرزا حاتم علی بیگ	۱۴/۱۵	از حکیم قطب الدین خان دہلوی
۱۱/۱۲	صاحب تہر - مطبوعہ غیر - کلیات دواوین اردو	۱۴/۱۵	تذکرہ آثار الشعراء ہنود - یعنی ہندو شعراء
۱۱/۱۲		۱۴/۱۵	اردو کلام از منشی دیب پرشاد صاحب دفتر
۱۱/۱۲		۱۴/۱۵	راج بارو از مطبوعہ غیر - کلیات و دواوین اردو
۱۱/۱۲		۱۴/۱۵	کلیات ظفر - از حضرت سراج الدین ظفر

بموضع ملکین و مکار فضیلاً بر وزیر



در مطبع می‌نشر می‌گردد و کتب مطبوعه در این

(با تمام پاپو منو بهر حال بهمار گونی - اسے پرنٹنگ)



بسم الله الرحمن الرحيم

گل سرسبز سخن حمد چمن طراز است که بجنبش شمال و صبا در گشایش گیتی گلهای نیکین شمعانیده و آرایش
گلستانه خیال سپاس غلبند است که بغیر از آبیاری ابر و باران در حقیقه عالم خلدای سوزون نشانیده
صافی که وجود خاکی انسان را رنگ قبول فزون تر از شادان داده گیتی سر و لب جو را با قیامت بلوی
بار بار بر گیر و شکم که آدمی را تفرقه بد از نیک و تفرقه خارا از گل در سرشت نهاده کسی سبیل بچ
و شکن را بر زلف خوش خم دلدار نه پذیرد و نه انیمه از خرافات است که خرافات را با حکمت
منافات در یک فزه فروغ صد غر شید مضمر است که در یک برگ جلوه هزار گلستان مستتر است

و صف صنعت کز لب هر فزه میریزد برون	نطق را در مضرع عقد اللسان الذخنة
خرد و برگ درختان سبز در نظر هوشیار	هر درختی دفت ریت معرفت کردگار

چنانکه حال سبزه ترین آشنا چنین باشد تکلیف آنکه آنفس موجودات و اشرف مخلوقات بود و هم برین قیاس
کیه را بر دیگر رجحان دادن غایتی دارد و تنقیص احدی من الاخر رعایتی و همچنین لمذا امتیاز
حسن و قبح مانند نور و چشم به بصیرت افکندن نظر بر صحت عظیم است و آفتاب دل
در شبستان بیک چون شمع بظلمت جلوه گر ساختن مبینی بر حکمت غنیم که چنانکه با چشم مخور بر بزرگس

بسیار که نتوان نمود و با وجود گلردنی از روی گل قطع نظر توان فرمود همچنین بهوائی لاله رخاں برنگ
 عندليب با گل آتش شوق نباید فروخت و در آرزوی شمع و یان پروانه دار از پی چراغ نباید فروخت
 که گلی رنگین تر جلوه ریزانست و شمع می فروزان از نور افشان جامی با ده سخن کیفیت می بیاید و فرود
 قانع نشوی بهر چه بیابی به از خوب بخوب تر شابی به باقصی کمال نارسیده دست از طلب بازداشتن
 از نقصان همت است و با وجود طوبی دست بر نخل دگر دراز کردن از کوتاهی نظرت در پیش با ده ظهور
 می انگور کشیدن نه رواست و در حضور یوسف می زینجا دیدن نه سزاوار آغا ز بسحر گردیدن از عیان
 دانش نباید و آسج بظلاطون پیوستن جنون نماید سخن کوتاه فی الحقیقت چراغ ویرمبار مشکی کیفیت
 است و در واقع صنعت علمت معرفت صانع واقع که عرض کلی از ابداع عالم است و مطلب اصلی این
 ایجاد آدم و عرض شمس معرفت در مازن از معرفت است آنچه سخن در کتاب الاکرامه
 ادراک پس جوابی به تغییر طریق چیست در هر منزل فاشناس را خضر سبیل کدام بنا برین نکته است
 بعثت انبیا و رسل که سرگشته گان تیر تیرت را بر سر منزل مقصود رسانند و در راه گان وادی خوبت
 بحد تو فائق بحد وادی مطلوب فائز گردانند مستلک الله علیه جمیع خصوصاً بر پیشرو قائم
 انبیا راه نمایند و صفیا عنوان مجبوعه نبوت قائم کتاب رسالت گل سبب عدنان سید کائنات
 و جان ابراهیم حلم موسی جلال ابوب صبر کویف جمال نعم و کرم محلی نور قدم کعبه فیض سرور عالم
 محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم که شبستان دهر از اشعه آفتاب دانش فروغ پذیر است و گفته
 انوار صفاتش مانند منیر عالمگیر که در سر که گردن نهاد گشت اوج فلک را زیر پا آوردن از پستی همت
 شمارند عرش منزهتری که آستان بوسانش قدم به ثریا نهادن بر تخت ثری افکند تهر بانی که دشمنان را
 از دوست تری نه خوشحال دستانش با عیانی که حدیقه احسانش را در می نهد آشنا و بیگانه
 گلچین بوسانش با شاه اصحاب فلک تابش قمر دو نیمه و از قمر و مهر شمس هر گاه در اید و گاه در نیم
 شب مهر آتش از شب قدر بلند قدر و در عفات از بخشش نه برابر روانی آب از انال فیض شامل
 او قطره ایست از بنوع کمالش در یام یا حاصل بحر و کان در حیب و دامان آرزو مندان رنگین
 چشمه ایست از عمان نوازش در مذکور عدلش ذکر نوشیدان نه انصاف است و در عرض سخاوتش
 نام حاتم بردن از اعصاب بدم اعجازش بنامات و احوار بصفات انسانی مذکور و موصوف حکما

شجر مکمل و چهر مسلم شنیده باشی که داستانیت مشهور و معروف آب تیغش ز ورق هستی اهل بغی
و طغیان را اگر داب عدم انداخته آتش نخطش لمناح وجود ارباب شرک و عناد کار برق و دگر من
ساخته بهمدش بنیان کفر از یاد آمد کسر قصر کسری را بین برانش هنگامه شرک سردی یافت خود شکسته
پایس دیلی است بین و بر عترت و آل دی که در رفعت و شان از همه برتر اند و در منزلت جلال
با کلام خداوند متعال برابر و بر یاران او که هر یک اختر برج هدایت دارند و دست و همه گوهر
درج صدق و سداد آما بعد دیده و دان را خفته که شاید سخن بصدد غنچ و دلال مقننه از رخ میکشاید ناز و
فکرت بهر اگر شمه و ناز جلوه می آید تسلیم شیرین اداسی نظم مستعد در ربائی است و عذری
خود آراست و شرمشاق تماشا می سمع خامه خوشید را است و خوشید نامه فروغ افزاینه بیاضی جمع آمد
روشن تر از سپیده صبح صادق گلستانی آراسته شد رنگین تر از صفه خیال عاشق تذکره ترتیب یافت
شملک پرستار منظومان فصاحت گستر در ریخته گویان بلاغت طراز بنایت مختصر هدیه مهیا گشت از بر آ
یاران جان پرور و احباب دلنواز نهایت مختصر آواز خوشی نشانیها شایسته قدر من آن بود که
خلسم تازه دین کمنه رواق بر بسته و کس پیچیدنی بر فرق افلاطون و ارسطو شکست من که از فرط کبر
و ناز به نثار و نصر و بوعلی چشم التفات نمی کشادم و گوش رغبت نمی نهادم بارتین بات چگونه سر و کارم
افقاده بیت من مرغ خوش تر از باغ فضیلت طبع مرا بر زمزمه شاعری چه کاره همانا با مثال امریکه
از احتیاج روحانی که از دوسه جان و جان آرزو است دل بیشتر از زبان به تسلیم گشت و این
بار رنگ و عار بر سر و گردن من نهادنی بگل شبنم نشا طراز چون صبح جوانی بهار گلشن زندگانی خوش تر از
موسم خنده گل جان نواز تر از هنگام نغمه بلبل بهار جلوه صبح از دل شب پدید نظر و صد طعن تیرگی
بر خورشید شمع و بر افروختن چهر بدعوی بهر دست هر فلک اندام و کوب بر زمین نور افشان
زمین از فروغ چراغان فلک نشان در چمنی شکفته تر از خلد برین گلشنی دلر با تر از کوچه گلرغان نازنین
که بطور شب خوان چون گویندگان خوش امان ز غمزه پرواز سر و شمشاد بچشمش نسیم مانند رعنا
جوانان در اهتزاز کبک و تدر و بصدد عشوه و ادا در صحن باغ جلوه بریز خرام و رانی موج انار حریف
سنان خولع زندان می آشام رخسار لاله زبان لاله رویان از تاب باده بر افروخته نظارگی
تاب تماشا سوسنة غنچه هم جلوه گل سنبل و باغ کا کل تماشا گویان است و مددش نسیم

و صبا عطر فروش چشم زگس از نظاره رنگ بستان بزرگ دیده بازمانده بازمانده سوس بهزار زبان
 چون عذیب شوریده تناس گلستان باز خوانده گل جعفری بصدر برگ و ساز جلوه نمابنفشه مانند ریحان
 عذار نو خطان در لایو باد و ستان صادق و یاران موافق بزم طرازی اتفاق افتاد و لهما برنگ گلسا
 شگفته و شاداب طرب و نشاط چون زرخیز معدن معدن غم و غصه گلیا ب بر شک گرمی محفل شمع را
 به چو روانه با سوختن ساز و سحر رنگینی انجمن رنگ نوجوانان چمن چون هوش بلبل در پروانه کی غزلی
 از دیگه میخواند یک از صدف طبع خود جا هرے افشاند یک به ترنم دلاویز رونق بازار حنیف اگران
 می شکست کی بحر شکر ریز طربان را منتقامی بست عجمی جوگل و لاله هم پیوسته + ازان میان
 یاس غریب حبیبی دلخواه که شمع حج احباب است و محبتش با جان بهر شسته اند گفت چه شود اگر بیا فیه
 جمع شود مستطبر ذکر اسلاف کبار و اخلاف سعادت آثار تا هر وقت چون تذکار گذشتگان انیس و جسمه
 دم مانند دوستان همدم مجلس باشد سردانی که این زمان است سر بدوام کشد و آتش این باده بصدر
 دور زمان مراد است خار بخشد گفتش اس مرغ و دم شکار تو طائر سدره نشین را بر چوب خیل آشیان
 میبندد و شاد و قازم را افتاده در وحل میبندد مرت گرد من و سوداے شمع و آگاه رکنه گفت
 نه اگر دانشم به پیشینت محیط دلم پیودی غیب بجنون می نمودم و در انبات این محتاج بران
 و دلیل نبودم که ایخرف نه اگر اندیشه یا نیست از حقیقت بگر که با وے این فن کیست و آنچه بعض اخبار
 بطریق و عید دارد شده معارض است با آخراخر که دلالت بر مریح دارد مثل ان من المشرق حکمت دان
 من المیدان السحر و سخن همانست که اگر کلام شکر ستایش اهل فم و دم اهل ستایش است
 و نه بدلیل و عملا الصالحات محمود خوش گفته اگر گفته فرومان رتبه شعر را سر سری
 بود شاعر بعد بغیری + و اما رنجه را که محقر تر شعر می و این زبان را وطن گمان بر دی ندانی که
 غرض از معانی است پس معانی تازه بهر لفظ طلاق فر که بسته شود ستودنی است و بگوش دل
 جان شودنی لا سیما درین زمان که گرمی نتیجه لغت نصیح است و هر زبان او را باعث شوق
 و تفریح چون حرف دلشین خاطر نشانم شد و او دین اساتذہ سلف و خلف بدقت و انصاف
 ملاحظه و ازان التقاط کردم و دیوان کسیکه بنظر خرسیده و دست بهم نه داد افکارش از تذکره با
 و سخاين و هر آنچه بخاطر بود بدستور به نقطه انتخاب موشح و ثبت افتاد و چون مد نگاه ازین کتاب

و طبع نظر ازین تصنیف فرو آوردن اشعار دل آراست شما را سامی شعر از آنکه سامعه فریب مبتی
 بنظر رسیده عام تر از مجامیل معارف و احیاء و اموات نامش درین سفینه چون ایاتش درج نگردید
 اما از شما هر کس است که شعری لائق نداشته باشد ناگزیر باید همه شان لازم آمده من غیر التزام
 و باین علت اکثر از مدعیان کاذب را درین ادراک نه بینی چهل از حال شان بفقیر نسبت نمکنی
 و اگر یکی را با خیالات شیرین و افکار نکلین درین عجاله ذکر نیست پنداری که بمانزیده و از مهر دین
 احباب و اعدا انشاء الله چون دل اهل صفادین بیاض اثری نیایی و ازان مختصر آمد تا بحالات ناخج
 سوابی اشعار که مقصود اصلی و باعث کلی در سلک کشیدن لای منشور منظوم است هر گوهری
 که متعینیش جوهریان بازار سخن بنظر درآمد در انسلاک آن صیغت زلفت و در ایراد تراجم شعرا به ترتیب
 حروف هجا حرف اول و ثانی از آن مختص و در اشعار حرف آخر متبرگشت و بدین اعتبار از سبقت
 زمان و مرتبت قطع نظر و بعلت قلت فرصت و کثرت اشغال غیر از اشعار غزل از دیگر اصناف
 اعراض رفت و ابتدای این کار نامه درابتداء سال هزار و دصد و هشتاد و ست از هجرت بوده
 و انتهای آنهای هزار و دصد و پنجاه بسمه منتخب زیب تاریخ آغاز است و الحمد لله
 حصول المقاصد و الشکر له تاریخ اتمام و الحمد لله علی ذلک و امر و زامه شب تیز گام عمر روان بست
 و شش مرحله ط کرده از برکات فوز نزل مقصود سرگرم تک و دو است یارب بعافیت برساند و چون
 این چنین دلا ویز و حدیقه عشرت انگیز برنگ باغ بهشت از حسن و خاشاک پاک است **گلشن بخت**
 نام کرده شد بکه بلاق اهل ذوق شیرین و بخشیم تا شایان رنگین آید الا ان اشروع فی المقصود
 و اسئل التوفیق من الرب الودود و اما الحمد لله عودیه مصطفی ختم الشری فی الحسنی و جعل آخر
 خیر امن الا و الله المختص به تفسیفة در ریخته و بحسرتی در قارسی آبی پسند خاطر شکل پذیر افتد

حرف الالف

آبر و تخلص نجم الدین نام المعروف بشاه مبارک از اولاد محمد غوث گویا ریاست حرمت الله علیه
 و از سکنای بی با سرچ الدین علیخان آرزو نسبت تلذذ و قریات و امده از زبان آوران نامی طبقه
 پیشین است بصنعت ابهام مائل بود در زمان محمد شاه نجم حیاتش بیهود نمود از تاج افکار است

<p>جان کچھ پائی مرے ہر چشمہ جوان کے ہج عجسے خانہ خسراب کی سی طرح کس قدر نسخہ فلک ہو غلط اس طرح حال دل کا کہتا ہوں یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں اگر باور نہیں تو مانگ دیکھو وہ عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے آبر و چشم تر قیامت ہو</p>	<p>کیون چھا ظلمت میں گن اس بے شرمندہ تھا کون چاہے گا گھر بے تکیہ نہیں تارے بھرے ہنر شک کے نقط دور خاموش بیٹھ رہتا ہوں سر سے لگاکے پاؤں تک دل ہوا ہوں میں نہ دیوے لیکے دل وہ جعد مشکین پھرتے تھے دشت دشت دولے کدھر گئے شور ہو اس کی اشک باری کا</p>
<p>التمس تخلص خواجہ حیدر علی از مشاہیر شعراء لکھنؤ است روش زندانہ و وضع بیباکانہ وارد و مردم انداز آتش و ناخ را کہ اذا سائذہ سلم انما است قریب ہم افکار ندوہر دور ہوں شمارند و قباحات این تحقیق لا یغنی علی من لہ حظ من الفہم و مع ذلک در کونی طیش سخن نیست دیوانش ملاحظہ شد این اشارات انتخاب یافت</p>	
<p>کمان تھا شام سے مجھ پر بارغ صبح کا ہی کا رقیبوں نے غل رکھانہ باقی عذر خواہی کا حال بدتر تھا کمان سے جامہ احرام کا اوصبا محفل سے پروانہ کی خاکستر اٹھا اور اٹلے بان ارادہ خطاب مجھے فریاد کا آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیدار کا میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا پھر گیا آنکھوں میں عالم شب تنہائی کا کیا یہ اس کو کسی محبوب کا دامن سمجھا جو پیر اتواک قطرہ خون نکلا سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑکیا</p>	<p>شب بھران میں جو دم تھا وہ گویا واپس دم تھا دم آخر بھی بالین بر مرے ہمراہ یا آئے یاد آ یا جو طواف کسب میں آتش و دم ماہ سلسلے ہوتی نہیں اس شمع رو کے اپنی آنکھ عرصہ مشر میں جاتے ہی جہنم میں بڑا گردش چشم تیان سے لگ گیا میں خاک میں آئے بھی لوگ اٹھتے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے لحد قبرہ میں مجھ پر جو لگا ہونے عذاب چھوڑا میرے گریبان کو نہیں دست جہولان بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا تیجھے پٹانہ کو جہ قاتل سے اپنا پاؤں</p>

گرہ تھی دل میں ز بس حسرت ہم آنوشی
شب فراق میں مجھ کو سلائے آیا تھا
ہماری قبر سے آئے گی یہ صدات احشر
الشر سے شوق اپنی جبین کو خبر نہیں
روز سیاہ بھر میں میرے جلے چراغ
وہ نہیں ہوں میں لکھائی سے جوشل جاؤں گا
عاشق اس غیرت بقیس کا ہوں میں آتش
جال ہو مجھ نہ تو ان کی مرغ بسمل کی ترپ
قاصدوں کے پانوں توٹے بدگمانی نے مری
اُس بلائے جان سے آتش دیکھ کیونکر بے
آمد آمد اُس سراپا نور کی ہو بزم میں
و ندان یار جب سے سمائے ہیں آنکھ میں
کو چہ یار میں سایہ کی طرح رہتا ہوں
اگر جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو
سجدہ شکر خدا یا میں کیے رکھتا ہوں
وحشی تھے بوسے گل کی طرح سے جہان میں ہم
لوٹ گناہ کا جو کبھی آگیا ہو دھیان
مری ضد سے ہوا ہو مہربان دوست
اسے جان کے برابر مرنے مرنے پہنچ رکھا ہو
خاک میں مل کے بھی ہو لگا نہ غبار دامن
تو لکھشس محرابان عشق پر جلا کر کرتے ہیں
برہمن آنکھوں کو ملتا ہو جو پاس بست پر
جہن دہر میں وہ سہرہ خولیدہ ہوں میں

فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا
جگایا میں نے جو فسانہ گو کو خواب آیا
یہ مردہ آیا کہ مجھ پر کوئی عذاب آیا
اُس بت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا
پر دانوں کو نصیب ہوا دن وصال کا
آج جاتا تھا تو صبر سے تری کل جاؤں گا
بام تک جس کے کبھی مرغ سیماں نہ گیا
ہر قدم میں ہو کسان یاں رہ گیا وہ ان گیا
خطو یا لکین نہ بتلا یا نشان کو سے دوست
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک ہو سے دوست
شمع اڑ جائے جو ہاتھ آئین پر پروانہ آج
لپٹے ہیں موتی جو ہری اپنی نگاہ پر
در کے نزدیک کبھی ہوں کبھی دیوار کے پاس
جاتا ہو دھیان جب تری امداد کی طرف
پانوں پر یار کے سر کو ہو جھکا نا شب وصل
لکھے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان میں ہم
غوطے لگائے ہیں عرقی الفعال میں
مرے احسان ہیں دشمن پر ہزاروں
ہماری قبر پر رو یا کرے گی آنسو برسوں
کمر یا سے اٹھتا نہیں بار دامن
خدا اجر انکو مے اسکا یہ آزاد کرتے ہیں
رشت آتا ہو مجھے سنگ در یار ہو
باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار ہو

<p>حسرت سی رہ گئی لبِ مشوق تیر کی بد و ماغی جو یہی ہے تو ہوا سرِ مڑے کسی پردہ نشین کی لبِ ترانی کل جوانی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی ہمسکو غربت دھن سے بہتر ہے پرین تن پر مرے گرمی کا بلا پوش ہے دم لینے والی راہ میں عمرِ روان تھی سر توڑ کے مر جائے اس کوہ کنی سے زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے ہماری باتوں کو دھوین کی جو رہی آب کوہ</p>	<p>جس تو دس تین شریک ہوئی اپنی خاک سے شگب در پر کسی محبوب کے پیشکون کا جلاتی ہو دل آتش طور کی طرح ایزبون تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی ہسنے والا نسین ہو روئے پر باتِ شوق گریبان ہو جون کا جوش ہو منزل ہی دور ہو جو یہ پوچھی نہیں ہنوز افسوس ہو فریاد کو پہلے ہی نہ سوجھی پسیا بہر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا پر زادن کے کوچ میں ہوے ہیں گرد آلودہ</p>
<p>آرزو تخلص سرِ الدین علیخان اکبر آبادیت حالتش از فرط شہرت آرزو دندان نیت کہ اقامت قصدے آن شود گاہی بنا بریقین بفکر ریختہ می پرداخت آدیت</p>	<p>اُس تینہ جو ضم سے فتنے لگا ہوں جب سے جان پیر کچھ اعتقاد نہیں آرام تخلص خیر اللہ خان نام تیر کرے بودہ از یاران صحبت ثواب ظفر باجانبان حیاتش بحالتِ موزمردہ گشت</p>
<p>بھی میں رکھنا تو غبارِ رشک گلشنِ جھوڑ کا خاک عاشق پر جھلکتا کیوں ہو دامنِ جھوڑ آرام تخلص راسے پر ہم ناتھ قوم کھتری پیشکار تن سعلیق را بدستی مینوشہ و آوازہ شکستہ اور وفت بازارِ کفایت خان شکستہ در تیر اندازی ہم دستی داشت فکر ریختہ و فارسی میگرداورا</p>	<p>آخون آنکھوں سے نکلتا ہی رہا ایکون دلہ آری کرے آرام کی آرام تخلص کمن لعل از کاتبان است مرد زیر کے بودہ این ست از و ناچار و شکستہ ہمد مودج سے یہ سکتے ہونہ تو یار دل</p>
<p>دل کا فوارہ اچھلتا ہی رہا ایک جنون تختِ سوجھتا ہی رہا</p>	<p>انکو تھکا دھرا یہ کہ نہ اختیار سے ل</p>

آزاد و نه تخلص فضل افضل اعلم العلماء و ده بخت دوی الاحرام اسوه فصحاء عالم مقام
 حاوی مناقب جلیل بکثر تا و قلم جامع مناسب جلیل با سر تا و جدا باعث ظهور فنون عجمیه تا کثر
 علوم غریبه ملک ملک بیان و معانی زمان فرما می ظلم و سختی الذي کشف القناع عن وجوه
 مخدرات الحقائق و القوم بالفاظ اذا استغفا السمع عاف سوا ما و در شرف قلبه اتکی انها المعارف
 و اعلم بجمال ما اقتضا من الفهم و ما بها بافاق علی استرانه و برع ابناء ترمانه حتی کانه
 فی ابیات بیت القصید و فی الکلمات کلمه لیس و فی الاطعمه طعام الشرب و فی الایام ایام العید
 فی الدیالی لیل القدر و فی الصلوات صلوة الفجر و فی المباح ما ترمز و فی الانواء نوار المزم
 فی السور سورة الاخلاص و فی الادعیه دعاء سعد بن قاص بل غیث ما لا تشکر یا دای
 غیومه و فلک دائر لا یزک و نور نجومه فلیس الاحد ان یبارزه فی میدان علم من العلوم
 او یجرب فی فیانے فن من الفنون فر عا و اصلا شعر

عنی برب الکمال لا نظیر له	افوسنا بالهوی فی خیر شغفت
یا صدر علم له فی الصدر منزله	من دون قایما تا الا و کار قفت

هو جل الشان علی المکان مولانا محمد صدر الدین خان بهادر لالائت افوار المعارف باطله علیه
 و انوار النحاس حاصله لیه و بحسب انقیض الاقدار فی الباطن و الظاهر مظهر حواله
 احصاف الکریم و المجدین بزمیه الکریمه محامه ذکر شریف ایشان را درین جریده او ردن نشانی
 اما این نامه گرامی را بمن نامیش که تا قیام قیامت بر جریده روزگار ثبت یا در نظر
 اوله البصائر قبوسه نیاید لاجرم بگارش لکنی از جلال آثار ایشان بی پروا و بدین چگون
 مذکور و در حق این صحیفه افزون تر می سازد و بحسب کتب جنین فاضلی که انامیه مرده اعتبار
 با این سخن میدهد و بدین محبت تقریب منتهای بهر نامانی می نهد فی الحکم مولانا از دود که بزرگ است
 بزرگش از اهل علم و اعتبار و ده اندام و منشای دی همین بقعه مبارک است اعلی ترین مقام
 تحصیل خصوصیات که با صطلح اهل فرنگ صدر صدورش میخوانند و امر و در سلطنت ایشان
 نیست بهر باب، بهر شایسته تر ازین خدمتی نیست با ایشان است و مولانا آن سیه کسب معیشت
 و غیره را بر این مشروبات اخروی گردانیده که همه شمش صرف رول کار انام است و برکت انصافش

شامل خاص و عام باداعی اتحاد موخو و الیام نامحصور دارد روزی نیست که شہد صحبت ایشان
چشیدہ نشود و باین قندہ کر کام جان حلاوت اندوگن و با اعتقاد من روزیکہ بی شرف
جاست ایشان بیایان آید داخل ایام عمر نیست خلق جسم است و لطف مصورمانی اندیشہ را
ہتر ازین نقشی نہ بر صفحہ خاطر است و نہ پیشگاہ نظر در فنون او بہ ثانی عشی و جہر بہ او در مرزا
حکمیہ ثالث با قرونصیر رسیدن باندازہ قش نہ سہل است و دعوی ادراک عیش از جہل خطا از بل
باین خوبی قباے قابلیت بر بایند و ختمہ و در شکر قضا باین روشندی و آگاہی آئینہ نمیری
نیفر و ختمہ باین فضیلت شاعری اندازان نہ کشیدہ و باین عظمت ساحری از با بل
رسیدہ با خیال شرح کمالا شطوطی خاصہ من باین قدرت گفتار نمئے نہج بی زبانی است
و باہولے اوج مکاشفہ طائراندیشہ ام باین بلندی پرداز عاجز از بال افشانی نہ من باندازہ
میکش تو نام نمود کہ کس بشاید تکی نتواند من ستودہ بیت انوری عاجزست و من عاجز
طرح حدش کہ در خوراند از دہ نام ازیر بایراد بیتے چند از کلام معجز نظامش جان دین

مردگان مہدہ

کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیلاب نہ ٹھہر
آزادہ مرے حق میں ذرا تو بھی دعا کر
تو بھی رو تا چل جنازے کو ہمارے دیکھ کر
اگر وہ پھر گلیاں سیرے بیت الحزن پاس
اندون چاک کو پاتے ہیں کیا ہے آنس
ہو نہ کر تجھے تجھ کو گریاں کے چاک تین
کہ خالی پڑے آئینے بہت ہیں
تو اجنبی ہو بند قبا کیونکہ وا کروں
نہ غم قند نہ یرواں رہائی مجھ کو
لگایا ہاتھ کس نے آپ کی زلف پریشان کو
وہین میں ہو گیا ٹھنڈا جو ٹھیکھا تیرے پریشان کو

مر کر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہر
اس درد جذائی سے کہیں جان نکل جائے
ہو نہ دامن گیر کوئی جان کہ قاتل نہ تھے
برگشتہ بخت جذبہ دل مت کو آفرین
آمد آمہوئی پھر موسم گل کی شاید
ناصح بیان یہ فکر ہے سینہ بھی چاک ہو
آگیا کون سا صیدا فتن ادھر سے
یچھپے ڈکھ مجھ سے شب وصل میں کہ
لو اسیری میں ہوں پریش اسیر تصویر
اٹھنے کو بلا ہن آپ بھی تجھ خیر ہو صاحب
تو مجھ کو کے سینہ میں کچھ گرمی سی باقی تھی

اُس نور خیزے مروط بہت سہل سے ہوتے اگر ہم بھی سبک حرکت نابل سے ہوتے	۸
آزاد و مخلص شیخ امیر الدین نام ملیند غلام علی حضرت بریلویؒ ہودہ اور است	
ابن عربیؒ میں چون کو نہ گئے ہم ورنہ خندہ گل نے چون خوب رُو لایا ہوتا	۹
آزاد و مخلص مسکین فقیر اللہ از قدماست از کلام ادست۔	
سب صفتیں جہان کی آزاد ہو گئیں بر جس سے یار تھا ایسا ہنر نہ آیا ضروری	۱۰
آزاد و مخلص رام سنگر دوسے بود ز پور ارادت و اخلاق آراستہ پس از تحصیل چشمش از حلیہ نور عاری شد شوق شہر ش از حد رقم فروغ تر بود در شاعرہ حدیث علیخان	
عاشق مخلص کسکس شوق میر سید اور است	
ایں دون پیار سے ترا طرز نکم اور ہی طور چشمک اور ہی وضع تبسم اور ہی	۱۱
اشوب مخلص میر اماد علی خان خلف میر روشن علیخان فروغ از اہل شاہجہان آباد	
شاگرد میر نظام الدین منوشت طرز کلامش بشبوہ استادش بسیار بیٹھاید و در ہر جلس شاعرہ شریک میشود غزل طرح فکری کند بار اقم شامانی راز و جوان	
مہذب است اور است	
نادک غم سے چھایا نیک تن بہ ناکام کا گنہ گار کے بوجھ سے عشرت تک پہنچ نہ سکے	
اسی مین پردہ رہا ہم گناہ گاروں کا دکھا دو نکاسی گے گر آپ مین مین بھی کہو آیا	
اُس کے ہنگامہ رفقا نے سونے نہ دیا شوخی سے اک چراغ کو اُس نے بجھا دیا	
ہم سے اپنا بھی ہوا وان سے بھر آنا مشکل وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین	
کس قدر ذوق تبیدن سے پشیمان ہوئیں ہم سے کتنا شب بھر ان مین پریشان ہوئیں	
و شمع میر سے دونوں بہن قاتل مرے دونوں بہن	
نہ آتو سہری بالین پر تماشا جذبہ دل کا کون ہم خاک مین ہم خاک کے آسودہ کو	
ہو چھا جو مین نے یار سے انجام ہو عشق دل کو گھسے تھے کہ اُس رزم سے آئینے	
میر جیسے کہ تکلم کو ہم گہ کرین پس کہو کہ دل میں قاتل نہ گیا	
یہ دیرہ دل اثر پر کہ مرے دونوں بہن	

آشفتمہ تخلص عظیم الدین خان نام عرف بلوے خان قوم افغان ارشاگردان مہرخی
ماہل است گویند مرے آشفتمہ طبع وارستہ مزاج آخر ماہا کتساب باطن ماہل
و تو بہ از شعر نمود از کلام است

برگشتہ بخت ہم نے کھئے ہیں کم کسی نے
دووانگی ہماری ہر لحظہ یاں ہو تازہ
بہتی کو خاطر اصحاب کیوں نہ منظور
کریں زینت مجلس ہر جا پار و ان سے

آشفتمہ تخلص میرزا رضا علی خلیف حکیم محمد شفیع بعضے اور از لکھنؤ و بعضے از اکبر آباد
بہمہ حال جوانے گذاختہ و درد مند و در آفرین طب دے ارجمند داشت بہت بہتریب
مخلص مشاعرہ می گماشت کلاش بنظر میر سور در آورده است شعرش شستہ و صاف
و فکرش مطبوع طبع اہل انصاف این ابیات از نوشتہ شد

جی بھٹا آنکھوں میں بار بھٹا دل میں
مر گئے پر بھی ہمسو خاک زمی
دم آخر جو بچلی آئی تھی نا
نقطہ نہ اپنی ہی تم آن دیکھتے جاؤ
بجائے اشک بھٹتے ہیں پارہ ٹاپے جل
دکھانے کے تھے دامن کے چاک کی خرابی
اگر چہ ہووے گی تصدیقہ لیکن آشفتمہ
لہجہ کے ہوتے بھلا غیر کو صدے تو فکر
چہ کہچہ اندون غم بینان سے زرد ہو
جلادے کس کو آشفتمہ بار سانبلا
ہمیشہ آگ نکلتی ہو میرے سینے سے
مر گیا اک صنم یہ آشفتمہ

یاں تلک انتظار تھا دل میں
آج تک یہ غبار تھا دل میں
وہ فراموش کار تھا دل میں
ادھر ادھر بھی مری جان دیکھتے جاؤ
تھامے جی من بھٹا ارمان دیکھتے جاؤ
ہمارا چاک گریبان دیکھتے جاؤ
کوئی گھڑی کا ہو ہمسایا دیکھتے جاؤ
ہم بھی جی بھٹتے ہیں پایے ترے قربان
ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دل میں درد
خدا جو بیٹھے بٹھائے اُسے خراب کرے
اکی موت دے گذرا میں ایسے جینے سے
موت ایسی خدا نصیب کرے

آشفتمہ تخلص سید نور علی خلیف سید علی نواز رضوی از اساتذہ عالی کمر بار ہر ولد نقی

در جهان آباد دلی اتفاق افتاده در فن طب دست بلند و پایہ عالی دارد استفادہ این فن از خدمت حکیم غلام حیدر خان کہ از مشاہیر عساکر دلی است نموده بتاثر تخلص آنفیسہ مزاج و شوریدہ طبع نکی از سوز عشق در خمیرش افتاده و تخلص از فقیر خاکسار دارد خلاصہ کفایت

گورین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا
تانا تھا اسے میرے تڑپنے کی اذیت کا
ہو برقت ار آمد محشر کو جان کر
سچ ہو کہ ہو فاجون میں تم ہو فاجون میں
قسمت میں کیا خدامے مرنا لکھا نہیں
یہ غیر کی سزا ہی ہماری سزا نہیں
اب جی میں ہر رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ہی یقین تو بھی کہ وہ ہو فاجون کو بین
میں خضار کی طرح رہتا ہوں
ظاہر میں ہوں پاس پرچہ ہوں
یار ہیکہ یہ غم و درد مری جان کے تھا
پوچھے گا قیامت میں یہوشون سے کیا کوئی
بجز غیر اور کون نہیں ترے واسطے
ستم کو وہ بد خو ادا جانتا ہو
مرے خون کو نہ گناہ جانتا ہو

بہشت حال نے پھر یاد لائی آنکلی
انہل تو نے کیا کیا مجھے شرمندہ قاتل سے
آنشتہ تیری گور میں تڑپے ہر ساری خل
تم غیر سے ملے میں کسی سے ملا نہیں
لڑقتل کا خیال انھیں اور نہ موت کو
عاشق کو لطف سے ہو فزون لطف میں
جو نامہ برگیا وہ گیا اجالے وہاں
گر نہ نا صبح کہ دشمن سے نہا ہی سطح
آوارہ ہوں اب رہبان کو
ہو وصل میں بھی فراق کا غم
دیکھیں نہ تفتہ ہمیں مر کے بھی راحت ہوگی
غش ہو گئے ہم تفتہ تابخ جانان سے
سید اہی کیا قصور ہو بیتاب تیار
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہو
ہی جلا د کی سادگی میں بھی شوخی

آصف تخلص وزیر الممالک نواب بکھی خان آصف الدولہ بہادر داستانہ امیر محمد
و مکارم افسانہ کو بخش عالم است و مشرح بزرگہاے ایشان خارج ار حد رقم
اور احسان عمیم و بہت فخریم بے نظیر و عدیل گویا برادر اجنبیہ سار فیض حضرت رب جل جلالہ
دست گہر ریز و لاف زار پاش داشت ار باب نیاز و حاجت را خانہ از استغنائی انت
در تیر اندازیش دستی تمام بود و بشکار رغبتی تمام آری فرد و شہمان اضر و دست مشن شکار

کہ آید بے صید لہا بکار، مرغان ہوا ریز میں می افکند و این ادنیٰ حرفی از قدر اندازی
 دوست باقن شعر لوف بود و اکثر اباب این فن را بصلہ و جائزہ شایان نوحی پہل سالہ
 فوت کردا نالغہ وانا الیہ راجعون این ابیات از افکار پاکیزہ دوست

ایک دن یار سے یہ میں نے کہا ہنس کے کہنے لگا کہ اسی آصف ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہو باروب کشے اُس کے نہ سبنے دیا کھچے	ابو ہم طاقت و توان سے گئے یہی کہ کہ کے لاکھون جان سے گئے پر ہم کو چاہیے کہ تہ دو لگی ہو اگر وان نسیم شکل بر گاہ سے گئی
---	---

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابوالمظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی
 انار اللہ برمانہ انوار حقائق ایشان چون آفتاب نیم روز بر ساحت خاطر عالمی پر تو افکن
 و شمع مکارش کالبد الدجے تابندہ و روشن نیاز مند اٹھار و محتاج اعلان نیت
 اجل و نہ سال رایت سلطنت برافراختہ امر و زوفات ایشان را بست و نہ سال گذشتہ
 با سخن و اہل سخن الفتے بسیار داشتہ بیتے چند از مستلح افکار ایشان انتخاب یافت

صبح اٹھ جام سے گذرتی ہو عاقبت کی خبر خدا جانے کے جو خواب میں بھی وہ یوسف تھا تو بھر	شب دلا رام سے گذرتی ہو ابو آرام سے گذرتی ہو اسی آفتاب دوست بیدار طبعی
---	---

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش ساکن سہارنپور سلسلہ نقشبش بامام الامیہ سراج الانوار
 ابو حنیفہ کو فی رحمۃ تعلیٰ منتہی میشود گویند کہ از صنائع شعری بسیار آگاہ بود در سال
 مسیٰ تحفہ الصنائع تصنیف نمودہ دوست واصناف سخن مانند لغزو قصاید و منشوے
 نظم ہم فرمودہ خلاصہ فہرت دوست

نجا چمن میں تو اب آفرین کہ چون غنچہ بہت ہیں کہ چہ تھیں اور ناز کرنے کو	لبون میں اُس کے بنان ہو بہا رخندہ گل برے تو ہم بھی نہیں دل نیاز کرنے کو
---	--

آفاق تخلص میر فرید الدین ابن بہار الدین نسبت قرابت با شاہ سلیمان کہ از
 معارف ادبیاء دہلی بودہ داشتہ از تلامذہ شمار اللہ خان فراق است از ادب

باتھ کا اُسکے خط لکھا لایا	انیرب قاصدین ہاتھ کے صدقے
آگاہ مخلص حیرسن علی ازافسانہ خوان شاہی شخصی اسٹ در نہایت جود طبع	و جدت ذہن در چندین فنونش نیکو دستی است این بیت دوست
بان تیغ کھینچا ہر بت آنشس مزاج تو	اُس نے یہ آج یہ بھی گنہ گار گرم کر
آگاہ مخلص نور خان نام شخصی است از قوم افغانہ جز این دیگر از حالش آگاہ نیم اور است	منہ و دیکھوا بنایکھوا ابھی رسم چاہ کی
اصل مخلص میر عبد الجلیل نام از سادات گرامی قدر شاہجان آباد دہلی بودہ است	شاگرد منوے جعفر ز مٹی و استاد لبطا ہر نذیرہ از دوست
زلف ہر چہرے پہ پانچ خیال ہوا	جنیش ابرو ہر پانچو خیال ہوا
اثر مخلص حسین علیخان طلف الصدق مرزا حیدر بیک خان تورانی شرف	شاگردے شیخ امام بخش ناسخ دارد و غزلی ازو کہ این اشعار از آنست شہرت
مستام دارد و جز این شعرے دیگر بنامش گوش نموزدہ اور است	
بسکہ در داغون بہ نام اُس مہ تانان کاہر	بن گیا خستہ مری سچ کا جود انہما
سُج کے غل شب تاد ز زندان وہ اگر کبھی گیا	شیون ز بچہ خواب بخت کو افسانہ تھا
اثر مخلص سید محمد میر کین برادر خواجہ میر درد علیہ الرحمہ مد ستہ دل ریش است	و از فدا یاران مہین برادر خوش بقا ضاع دودمان خود از نسبت اسے باطن ماہر و
اتار صلاح و تقویٰ از سیماے حالش ظاہر روز باشد کہ این جہان گزران را	گذاشت دیوان قبیل الحکم دارد ملاحظہ شدہ بعض خیالات ایشان بہ قصوے غایت
در مدندانہ و دلپذیر و مطبوعہ واقع شدہ شنوئی ایشان شہرت تمام دارد کہ بنامے	ان بر محاورہ بحث است و از بخت مرغوب عوام این جینہ بیت از دیوانش نقاب فاد
دیکھیں گے اسکی سنگدلی کو ہم احر اثر	گر کوئی نالہ ہم سے سرا انجام ہو گیا
اُس سنگدل کے دل میں تو نالے نے جان کی	کیا فائدہ جوادر کے جی میں اثر کیا
ہو جائیں گے جو اُس کے معلوم	داغون کو مرے شمار کرنا

کیا کیے اثر تو آپ ملک دیکھ
 سچی اب کی بجا خدا خدا کر
 لگی رکھی نہ تو نے میرے ساتھ
 بیوفا تیری کچھ نہیں تقصیر
 یوں خدا کی خدائی برحق ہو
 مگر تو چلے کہاں تلک اب درگزر کریں
 جہین ہو از سر نو جو ترے یاد کریں
 ہم اسیر دیکھی اُسے چلیے خاطر داری
 یاں تغافل میں اپنا کام ہوا
 حال میرا نہ پوچھیے مجھ سے
 نہ لگائے گئے بہانہ دل کو
 ہر دن فزون ہیں کج رویان روزگاری
 مانا اثر کہ وعدہ خدا غلط نہیں
 غرض آئینہ داری دل سے
 تیری عیاریوں کی باتیں اثر
 اور تو کوئی نہیں دام و قفسِ دہلیز
 دلربائی و دلبری جھکو
 دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
 حال پر اپنے بھوکو آپ اثر
 آپ ہی نہ جل بجھے نہ کچھ اُس میں رہا کی
 چھپ چھپ دیکھنے کے مژدہ است اثر
 کبھی دوستی ہو کبھی دشمنی
 یمن جیت ہو آپ ہی جھکو دیون کیا جواب

یوں حال اپنا تباہ کرنا
 پھر اور بتوں کی چاہ کرنا
 تیرے نزدیک قصہ پاک ہوا
 مجھ کو میری وفا ہی اس نہیں
 پر ہمیں تو اثر کی آس نہیں
 یا ہم نہیں اس آہ میں یا آسمان نہیں
 تو سے یا نہ سنے نالہ و فریاد کریں
 اور لٹے نہ کہ ہم خاطر صیاد کریں
 تیرے نزدیک یہ جفا ہی نہیں
 بات میری جو معتبر ہی نہیں
 آہ بچائیے کسان دل کو
 کچھ سیکھتا چلا ہو روشِ میری
 لیکن کئی نہ جی یہ شبِ انتظار کی
 تیرا جلوہ تجھے دکھانا ہو
 سب بھٹتا ہو گودہ دانا ہو
 تنگ آیا ہوں فقط دلی گرفتاری
 گو کہ آتی ہو پر نہیں آتی
 دشمنی پر تو چار آتا ہو
 جسم بے اختیار آتا ہو
 اس پر کہیں گے آہ کہ کتنی ہی آہ کی
 معلوم ہوئے جو بھی اُس نے نگاہ کی
 تری کون سی بات پر جائے
 کہ تھریں اب تک کس طرح ہم نے زندگانی کی

<p>آپ میں کہنے لگوں سوہو کہاں میری خیال مرو کین کچھ تو ہو تحقیق سے کیا کام تھے کب کب تری گلی میں ہم بقرار گئے تاسے تو جبر گئے شب بھر کب کب آتا ہو آتے کیوں تھے ننگ آتا ہو</p>	<p>پوچھے تو احوال میرا ایسی کیا تھی کو پڑی یوں تو ناخن نہیں سے تھے ہن دشتام بچے سو بار جی نے چاہا تب ایک بار آئے دل اپنے مگر شمار کیجے آنکھتا ہو کبھو جی سے جو تنگ آتا ہو</p>
<p>احسان تخلص از اہل لکھنؤ است در تیرہ گوی شہرت دارد این بیت از بدست آمدہ</p>	<p>بجنون کو اپنی لیلے کا محفل عزیز ہو</p>
<p>احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان از سخن طرازان عہد حضرت فردوس منزل شاہ عالم بادشاہ است سالما بحدہ مختاری سرکار مرزا ایزد بخش بہادر سرفراز ماندہ بشمار اعزہ این دیار سے آید باوجود پیرانہ سالی اکثر و بیشتر شامل بزم مشاعرہ می شود اشعار عاشقانہ اش ناخن بدل زن است در صنائع لفظ مانند جناس و اشتقاق و طباق وغیرہ ان اصرار از حد افزون دارد و بار اقامت تعارفش ہست صاحب اخلاق نیک است دیوانش ملاحظہ شد این اشعار از ان انتخاب ہوا</p>	<p>دل میں ہمارے تو ہو ہمیں دل عزیز ہو</p>
<p>دودن سے میں جدا ہوں اس موکر سے آسان کہاں وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب رہنا گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے میں تو اس نوجوان پر غشس ہوں سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہوں ہو وہ مرید آبلہ پاسے عاشقان مرے آتے ہی بس نیند آئی تو اب یار و بھون کمرے گریبان کی فکر ہو یہی مجھ کو رہ رہ کے آتا ہو اران مجھ پر نہ پک یا ہی کچھ خشک ہیں ہوا</p>	<p>اک سو طرح کا صدمہ اس میان میں دیا کسی کا کام ہمیشہ بنائیں رہتا وہ نہ یاد نہیں بھوکھا شکاری کیا کیا ہمارے عالم تری جوانی کا بھید کہتا ہو کسو سے کوئی نادان دل کا پانی پہ ٹھہرے کیونکہ نہ بستر حباب کا یہ اپنی چشم پوشی دیکھتا جا ماصح کے شہد کو آن کے کوئی نہ سہی گیا کہ مجھ سے نہ کچھ میرا ارمان نکلا نامہ بھی وا کیا تو وہ چین بر چین ہوا</p>

اسمین بھی دراندازوں نے سورخنہ نکالے
 دامن کوہ کو تکتا ہے بحسرت مجنون
 آخر کو لگے گور کے ہم آہ کنارے
 خاک ہو کر بھی رہوں تھا یہ وفائے جاہا
 سیناے بادہ ہاتھ سے یوں میرے لیگیا
 جو کوئی جان بچا کر تھارے در سے پھرا
 دل آہن سرشت اسکا بنے موم
 فائدہ تم جو بچے نزع میں یاد آئے نظر
 اچھکومت ٹھکراؤ بس چلے سنبھل کر دیکھ کر
 دیکھو میری طرف سچ کیو اور آخر شناس
 کوٹھے پہ چڑھا کر تو مر بجان سمجھ کر
 اگر دل احسان غم معشوق دے صد آفرین
 کڑا ہی دیکھ کے بھکو تو اس طرح غلام
 احسان میں جسکے نام پہ دیتا ہوں اپنی جان
 غم ساتھ ہوا کھلی سے تیری
 میں جوے پینے پہ آؤں تو بسوی جان
 میں تر پتا ہوں غم عشق بتان میں احسان
 کسی مہر کی خاطر بھوکا کچھ مر بنا نا ہی
 مت گرد گرد پھر تو ہر دم مری دعا کے
 خفا مت ہو مجھ کو ٹھکانے بہت ہیں
 کہتے ہو کیا رقب کو بھیجوں تیا صلاح
 کچھ سانس رکالتے ہو رہ رہ کہ یہ ڈر
 اُس سے پوچھ ہو جو احسان وفا پیشہ بھی

احسان نے جو اس رخسہ دیوار کو دیکھا
 سنگ باقی نہ رہا دامن طفلان میں گیا
 دریاے محبت کا یہ ساحل نظر آیا
 کیا کروں ایک نہ بکشت صبا نے چاہا
 خون محتسب کا آج تو پینا حلال تھا
 یہ جانتا ہوں مر بجان خدا کے گھر سے پھرا
 مدد ہی روح عالی شان داؤد
 ہو نہ یار اسے سخن اور نہ یار اسے نظر
 چال سب چلتے ہیں لیکن سبزہ پرور ٹھیکر
 کیوں فلک کو تو نے دیکھا میرے اختر دیکھ کر
 پر یان نہ اتر آئیں پرستان سمجھ کر
 پیرو مر شد واہ یہ بدعت خدا کے گھر کے
 نہان زبان پہ ہو الحمد و آشکار درخ
 وہ جانتا نہیں ہو مر نام اب تلک
 اک آگے تھے اور دو گئے ہم
 عرس منع کرے اسکا لہو پی جاؤں
 حک فضل الہی خفقان کہتے ہیں
 اگر نیچے فلک عقد ثریا مول لیتو ہیں
 ہم کوئی تیری منت تاثیر کھینچتے ہیں
 مرا سر رہے آستانے بہت ہیں
 لعنت ہی بھیجے گا بزدلین کو
 قاصد نہ کہیں راہ میں بکشت و بھو
 ہو فاکون ہو کتا ہو وہ غیبار کہ تو

حال دل خیزین جگر خستگان پر رحم
جنت میں بھگو اسکی گلی سے ہن بھلے
کوئی فلک نہ ایسا نہیں زمین پہ کہیں
جہن بھگو بھی انو بھگو ستانے والے
آشنا کسی کے ہن بیدیرین یہ دیدہ و دل
انکے رونے پہ ہنسی آتی ہو بھگو احسان
بیٹھ راہی آہ بس خدا نکرے
یاد مسجد میں آئیگی احسان
کچھ اپنی نفل دیکھ کے روتا ہو تو احسان
بس خاک قدم دیکھے تکرار بہت کی
ہم لائق بندگی نہیں تو
ہم جان بچے کہ جانکے ساتھ
کہتے ہیں پلٹ گیا وہ رہ سے
کیا کام کسی سے ہم کو احسان
بجگو مت چٹو معاذ اللہ میری لب تک
اچھ بخت تو جاگ اور جگا بھگو کہ پھر ہم
ترا ہا سجد میں یہ دیر گر بھید ہو اور
یہ ستانے سے مرے بھگو ہو حاصل ظالم
مرنے کے بعد آنکے کٹوا کین ٹیریاں

میں کیا ثواب ہو کہنے لگا گناہ
کیا جانے کہ مجھ سے ہوا آہ کیا گناہ
دماغ آہ کا اسپر بھی آسمان پر ہو
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے
ہن ہی دیدہ و دانستہ ڈوبانے والے
دوڑے پانی کو ہن کیا آگ لگاتے ہو
تجھ کو فرصت ہو سر اٹھانے کی
کیفیت اس شراب خانے کی
ہاں اٹھ کے گیا کوئی تو ہو پہلو سے میرے
سٹی مری اس خاک نے ہو خواہ بہت کی
بس خیر ہو بندگی ہماری
جائیگی یہ جان کہنی ہماری
تقدیر اٹ گئی ہماری
ہم اور یہ بیسی ہماری
نارے اگر کین تو بھٹ جائیں جگر دو چار کے
ہا حشر خاکین گے جگانے سے کسو کے
گنج قارون پہ حسرت سے نظر کرتا ہو
بجھے مودی کے خلقت بھولتا ہو
آج آپ اپنے گشتے کی منت پڑا چلے

احسن تخلص ہنیش نام یکے بودہ از معاصرین ابرو و ناجی و بطور شان غزل سر نہت اور آ

مازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو غرہ اموسئی کرنے مت کو فرعون سابت یا

مضمون این بیت کہ مر قوم شد بعینہ دون الاثر در کلام شاہ مبارک اہر و یافتہ شد

اما چون از صاحب ترجمہ شطری آخر کیا قتی و ہشتہ باشد در نظر نبود ناچار بہت گشتہ

احسن تخلص مرزا حسن علی در سرکار نواب آصف الدولہ مرحوم بہ پیشہ شاعری
لازم بود بحسن خط و نیکوئی بیان مشہور است و در تلامذہ مرزا رفیع سودا سعد و دیگر
در بدایت حال پر توے از میر ضحیا ہم گرفتہ اما ذرہ آتش خورشید از و گشتہ اور است

تیرے نالو نکا کوئی دن جو یہ انداز رہا
گھر سے وہ خورشید رو نکالا تو مطیع صاف تھا
یہ رکھے سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
جان دی تھی اُس نے کسکی حسرت پاؤں میں
دل دھڑکتا ہے کہ میرا کہیں مذکور نہ ہو
بات یہ بھی ہو کوئی آپ کے فرمانے کی

مگرے اڑ جائیں گے سینے میں جگر کے احسن
حسن پر اپنے ہر اک مہ بارہ گرم لاف تھا
اشک گلگون کو نہیں لعل و گھر سے پیوند
سجدہ کہ جو خاک احسن اتو سائے خلق کی
بزم میں اسکی جو ہوتی ہو کبھی سرگوشی
تم تو دل مانگو ہو یاں جان تلک حاضر ہو

احسن تخلص حسن اللہ خان جہان آبادی متصل دروازہ لاہوری در مسجد بہمنی
سیماندو تہتی خم ابرو سے زیبا صنمی را دیدہ سر بسجده فرد آورده مہر و محراب را بر طاق
نسیان گذشتہ بجائے خطبہ نالہ بنیاد نہاد و آخر بہ اندر زوا عطا ن فریفتہ گشتہ طریق
کمن از سر تازہ کردہ عمدہ بر ہم گشتہ بیعت شیخ نمود ز ناز از میان بکشا دو تسبیح بر
دست پیچید این بیت بنامش بہ نظر رسید و ثبت گردید

اسکی گلی میں احسن شب چوری چوری جانا
یہ چال ڈھال تیرا ہی خانہ خراب کیا ہے

احمد تخلص شیخ حافظ غلام احمد از مردم پنجاب است اور است

گر ہی بین دست اپنے نارسا
انکے پائوں تک رسائی ہو چکی

احمد تخلص احمد بیک از طائفہ قزلباش جو انیت صبیح الوجہ قواعد سپاہی را

علی حسن وجہ سے دانستہ صاحب رسالہ سرکار مرزا ولید بہادر بودہ از تو

عصبتہ ہاتھ میں جب تو نے تیغ کین کیری
انہ آٹھ سیکارے بسل نے یہ زمین کیری

احقر تخلص مرزا جواد علی از قزلباش است ولادتش در لکھنؤ اتفاق افتادہ

اصلاح شعر از میر حسن صاحب مثنوی بدر میر گرفتہ در بدو سن شور و زاریات اکثر

مزارات فائض البرکات فائز شدہ بوطن پرشتہ این مطلع از و پسند آمد

بزم میں اسکی جو شب چاہ کا مذکور صلا	اٹھ کے غفل سے وہ بن وہ بُت مغرور صلا
اختر مخلص شخصے است از دودمان گور کالے طبعش بے کسر شعرون ترازا	اندازہ رغبته داشت از دست
مجھے بھی ہٹ ہوئی ایسی کہ مرثا لیکن	نہ تیرے کو پے سے ہرگز اٹھا قدم میرا
اختر مخلص میرا کبر علیہ از شمع زادگان سر ہند است وصفت آستنازی	ید پڑے داشت از تلامذہ شیخ قلندر بخش حیرات است افکلام
تماشے کی ہو جاہزگان پہ جو حوت جگلا	عجب یہ نخل ہی جسمین کہ نخل گل ثمر افلا
ارمان مخلص فرزند جعفر علی حسرت است کہ مشاہیر بلاد مشرق بودہ	از ہاشم آگئی دست نداد از دست
چہر چاہو ہر گھر گھرا ب دیھے کہ کیا ہو	دودن نہ چھپ سکی تو جاہت ترا براہو
آسہ بالین اُسے آنا قیامت شاق ہو	یہ دل بیمار جسکا نزع میں مشتاق ہو
اسعد مخلص مرزا اسعد بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ مقطعے از ایشان مستوع بقلم آمدہ	تو اسعد غضب ہو کہ ہاتھوں سے تیرے
اسعد مخلص میرا مانی از سکنایہ جہاد آباد دہلی است مرد شگفتہ و ظریف	نہ تبسج ٹھہری نہ زینار ٹھہرا
بودہ نسبت شاگردے بامرزا رفیع سودا داشت در راہ لکھنؤ حرامیان تہہ کار	بد سراج خام خوش ریختند از و است
جون توں آسہ کو لائے تھے اسکی گلے سے ہم	خدا نہ خراب راہ میں آکر بچل گیا
بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو بھر تو بس	کافر ہوں گردان میں خدا کا بھی ڈر کروں
استداس جفا پریتون سے و فساکی	میرے شیر شاہ باش رحمت خدا کی
پر دھڑے جلتے ہیں روتی ہو کھڑی شمع	یار نہ غیب صل ہو کوتاہ کسی کی
جس سے کر دل ملا تعجب آیا وہ سنے	ملنے نہ پاسے ہونٹ کہ سو بات ہو گئی
مانے ہو کوئی وہ بہت گمراہ کسو کی	گو آب سفارش کرے اللہ کسو کی
اسلام مخلص شیخ الاسلام از ساکنین قصبہ پٹانہ منمنضافات سہارنپور است اور است	

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہو جا	ہین یہ بازوے عقاب اچ بے تیر کے پر
اسیر تخلص تبرار نام نصرانی بودہ ازرقابے ظفر باب خان جوان تو مند	اصلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ او میگوید
ہم اس لیندو کے ہجرین یون نیست کرتے ہین	کہ سکتے کی سی حالت ہو جیتے ہین ترسے ہین
آسغان تخلص غائب نامش ہم ہین باشند نصرانی بودہ اصلش از فرنگ	و ولادتش ہند اتفاق افتادہ از دست
خط کا یہ جواب آیا جو کھیا کبھی پھر خط	کر ڈالو ن کا اک دم مین ترسے آنکے پر
اشرف تخلص محمد اشرف نام خلف امام الدین از ساکنان کا ندہلہ بودہ اور است	التش دل سے ہوا ہو مجھے یہ ڈر پیدا
اصغر تخلص سید امجد علی اکبر آبادی مہین برادر حکیم محمد میر کہ ازرقابے مستم حضرت	والد ماجد بودہ از دودمان امجد است از شاہ عبداللہ بغدادی علیہ الرحمۃ خلافت یافتہ
بو قح و قار تمام و تورع و تھادت نام زندگانی کردہ از خیالات اوست	ہوا ہون بسکہ خفا بتو اپنے چہنے سے
اظہر تخلص غلام علی الدین شاہ و غلام حسین مروری تخلص کہ شاعر پارسی گو بود	از اہالی جان آباد است و نیز اصلاح سخن از میر فرزند علی موزون گرفتہ بہ تعلیم
اطفال میرے برادر است	رکھتی ہو مری جان کو مضطر پیش دل
اعظم تخلص اعظم خان از مردم دہلی قوم افغان مردے حریف و ظریف بودہ کہ	سخن از شاہ نصیر کردہ آخر ہا این فن را ترک گفتہ بہ کسب علوم پرداخت اور است
اسی مضمون سے معلوم اسکی سردہری ہو	جو اس نے مجکو نامہ کا فہد کشمیر پر لکھا
در دل از بس طبیعت نے نمان رکھتے ہین	شیخ آسا بس زبیر استخوان رکھتے ہین
افسوس تخلص میر شیر علی فرزند میر علی مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب	قاسم خان عالیجاہ از مردم نارول است سلسلہ پیش با مام بہام جعفر صادق

علیہ السلام میرے سداشاہیر اہل سخن است از خدمت میر حیدر علی حیران بہ تمذیب کلام
پر داختر در اواہل حال از متنبان سرکار مرزا جوان بخت بہادر مرحوم بودہ آخر الامردر کلکتہ
بسرکار انگریزی منسلک شدہ خدمت ترجمہ کردن کتب فارسی بزبان ریختہ
بالیشان بودہ اوراست

فصل سے چھٹنے کی امید ہی انہیں افسوس کیا لکھوں اُسکون احوال بہ کتنا قاصد دیکھتے ہی اُسے حاضر ہوسے مہر جانے کو کیون نہوا سقد گھنڈا اُس بت پر غرور کو اُس کے اُٹھتے ہی جی پہ آن بنی صورت نے مجھے حق نے دی پری سی کچھ بات تم سے کر نہیں سکتے ہزار حیف	حصول کیا ہو جو فردہ بہار کا پو بجا یہو اسی کے سبب طاقت تحریر بنیں وہی اشخاص جو یان آئے تھے سمجھانے کو صبر کی طرح نہیں اس دل نا صبور کو دیکھے آگے آگے کیا ہووے پر آدمیت نہ دی ذری سی مدت میں تم ملے بھی تو غیر نکلے گھر ملے
---	--

افسر تخلص غلام اشرف آبائش سر خدمت کا کو خانہ بادشاہی بودند از ملازمہ غلام بہانی
اصطفی است بیشتر فکرش مقصور بر برائی بودہ از دست

جب دیکھے ہو میر داغ سیہ اپنی چین پر اکبر تخلص اکبر خان کہیں برادر داعی آتم بہ انہ صفات حسنہ متصف است از کتر ایام عبدی بغیر پیدا کردہ از حضرت مومن استفادہ میکند از دست	آتا ہو آسے رشک ترے رہے حسین پر اکبر تخلص اکبر خان کہیں برادر داعی آتم بہ انہ صفات حسنہ متصف است از کتر ایام عبدی بغیر پیدا کردہ از حضرت مومن استفادہ میکند از دست
--	---

سوچے حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال خانہ غیر میں گر گئے لگا جی تیرا ہو نہ شوق سے اُس کہے میں گذرا پنا جنون عشق کا در مان ہو کسی سے بھی دیانہ رنج ستم سوز دل سے کام لیا عدم کے ذکر سے دان ہوش عالمین پاؤں سے آئے قتل کر لاشہ اکبر کو چھپایا گھر میں	حیف چارہ نہ کرے آپ سادانا دل کا ہم کو بھی اور سے آتا ہو لگانا دل کا ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہ برا پنا کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا یہ خاک ہونے کا احسان ہو چرخ پر اپنا مزار اُن سے بھی نازک ہو کس قدر اپنا بائے اُس نے مجھے جانے نہ دیا اور کہیں
---	---

ہوں صید دام دیدہ بین صیاد در گذر دوش ملک پر دیکھ کے نقش شہید عشق اکبر تباہ دیکھ کے دشمن کو تنہا دیا کون رو یا ہر ترے کوچے میں رات ہم تو ہمیں ہے جو خفا ہو تو خوش ہو	غفلت میں وہم جو کہ فریب کہیں ہو چورون کو یہ گمان ہے کہ عرش برین ہو اُس بے وفا کو تجھے محبت کہیں ہو کیون سفیدی اُڑ گئی دیوار کی آئے نہ تھے طلب سے کہ نصرت کیا چلے
الہام تخلص شیخ شرف الدین المعروف بشاہ طراز اہل لکھنؤ است مرد وارستہ بودہ و بعلت درویشیہ باعتبار سیر نیست گویند کہ بزمہ اساتذہ معدود بود بقاری ہی تم کلمہ کرداؤ	
ارمی بیکسی تیرے مستربان ہوں نکہ وہ دشمن کہ طعنہ کٹا پر مارے	ہرے وقت میں ایک تو رہ گئی مڑہ وہ تیر کہ خجسہ کو دھار پر مارے
الحکم تخلص محمد علی از تلامذہ شیخ ابراہیم ذوق است مقطعی بدیہی علی سبیل التذکرہ بر زبان راندہ بودند دل قلبیدہ و درین تذکرہ ثبت گردیدہ	
نہ تھا محل اگر اسکے ناز کا تو پھر	الحکم فریفتہ کیون ایسے ناز میں کے ہوے
الفت تخلص یکے از باشندگان قصبہ مظفرنگر است دیگر کیفیتش معلوم نشد شعرے کہ از بنظر آمدہ خاصے از کیفیت نبودت قمار	
ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب	سو آج کوچے میں تیرے ہوا بہشت نصیب
الفت تخلص منگل سین از کاستان عظیم آباد است بحضرت دہلی ہم رسیدہ اصلاح سخن از قلندر بخش حیرات گرفتہ ازین پیش کہ بر زبان خامہ می گذر دے ترا و کہ طبع خوشے دامستہ	
ہر قدم پر یان ملک آنے میں سو سوار تھے	کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر و چار کے
امیر تخلص امیر الدولہ ناصر خان معروف بکر زامنیدہ پور وزیر الملک ذاب شجاع الدولہ بہادر برادر کتر آصف الدولہ مرحوم است از پیشگاہ خلافت خدمت میر کشتی داشت پیش از قسٹ غلام قادر خان بجان آبا و رنگ مشاعہ بکا شانہ خود بخیتہ بود انجا صحبت حاضر انرا سفرہ چیدی و خوان نعمتہاے گوناگون پیش کشیدے از خیالات نازک است	

یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے	لیے تیرا وصلہ دل بھی عجب جیسندہ ہے
امیرِ مخلص نواب علی محمد خان از اٹلہ جلیلہ انا غنہ است نسبت تہذیبیام الدین علی قائم دار و بیشتر از اہل سخن ذلہ خوار خوان توالش بود نرزم مشاعرہ نے آراست اور است بے	
اُس تمکار انداز سے لگ کر کوئی چھنتی ہے آنکھ	کیون نہو سوے تھا منہ وقت دم بچیر کا
بس من آیا جو تھارے سے چاہو سو کرو	کیا تم آدمی سہتا نہیں لایاری سے
تیرے کمر جانے سے بس اپنا تو گھر جاتا ہے	لے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے
بے سُرخی ترے زخاں کی ہنگام عتاب	جتنا بگڑی ہی تو اتنا ہی سہو جاتا ہے
امیرِ مخلص امیرِ اشد مدیست از اہل جہان آباد نہایت اہلیت و شکستے با دوست و رفیق	
رہل ہمارے درست دارد از ملائذہ شاہ نصیر است باداعے انیم گاہ گاہ می خورد	
از کلام دوست	
اس تشنہ گلو یہ ہے پھر ادیکہ وقت تل	بے آب ترا تجھ بران نہ ہوا ہو
امین مخلص خواجہ امین الدین از ارباب عظیم آباد است و آنکہ نسبتش بمرشد آباد کردہ	
ازو خطای عظیم آمدہ مرو قناعت پیشہ درست اندیشہ از تہذیب فکر دوست	
خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا	مہ چادر ہوتا بین منہ ڈھانپ کے نکلا
ہم کو کیا اگر بے آتی ہے	دل وہ غم نہیں کہ و ا ہو گا
ڈرے ترے نالہ بھی نکلتا نہیں لب سے	ظالم ہے ترے ظلم کی تاثیر ہوا پر
مرے ہیں ہم تو اس کے لب ابدار یہ	گر آب زندگی ہو تو مارے ہیں دھار پر
بوسہ دیا تھا جی میں جو آوے تو پھیر لو	اتنا خفا ہو کس لیے اس خاک پر
یہ نہیں جو ہر نمایان تیغ تیز یار یہ	کھد رہا ہے نام مقبولن کا اس تلوار پر
دل خیال زلف میں بوجاب بے آرام ہے	رات ہوتی ہے امین بجا رہی ہر ایک تار پر
دل تو کیا ہے کہین جو آنے یار	جان آگے نکال رکھتے ہیں
مجھے بے چین رکھتا ہے دل نگاہ یلوین	وہ سوئے کس طرح جسکے ہے بیابلوین
ہم آنے کو مانع نہیں غیر کے	پرا تنا ہے خلوت میں ہر دم نہ ہو

امین کی غذا اب رہی ہو یہی جلوہ تیرے حسن کا کہاں ہے دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی صبح گر صبح قیامت ہو تو کچھ پروا نہیں کس سے تشبیہ دین بھلا تجھ کو	الہی یہ خون جگر کم یہ ہو یون کہنے کو آفتاب ہاں ہے عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی بھر کی جب رات ایسی بے قراری میں کٹی ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے
امین تخلص امین الدین خان نام خلعت قاضی و حید الدین خان مردیت صلاحیت شمار گزیدہ اطوار بعد نجیب الدولہ نواب نجیب خان مغفور منصب قضاے دہلی با والدش بودہ گویند کہ اشعار دلپذیر بسیار دارد و مارا انچه بدست آمدہ این بیت است کہ در حضرت اخلاص روحانی گذرانیدہ	
کون آتا ہے یہ کس کے پاؤں کی آواز ہے	ہر صدے یا میں جبکہ سو طرح کا نام ہے
امین تخلص محمد سہیل ابتداء تخلص ابو حسی بودہ وجہ این تغییر و تبدیل پیدائست فی الجملہ جوان فرخندہ بود شرافت نسب داشتہ از دست	
اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمد	کھڑا نظر آ جائے لب بام کسی کا
امین تخلص نامش میر محمد ازاہل بنارس سیدیت پاک نژاد اور است	
جی سے کہہ دو کہ آہ سرد کے ساتھ	ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نہ سکے
امانی تخلص میرامانی شاہجہان آبادی فرزند خواجہ آشتی طریقہ اثنا عشریہ داشت فائق در سالہ ہجری اتفاق افتاد این اشعار از افکار اوست	
گھرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جیکا سیسے میں جدم رو ہو چو بیک دوا آہ خرو ہو سنگ میں کیا کیونکر ان کو رام کریں نامہ بر کیو زبانی کہ تڑپتے تھے بن	اے نالہ دل وقت ہے فریاد سی کا ٹنگ دل سے خبر دار کہ یہ گھر کسی کا توں کے دل ہو تو یارب یہ آہیں کام کریں شمع شب دیکھ مجھے صبح ملک رونق تھی
امانی تخلص نامہ نامہ شخصی بود از مردم شاہجہان آباد این بیت بنامش ملاحظہ شدہ ثبت افتاد	
کس کے یہ خار مرگان دل میں کھٹک ہی ہیں	جو چشم سے لہو کے قطر ٹپک رہے ہیں

امجد مخلص مولوی امجد خلف ارشد مولوی ارشد مردقناعت پیشہ بود پدر مولوی عبدالرحمن است کہ از مخلص احباب فقیر است اوراست	
جس گوی آبلو دیکھون ہون مین جون قطرہ شک	اپنی نظرون سے بھی امجد مین گراجا تا ہوں
امجد مخلص روشن بیگ نام امین برادر حمید الدولہ منصور کار سرکار ولیعہد شاہ گرو شاہ نصیر وازلعلمی بہرہ بود نو جوان مرد اوراست	
جہان زنجیر ہم سنتے ہین منگو امول لیتے ہین	تری زلفون کے سووہین یہ سوو امول لیتے ہین
جی دھیر کتا تھا کہ پیچھے مین نہ آجائے لچک	ہاتھ سے چھوڑ دیا مین ترا جان کے ہاتھ
امانت مخلص بانٹ رائے نام درد ریبہ کہ محلہ ایست در جہان آبا و سکن داشت از دست	
تشریف بیان نہ لاؤیر نامہ بر تو بھیجو	ست لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو
انور مخلص لی محمد خان از مشلخ زادگانست آبایش دارو غہ عدالت شای بود نذر شعر بحیثیتہ فارسی لب میکشا اوراست	
ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی	قصد پر واز مین ہین بلبیل تصویر کے پر
ہوا اشک خونین بہا گریبان	رگ گل بنے تار تار گریبان
انتظار مخلص نامش معلوم حقیر نگشتہ از معاصرین فغان آبرو است اوراست	
جوہن بہار گل کے قفس مین خبہ گرمی	بلبل یسٹن کے ایسی ہی تڑپی کہ مرگئی
کچ قفس مین جل کے بنا تا ہوں آشیان	سیر حمن کی دل سے ہوس اس قدر گئی
امیس مخلص امیر الدولہ قوازش خان شاگرد میر نظام الدین ممنون ہمشیرہ زاوہ شاہ ہوا زانجا مروجہ است کہ در زمان سلطنت حضرت شاء عالم بادشاہ باوج و جاہ تمام صدشین وسادہ خدمت مختاری بودہ خودش نیز باین منصب جلیلہ سر نہ ارماندہ بار اتم الحروف طریق تعارف سلوک است اما گاہے حکایت شعری بھی بیان نیا دہ بزعم فقیر اکنون بدین فن التفاتے نذا ردوسہ بیت در تذکرہ بنامش ملاحظہ شد ثبت قناد	
پر کالہ آفت تھا وہ رخسار آئیس آہ	چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

کشتی سے اپنی چرخ خبردار رہ کہ آج	ارکتے سرشک دیدہ طوفان فشان نہیں
انجام تخلص عمدة الملک نواب امیر خان سلسلہ سببش بمیر میران نعمت الائی کہ با سلاطین کصفویہ قرابت داشتہ میرسد از امرای عهد محمد شاہ باو شاہ است از بسک بزرگے ایشان در تواریخ مضبوط و مسطورہ بر السنہ و افواہ مشہور و مذکور داسے از ایراد بے نیاز است از تاج طبع پاکیزہ دست	ساتھ اپنے سر کے تھا انجام پاس تکنت نقش میری دیکھ کے مقتل میں یوں کہنے لگے
شکر ہے تڑپے نہ زیر خبر جلاوہم کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے بھائی ہوئی	افشا تخلص میرانشاء اللہ خان خلف حکیم میراشارہ اللہ خان مہدی تخلص مخفی الاصل مرشد آباد مولد است از مقرران خدمت وزیر الملک نواب سعادت علی خان بہادر بود لحقی در فنون رسمہ ہمارے داشت و در ہر فن کوس لمن الملک بآوازہ تمام می نواخت بر موز و نان معاصر از اعتراضات و مطاعن قافیہ تنگ نمودے دیوانے دارد مستملک اصناف سخن و ہنر صنف را بطریقت کمراسمہ شعرا نہ گفتہ اما در شونے طبع و جودت ذہن او سخن نیست مرگ اور ابست سال سپری شدہ دیوانش بنظر سید داین ابیات از ان انتخاب گردید و بیت اول نہایت و پذیرا راقم است والحق لغایت بلند رہتہ واقع شدہ
اوس سے خلوت کی ٹھہراتی تو میں اللہ سے جس وقت وہ یوسف سے ہم آغوش تھی اس وقت چلے تھے حرم کو رہ میں ہوے اک صنم پہ عاشق آنچورے برف کے انشا کو بیچھے آب نے گرچہ نے پینے سے کی تو بہ ہے میں نے ساتھی امرد ہوے ہیں اُس کے خریدار چار پانچ گلبرگ ترسمجھ کے لگا بیٹھی ایک چو بیچ را تون کو نہ نکلا کرو دروازے سے باہر	واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا سُنتے ہی ترانام زلیخا کو غمش آیا ہوا ثواب حاصل یہ لیا عذاب اولٹا اِس کے یہ معنے کہ لو نقشہ تھا را جم گیا بھول جاتا ہوں بولے تیری مدارت کے وقت دے اور ایسے حق تجھے غیبا چار پانچ بلبل ہمارے زخم جگر کے کھر نڈپ کر شوخی میں دھرو پاؤں نہ اندازے سے باہر

فل بدلو ان سے ہوں لعنت کرین شیطان پر
 دل کے ارمان ہمارے بھی نکل سکتے ہیں
 تجھے اُکھیلیاں سو بھی ہیں ہم بڑا تجھے ہیں
 زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ دلی نہیں
 کوئی کھڑکی بھی تو اس گنبد بیدر میں نہیں
 بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
 کبھی بلبل کے فرشتوں کو بھی جو یاد نہو
 گر قصد بوسہ ہوئے تو گرد اس کے پاؤں باندھو
 چلو پھر کعبے ہی ہو آئین بھلا سیر تو ہو
 تپہ یہ مجھے پوچھنا نیچے ہو کیون او اس سے
 کہ نظر بھر کے تجھے دیکھیں تو بدنامی ہے
 ابو عبد اور بھی تفصیل کرینگے
 مخفین خوب سی کین خوب سے انعام لے
 میری طرف کو دیکھو میں ناز میں سہی
 میری طرف سے اپنے وہ ٹھو کو موڑ دیکھو
 میں جو نہتا ہوں میرا ہی حوصلہ ہی
 کہنے لگا کہ انتا اس کا یہی صلہ ہی
 دو چار بوندوں میں ہوا سرد ہو گئی

کیا ہنسی آتی ہو مجھ کو حضرت انسان پر
 کہ تو اوی چرخ بھلا تجھ سے کسی طرح کبھی
 پنجہ پڑا نہ گھٹ باد ہمارے راہ لگ اپنی
 گریارے بلائے تو پھر کیوں نہ پہنچے
 دل کو لے بھاگے کہ ہر ہاتھ سے تیرا تشا
 چھڑے گا تو مزاج ہے کہو اور سنو
 ہو جو انشا کو اجازت تو بھرے پھر نالہ
 بولی وہ اپنے سر و خرامان کو تاڑ باندھو
 چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے
 غیر کے اک اشارے براٹھ کئی میری پاس سے
 سچ یہ آفت تری یہ دھج یہ خوش اندامی ہو
 غصے میں ترے ہم نے بڑا لطف اٹھایا
 گالیاں سیکڑوں دین پاؤں جو دا بے ہم نے
 گرنار زمین کی کہنے سے مانا بڑا ہو کھج
 کی میں نے شب جو سہوا تعریف چاندنی کی
 صاحب کے ہرزہ میں سے ہر ایک کو گلہ ہی
 دین گالیاں ہزار دن میں مطلع اس غل کا
 رونے سے اپنے دل کی تپش گرد ہو گئی

اولیٰ تخلص شاہ نجمی الدین از مشائخ زاوگان برائی است رخت بدن کشیدہ اور است

باغ میں گلزار ہو فضل بہار ہو نہ ہو

او با سن تخلص شیخ امیر الزمان از شیخ زاوگان لکھنؤ است شاگرد غلام بہدائی مصحفی نوہ

این بیت از بدست آرد

دل و دیدہ اپنی جو یا رنجی سودہ در دو غم پہنچائی

ہمیں جسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہم سے چرا گئی

ایمان تخلص شیر محمد خان از مردم حیدر آباد است گویند کہ در انجا علم استاد سی
سے افراخت اور است

رواہے کون سے مشربین یہ ادعای عشق نہ صرف
ٹپک پڑتا ہو خون دل مری ایمان نکھونے
دل پر دیز خوش ہو خاطر فرہاد مخزون ہو
و گلگون کا جس دم نرمین ساغر جھلکتا ہو

حرف الباء الموحدة

بجو تخلص شخصی است کہ ماجرائش بر گرد اور این سفینہ پیدا نیست درست
مانند اشک دامن دولت بچھوڑین گئے
سو دلتین اٹھا کے ہم آخر بیکھ گئے
اُس گل کی آرزو نہ گئی ہے نہ جای کی
ہم بچھون سے تم نے ہم کو گرایا تو کیسا ہوا
تم نے نہ اپنا بھید بتایا تو کیسا ہوا
واغون سے دل کو باغ نایا تو کیسا ہوا

برشتہ تخلص مشرف نام از شاگردان بھورے خان آشفقہ است اور است
رشتہ توڑا برشتہ الفت کا
دیکھ اُس نے شکستہ حال ہمیں
برکت تخلص برکت اللہ خان از مردم کوتا ناہ است گویند کہ بیشتر پیار سے

زبان تکلم سے کرد اور است

جلایاں تک تب غم دل غمناک سینہ میں
برکت تخلص برکت علی خان از ابائے خیر آباد است بسبب تقرب خدمت نصیر الدولہ
جنرل اختر دلوئے ناظم دہلی مرجع و ماب اکابر دہلی بودہ یکچند رہنمائے
راجہ ٹیالہ بوقتے دلخواہ فلک نشین ماندہ الغرض تمامہ عمر غم اختر کیوان رستہ
آخر از گردش گردون گردان بہنگامیکہ در وطن روز را بشب می آورد بخم
عمرش راجع السیر شد امر و ز سال وفاتش ہم شمارہ سیارہ است چون عطارد
خداوند عقل و ہمت بودہ با سخن شوئے تمام داشتی و نیکی گفتے لبسا بساط مشاعرہ کرنے
خلاصہ افکارش این است

ہشکون کو بہا دیدہ گریاں سمجھ کر
موسم گل ہے نفس ہی میں ہو جان ہوا
گھبراے نہ عالم کہیں طوفان سمجھ کر
ست نسیم سحری مرغ گر قمار سے مل

پہنچے آسیب نہ اُس کو کہیں دلگیر نہ دل بیتاب کسی طرح سے ٹھہرائے کوئی غم اور ٹھانا مری اس دل کا ٹھکانے لگجائے مٹی کہ سوزش دل اشک کے بہانے سے بھگور کا رکھا جو پایا تو یوں کہا نقطہ کی نمود چہرہ پہ معلوم ہو گئی تصویر میں ترے گر کوئی چھپے ہو تو کہتا ہوں	نالہ شب بین الہی مرے تاشیر نہ مجھے سمجھائے کوئی یا اُسے سمجھائے کوئی ایک دم کے بھی لیے پاس جو بھٹکائے کوئی یہ آگ وہ مہر کہ بھتی نہیں بجھانے سے پائے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان کے قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسمیت ذرا دم کو کوئی آیا ہوا جا تا ہر قابو سے
پروانہ تخلص محمد یک نام از موزونان خیر آباد است مطلق از دیدہ شد	دلستلم آمد
قتل کرمان مت کسو کی قسم مروانہ تخلص راجہ صوبت سنگھ ان راجہ بیٹی بہادر است کہ از اعظم اربابین زیر الملائک شجاع الدولہ بہادر بود جوان خرم و شگفتہ خوش مثال پر کچال جانی جنون زدہ او بود از شاگردان سرب سنگھ دیوانہ اُس میداندا از خیالات پرست	مجھے قاتل مرے لہو کی قسم
لیم آہ نے شاید کسی کے کی تاشیر پیر از تخلص حسین بخش از بزازان اکبر آباد است از فکر است	شگفتگی سی ترے غنچہ دہان پر ہی
امون ہون بس سے میں انکو ملا وہ یہ کہتا ہی بسم تخلص سید جبار علی از باشندگان چنار گڑھ مروے سلیم الطبع بودہ سیرکار راجہ	مجھے ناحق ہو دوڑاتے نہ آئینے نہ جائینگے
بنارس علامہ دامتہ از خیالات از دست	
یاد آگئی مشت خاک اپنی دل خس و خاشاک کی صورت اُکھتا ہی رہا ہر دم مجھے نیاز اُسے ناز ہی رہا نسیب ہی ہی یاد ذکر تیرا ہی ہر آن ہی	اُڑتے جو کہیں غبار دیکھا گوسدا دامن کو اپنے وہ جھٹکتا ہی رہا انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا گو یا کہ اس لیے مرے ٹھہر میں زبان ہی
بشیر تخلص میر بشارت علی از مردم دہلی است بہ لکھنؤ رفتہ حسین باز گشت	

در عرض راہ وفات یافت شاگرد میر تقی ام الدین سنون است از دوست
 دل بیتاب بچم ہاتھ دھرے بیٹھے ہن
 دیکھتے ہن کچھ حسرت سے بھرے بیٹھے ہن
 یارب نہ کھلے زلف گرہ گیسہ کسی کی
 وابستہ ہوان خاطر دلیکسہ کسی کی
 بقا مخلص شیخ محمد بقا را اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس صلہش از اکبر آباد
 منشا ران لکھنؤ خاطر ظرافت پسند داشت بل از ظرافت در گوشہ سر بہ بجا
 کشیدہ شریک دورہ تیر و شو و بود و با اینان بیشتر طرف شدہ و ہجو با گفتہ بود
 مراتب نظم طبعی شکستہ وز نگین و طرزی با مزہ و شیرین داشتہ کثیر لقمہ
 بار سے ہم کام و زبان را حلاوت آگین نے نمودہ بیار سے شاگرد ہر زنا فاخر کمین نور
 ریختہ از تلامذہ شاہ حاتم و خواجہ میر درد و غفر اللہ لہا نوشتہ انداز
 لشکر رزے نے قلم اوست

دست ناصح جو مری جیب کو یک بار لگا
 پیار کو پوچھی خبر نالہ تنہائی کی
 آہیں افلاک میں مل جاتی ہن
 سانی کو دو نوید ہر آئی باغ میں
 دیکھ آئینہ جو کہت ہے کہ اللہ روی میں
 اے عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہو
 تو نے اس طرح سے اے چرخ گرایا ہم کو
 مگر قتل کیا الفت کو خوبان
 پہن ان ہی بھلا ہو خون عاشق
 رخ اس کا صفائی ترے لمبے کی نہ لے
 اہ کی برق جو سینے میں چسکے دیکھی
 عشق میں ہو ہو کسے ریائی کی
 دل سے بچے کمین پاؤں سی قاتل کی ہوں
 پھاڑوں ایسا کہ پھراس میں نہ رہتا لگا
 مدحی کون کھڑا تھا پس دیوار لگا
 مختلین حناک میں مل جاتی ہن
 سووے لے پھر خلل سا کیا ہو داغ میں
 اسکا میں چاہنے والا ہوں بقا واہ رے میں
 مرنے کا نہیں نام کا میں اپنے بقا ہوں
 کہ سوے پر بھی کسی نے نہ اٹھایا ہم کو
 اس بات کو منہ سے مست کا لو
 جانے دو اب اس پہ خاک ڈالو
 خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھالے
 طفل اشک آن چھپے دامن مژگانے تلے
 عاشقی جس نے کی حسد الی کی
 کاش وہ خون کو مرے رنگ حنائی جاوے

یادین تڑپے دل اُس ابرو سے خمار کی کیا خط تجھے لکھے حرکت ہاتھ سے گم ہو	آج کچھ ناخن بدلے آہ اس ہمار کی خامہ بھی مرے ہاتھ میں انگشت ششم کی
بہادر قلعہ راجہ جیسی بہادر ازرا جگان کہ ذکرش بالا گذشت از دست	بہادر قلعہ راجہ جیسی بہادر ازرا جگان کہ ذکرش بالا گذشت از دست
سیاہی سوئی گئی دل کی آرزو نہ گئی	ہمارے جامہ کنہ سے حیر کی بونہ گئی
بیتاب تخلص شخصہ ارشاد گردان شاہ حاکم پورہ اور است	بیتاب تخلص شخصہ ارشاد گردان شاہ حاکم پورہ اور است
بیتاب بھی کیا جو ان تھما اے دلے	ہو خانہ خراب اس جہل کا
بیتاب تخلص خداوردے خان برادرین سعادت یار خان رنگین است از میر	نظام الدین ممنون باصلاح سخن برداختہ از دست
مٹھ سے وہ ہر دم کے ہر اپنا تجربہ دیکھ کر	قتل کیجئے تجھ کو جی چاہے جو اکشد دیکھ کر
بیتاب تخلص سیوک رام نام کے بوجہ اندہ جزاین ما خبر پیش مذکور شعری از	دور تذکرہ منظر رسید ثبت گردید
محبت کی بھی کچھ ہوتی ہیں کیا ایسی نشین ہیں	کہ خوبان یون ہیں وہ کہ دین ہم نکو طرح چاہیں
بیتاب تخلص از ہاشم آگاسی ندرم کے از پیشینان پورہ اور است	بیتاب تخلص از ہاشم آگاسی ندرم کے از پیشینان پورہ اور است
گلرخون کے گلے میں اے بیتاب	خاک کیا ہو گلال کے مانند
بیتاب تخلص عباس علی خان بن قواب عجل اللہ تعالیٰ فرجہ بن قواب غلام محمد خان	بن قواب فیض اللہ خان مرحوم دالی رام پور جو انیسٹ نیکو منتظر زیا شاملی مہذب
الاسلاق پاکیزہ سرشت ظاہر سن چون باطن و باطنش چون ظاہر آراستہ	مہر نے در لکھنؤ گذرانہ اکنون چند سالست کہ مایہ نازش جہان آباد ارم تزیین است
د باعث زینت این فرخندہ سرزمین از تلامذہ خان والا نشان مومن خان است	ابن ابیات از دست
بجھا گیا اپنے زلس قتل کا ایسا ہم کو	بعد مردن بھی ہر مرنے کی تمنا ہم کو
و اد سے روز جزا کی بھی رہو گناہ و م	یہ نظر آئے ہر طول شب بھران مجھ کو

<p>بیتاب غم بھی کھانے میں اب کچھ مزہ نہیں میں نے کہا تھا تم سے اٹھا بیٹے مر کے ہاتھ شب وصال میں اپنی ہی دعا ہو گی دیوانے ترے دشت کو آباد کرین گے</p>	<p>سید ہوا رقیب کا غم دل میں اندون آنور غیب کھانے کیا اس نے مجھ کو قتل سحر نہ دیکھتی ہم کو نصیب سویا رب اب کوئی کہاں جائے کہ گر ہے ہی کثرت</p>
<p>علما کا تخلص میر نجف علی نژادش از عرب است و دوی در قصہ کول متولد شدہ از اولاد امام ہمام موسی کاظم علیہ السلام بودہ از شاگردان مصحفی است و دفن طب ہمارتی داشتہ برہی آمدہ از دست</p>	<p>ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے مجلس میں ہو سکی تہنہ تہمت کے ڈر کے مارے داد خواہوں سے بھر گئے رستے عباد یہ ہوس جو دل دا غدار میں</p>
<p>روز کے انتظار نے مارا سو سو جگہ سے اٹھ کے اپنا مکان بدلا اس کا جس کو چے سے گزارا ہوا گلیوشن کر نفس کو مرے نوہا میں</p>	<p>سبحان تخلص شبونگر راسے است از مردم دہلی از کلام ادست + آسمان گر بڑیکے لوط کے ٹکڑے ہو کر بچو و تخلص نرائن داس در دہلی ہندو لے بود سفیجہ پر دا از از ملا مذہ خواجہ میر در دا وراست</p>
<p>ایہا یا ہریہ اعجاز مغان نے آب آتش کا بہ خواب - احقر از انعام دیباچہ اش الطالع نیست شاعری بودہ از دست</p>	<p>گلگون کو چشم کیم سے تو مت دیکھا عزا ہوا معا تج کو بان نہ آنا تھا روٹھنے کا بھی ایک بہا نا تھا</p>
<p>سید ار تخلص میر محمد علی شش از دہلی زمان بسر برد این دیار در عرب سرایے کس بر کردہ از جهان آباد جانب جنوب است اقامت داشت باز ہم کہر آباد نقل کردہ طرح سکون افزاخت و ہمد را بخار و ج پاکش جسد عنصرے را خیر باد گفت از شاگردان مرتضیٰ قلی بیگ فراق شمر دہ میشود کسب باطن از خدمت مولانا فخر الدین نمودہ خیر خلافت در بر کردہ سببی درست دہشتہ متاثر مشرق</p>	<p>سرایے کس بر کردہ از جهان آباد جانب جنوب است اقامت داشت باز ہم کہر آباد نقل کردہ طرح سکون افزاخت و ہمد را بخار و ج پاکش جسد عنصرے را خیر باد گفت از شاگردان مرتضیٰ قلی بیگ فراق شمر دہ میشود کسب باطن از خدمت مولانا فخر الدین نمودہ خیر خلافت در بر کردہ سببی درست دہشتہ متاثر مشرق</p>

سخن بودہ مہارتے شایان بدست آوردہ صاحب دیوان است این سخا از ان تعالی یافت

نا توانی سچ مری دیکھو اے دست جن
بھرا نہ مثل نملین زخم یہ مرے دل کا
بیدار راہ عشق کسی سے نہ ملے ہوئی
کروں ہوں شاد دل اپنا ترے تصور سے
ترے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشق زار
ہو گیا کرتے ہی تیری چشم سے دہن کی پیا
عکس اُس کا پڑا جو دریا میں
واہ واہ اے دلبر کج فہم یونہی جا رہے
پھونک دی یہ آگ کس کے حسن بزم فرودنی
رکھتا ہے تو جس جا قدم ہوتا ہے لوہو کا نشان
تھاپی نہ تو تری زلف دلاؤیز کا بس
نی پر پرواز ہے بیدار و فصل بہار
فراق سے باندھ خواہ مت باندھ
دامن کو ترے نہ ہوئے اب تک
جانیں مشتاقوں کی لب تک آئیاں
خیرت رہیں شراب کرتا ہوں
ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں
جو ہم کلام اس لب جان بخش سے ہوئے
ہیاں بوجی آنکے ٹھہرا ہی یوں پراپنا
کمان ہے طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو
آج لگتی ہے کچھ بھل خالی
ہو زمانے سے جدار و زو شب ہو خاک

رہ گیا ہونے کوئی تار گریبان میں چھپا
کہ تا ہمیشہ ہے نام میرے قاتل کا
صحرا میں قیس کوہ میں فرما درہ گیا
اگر یہ غسل نہوتا تو کیا کیا کرتا
گل جہد ہر وجہ از گس بہا جدا
اشک تھا بیدار یہ یا آگ کا پر کا تھا
آب حیرت زدہ ہو بہ نہ سکا
ہم سے ہونا آشنا غیر دن سی ہونا آشنا
اور ہی کچھ سوختن ہے شمع و چرا نہ میں آج
پامال کرتا ہے کوئی خون شہیدان ہفتہ
خیم ہوئی لاکھی تاب گرفتاری دل
کس توقع تیرے ہووین اب آزاد ہم
اب تیرے شکار ہو گئے ہم
ہر چند غبار ہو گئے ہم
بلے ظالم تیری لے پروا میں
دل زائد کباب کرتا ہوں
ور نہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں
کس سے انھیں دماغ کہ پھر گفتگو کریں
آہ کیا جانیں دہان اسکو خبر ہے کہ نہیں
کہ سردھرے مرے زانو پہ بار سونا ہو
کون سینے سے لے گیا دل کو
شام کہتے ہو جسے ہے محراب پروانہ

دیکھو اوس گیسوئے شکین کی ادائیں شانہ
شکوہ کم نگہی آنکھوں سے اس کی نگر
آئندہ دیکھو تو اس منہ سے تجھے اے طوطی
خواب میں ایک بھی شب یار نہ آیا بیدار
بیدار کیونکر آتش دل اشک سے بجھے
زاہد اس راہ نہ آست ہن میخوار کئی
جام و مینای مے و مطرب و سانی ہمراہ
رہا جو چاہیے بیدار سو اس سے معلوم
نہ گئی تیری سرکشی ظالم

دو دن ہاتھوں سے یہ لیتا ہر لمائیں شانہ
لفٹو خوب نہیں مردم بیمار کے ساتھ
دعوے ہم سخی اس لب و گفتار کیسا تھ
اس تمنائیں کئی دن ہوئے سوتے سوتے
ظاہر کی آگ ہووے تو پانی بجھا سکے
اجی یاں چھین لئے جبہ دستار کئی
اس سر انجام سے بیدار کمان جاتا ہر
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہر
ہم نے ہر چند جبہ سائی کی

بیان مخلص خواجہ حسن اللہ دہلوی نثر اوست از تلامذہ مرزا جان جہان منظر
علیہ رحمۃ اللہ الاکبر بودہ بیعت طریقت بخدمت مولانا فخر الدین قدس اللہ سرہ نمودہ
آخر لایام بیدار باد و رفت و از ان جا را سے عدم آباد گشت حدیثش شیریں دلا دینر
سختش نمکین و شور انگیز از شیوایی اوست

قفس میں مین رہائی کے لئے کیا کیا نہیں کرتا
کہتا نہیں مین عرش پر ایسا نہ جا پہنچ
باتوں میں آہ کس نے لگایا اسے بیان
ہو و یگا ذوق حسرت دیدار مین غفل
کافر ہوں جو زیادہ کچھ اس سے آرزو
جا دو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
مست آیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
بیان کون ہو اب ملک پوچھتے ہو
وصل کی شب کا اجر کیا کہوں تجھے تشہین

تڑپتا ہوں بھٹکتا ہوں کوئی پرو نہیں کرتا
کاؤن ملک تو اسکے تو ایسا نہ جا پہنچ
رکھتا تھا کان ملک مری فریاد کیطرت
شیریں گزرنیکیوسہ ہر دو کی طرف
ایک بے قفل مکان ہولیں مین ہوں اور تو ہو
ظالم یہ تری نگاہ کیسا تھی
جس طرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی
تفاؤل کے قربان تجاہل کے صدقے
شام سے لیکے صبح تک دہی نہیں نہیں ہی

پیام مخلص شرف الدین علی خان اکبر آبادی از مشاہیر شعرائے فارسی است گاہی بجزئی نہیں مکر اور است

دلی کے بھکلاہ لڑکون نے
ایک عاشقِ نظمِ نہیں آنا
کامِ عشاق کا تمام کیا
لوٹی والون نے قتلِ عام کیا

حرف التاء فوقائے

تآبانِ محض میر عبدالحی نام خمیرِ یکپیش از بہنِ خاکِ جہان آباد بود و سلسلہ
نیشِ بحضرت علی موسیٰ رضا علیہ السلام میر سدا حسن یوسف اندودہ لیتولی
داشته و با جمالِ خورشیدے داغِ حسرت وصالِ مرخان بر دل
گذاشتی نہ بہنِ میرزا منظر را از دل گرمی شوقش تنورِ سینہ زمانہ زنِ بل شعلہ عشق
جہان سوزش یا عث گرمی ہنگامہ منہ یاد بہر کو و بر زنِ نالہ کہ موزون میگرد
پگوش سودا میر سنانید و بہ نسبت شاگردیش چمنِ چین بر خویشتن می بالید بعنفوان چکا
از جہان گذران در گذشت داغِ حسرت بچکر عاشقانِ گذشت آزاد مروسے بود و
چون روے خویش طبع خوشے داشت صاحبِ دیوان است و این شہا
اتخاب آن است

او طرادے صیا خاکِ میری اگر تو
تو کچھ مجھ کو نزعِ مین مت کر ٹھہ کہ میرے بعد
کا کل کی طاح کیون نہ پریشان مجھے کرے
پنائی خاک بھی تآبان کی ہم نے انی ظالم
دیتا نہیں ہر سانی اس ابر میں پیا لہ
ہر سوز عشقِ مجہین یہاں تک کہ بعد مرگ
کس کس طرح کی دل میں گذرتی ہیں جستر میں
حرم کو چھوڑ رہوں کیون نہ تہکہ میں شیخ
گل زمین سے جو نکلتے ہیں برنگِ شعلہ
دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تآبان
تو کو چے مین اُس بیوفا کے ہی لجا
مجھے بہت بہن ایک ہو گا تو کیا ہوا
تو جانتا ہے دامِ مین میرے یہ آچکا
وہ ایک دم ہر ترے روبرو ہوا سو ہوا
آتا ہی مجھ کو تآبان بے اختیار ردنا
پر وائے مرغِ روح ہو شمعِ مزار کا
ہو و حسل سے زیادہ مزا انتظار کا
کہ یاں ہر ایک کو ہر مرتبہ خدائی کا
کون جان سوختہ جلتا ہی رہے خاکِ ہنوز
کیا مرے ہجر میں جیتا ہی رہے غمناک ہنوز

<p>کہ کہلاتا ہی پیغمبر کا اسی تابان خدا عاشق لاتا ہے خاں قبر پر میری بجائے گل ایک دن بھی نہ آیا روتے ہی ٹپٹپ ٹپ ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہیں طوق ہی میرے گلے میں یہ گریبان تو نہیں جو جاتا ہو میں اسے آگاہ کیا کروں گل بھی مرے مزار پر گل کر گلاب ہو آہ اس بات میں میری بھی تو رسوائی ہی اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہی مجھے بات کر نیکی طاقت کمان ہی کب آئیں گی یارب قیامت کمان ہی پڑی ہو دھوم تابان اہ طرح کو یا بسنت آئے</p>	<p>یہ زار ہے بے خبر کون عاشق و مہر کون کرتے ہیں آتا ہی فاتحہ کو وہ گلہ و رقیب ساتھ کہتے ہیں اثر ہیکار و نے میں یہ ہیں باتیں غم و وصل میں ہی جگر کا بھران میں وصل کا ہاتھ بیفائدہ زندان میں نہ دوڑا لے خون انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کے یان تک تش ہی عشق کی مجھ میں کہ بعد مرگ کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہر جانی ہی ظالم و فاکا میری جو لیتا ہی تو حساب بیان کیا کروں ناقوانی میں اپنی کروں دعوے خون میں قاتل سے اپنے ہمارے اس بسنتی پوش کے آنے سے مجلس میں</p>
<p>تاب قلمص متاب راے نام غلطش از کشمیر مولد و منشا لیس بہمن معمورہ و پسندیر ابن ابیات بنامش مشہور است</p>	
<p>لو کا ہیکو بختی مری اے فتنہ گریسی یا چیل کے دکھا دے دہن ایسا کمریسی</p>	<p>خو ہوتی ہمیشہ سے تمھاری اگر ایسی یا تنگ نہ کرنا صبح ناوان مجھے اتنا</p>
<p>پیش خلیص مرزا محمد تمبیل المعروف بمرزا خان فرزند مرزا یوسف بیگ بخاری الاصل است دلا دیش در شاہجہان آباد اتفاق اقتادہ سکالہ نسب ابوسعید جلال بخار ہستی میشود از تلامذہ خواجہ میر درد است در سنسکرت فی الجملہ دہارتی داشتہ صاحب داب و اخلاق بودہ باضلاع شرقی رفتہ نام آور شدہ اور است</p>	<p>آئے تو ہو کہ میں سے آخر بے دے لے تم تم تو کہتے ہو کہ دم کے بعد آجاتا ہوں نہیں کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہیں صیاد</p>
<p>کیا ہوا اگر مرے بھی لگ جاؤ پھر گلے تم پر خدا جانے ہمیں دم کا بھر و سا کچھ نہیں لائی ہی ہمیں دامن تقدیر جاری</p>	<p>آئے تو ہو کہ میں سے آخر بے دے لے تم تم تو کہتے ہو کہ دم کے بعد آجاتا ہوں نہیں کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہیں صیاد</p>

کس کی طرف سے آج تپش تجھ کو یاں ہی زہین تو شک کے قطرہ کا بھی ہر تھامنا مشکل ہر طرف آج ہے بسنت کی دھوم کتنے گلے و جوہن بستی پوشش کہتے ہیں آنکے مجھے نہیں نہیں ہو مبارک نہیں جنوں تپش	سچ کہہ جا رہے سر کی قسم کیوں اوداس ہی بھلے وہ لوگ ہیں خلعے تینیں دل تھام آنا ہی سیر میں ہر ہر اک تماشائی جی میں کھٹکے ہیں جن کے رعنائی دیکھ کر میری ناشکیبائی پھر نہی رت نہی بہا رانی
---	--

تجلی تخلص میر محمد حسین امیر تہرجا جی ولد میر محمد حسن کلیم خواہر زادہ میر تقی میر
در باغ بیگم واقع چاندنی چوک مسکنت داشت جوان حنہم او خندان و ظریف و
مکتہ دان بودہ ثنوی لیلے و محبوبون بزبان ریختہ از خیالات او بنظر رسیدہ
پندیراے دل نشہ اور است

میری وفا پہ تجھے روز شک تھا اسے ظالم آنکھیں خدانے دیکھنے کو دی ہیں میری جان یہ شوق دیکھو پس مرگ بھی تجلی نے عشق میں کرے ہیں بدنام تجلی کو عبث تو دامن آگیا جو میں روز حساب میں لوگ اس کی تو جفاؤں کی خبر رکھتے نہیں حال تیرا ان سے کیا کتنا تجلی میں بھلا جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی وہ اب تو ہمیں بھول گئے ہیں یہ تجلی	یہ سیر یہ تیج ہو لے اب تو اعتبار آیا دیکھا تیری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا کفن میں کھول دین آنکھیں سنا جو یار آیا وہ بچارا بھی اس کو چھین آیا نہ گیا کنے لگے ٹھاؤ اسے آفتاب میں بیوف مجھ کو ہی کم لٹنے سے ٹھرانے لگے وہ تو تیرے نام ہی کو سنے شرماتے لگے لٹنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی جب ہم نہیں ہوئے تھے بہت یاد کریں گے
---	--

تجلی تخلص شاہ تجلی درویشی است از حیدر آباد از کلام اوست

داسن کا عکس کس کے چڑا کر آج تک	ہمارا رہا جو سر و لب جو یار ہاتھ
تجلی تخلص میر عظیم از شاگردان قلندر بخش جرات است از کلام اوست	یہ دو ورق ہیں میرے عشق کی کہانی کے

تجمل تخلص شخصہ بودہ از ارباب لکھنؤ از انباش آگهی دست نداده آدمیانہ منیریت لکھنؤ

از علم بہرہ داشت از دوست

جن کے گھر لے کے مین یہ دیدہ تربیہ گیا | اٹھتے اٹھتے مرے آخر کو وہ گھر بیچ گیا

تجمل و تخلص میر عبدالمذہب نام حقیقت حاشم معلوم نیست این مطلع از دوست

اس رخ مین لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں | خورشید کیا ہے اس کی فلک کو خبر نہیں

تجمل تخلص مصطفیٰ نام منہ زندہ حیات شاہ رفیع الدین قدس اللہ سرہ الغریب

نبالت کبش از شہرت محتاج شہج و بیان نیست عہم بزرگوارش جناب

مستطاب مولانا عبد العزیز طاب ثراہ لبثون شتی یکتای زمان وحید دوران

بودہ این کس اگر چہ از علم بہرہ ندارد اما بقوائے الولد سرالابیہ صاحب اوصاف

جمیدہ و اخلاق پسندیدہ است مشورہ سخن از ثناء آمد خان فراق کردہ اور است

فکر اطفال کو ہے سنگ اٹھالانے کی | آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

شرقی تخلص مرزا القی خان بہادر از روسائے فیض آباد است دایرہ عالی ننداز دوست

ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی خستیار | وہ صنم نام خدا کیا اندون جو بن یہ ہے

اوس نے تو دکھ یہ دکھا یا ہے کہ چی جانے ہے | پر مرزا میں نے یہ پایا ہے کہ چی جانے ہے

تسلیم تخلص ٹیکا رام خلف گوپال رائے بخشی وزیر الممالک صہنش از اناوہ دلاؤش

در لکھنؤ رودادہ بروش پسندیدہ و خلق گزیدہ زندگانی میسر کرد و فارسی فخر تلمذ فاخر

مکین دار و دور ریختہ مصحفے را از اساتذہ می شمار از دوست

آنکھیں سحر تلک مری در سے لگی رہن | کیا بوجھتے ہو حال شب انتظار کا

گو دل مین خفا ہے تو پر اس بات کو نادان | کہہ بیچھو مت عاشق و لکیر کے تھو پر

اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے | ناندہ آتھان مین کچھ ہے

تسکین تخلص سعادت علی نام کے از ملاذہ سیر فر الدین منت است از دوست

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یا مین | خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار مین

تسکین تخلص میر حسین سلوک نسبش بمیر حیدر خان قائل وزیر فرخ سیر میر سد

صاحب منکر بلند و اسلوب گفتار شش و پسند از حضرت مومن خان بدرتی
اشعار پر و خستہ از اجساب رہنم است این اشعار زبده افکار و دست

دیکھو خانہ خرابی غیروان قابض ہوا
ہم کو ہر دامن لازم ہے چھنسا ناولکا
بے بال و پری کھوتی ہے تو قیرا سیری
ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خبردار
چپ لکے مجھ کو توجہ چاہی پھر وہاں ہوگا
اس در سے نجاؤنگا کبھی لاکھ کو تم
یا ن آنے سے کس واسطے جلتا ہے ماسے
تم کو بھی تو غیروں سے یہ اخلاص نہیں ہے
گیسا مجنون محل صحر اکو یہ دیوانگی دیکھو
وحشت اب لاش کو لے بھاگے گی
بھول جائیں گے وہ غیار کو مین
کو چہ یار مین مین نے تسکین
خوبصورت نہو کوئی تو نہ ہو بدنامی
غیروں کو اشارا ہے مرے قتل پہ ناحق
سہل سمجھے ہو اس کا آجانا
اُس گلیمین اثر دہام غبار کا یاد آگیا
گر مر کے چھٹے دل کی پیش سے تو عزیزو
اس کو مین مجھ کو جانے سے کرتا ہی منع ہا
اے چشم سرمہ گین تری گردش نے کیا کیا
روئے ہے مجھ کو ڈوکر چشم تر کو کیا کون
دیکھو تو لے ہے جان ملک الموت کسطح

جسکے گھر کو ہم یہ سمجھے تھے کہ اپنا ہو چکا
سکھے ہیں تیری لگاؤ سے لگانا دکھا
صیاد کبھی لیکے یہاں دام نہ آیا
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا
راز اپنا نہ خوشی سے بھی نہ پاں ہوگا
دشمن ہی سی تالبع مندرمان تھارا
عاشق تو نہیں ہے کہین دربان تھارا
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا
فضائے کو چہ لیلی کو اس نے تنگ ٹھہرا
تسنگی گور سے گھریا د آیا یاد
مر گئے پر بھی اگر یاد آیا یاد
پاؤں رکھا تھا کہ سر یاد آیا
بیچ تو یہ ہے کہ بُرا ہوتا ہے اچھا ہونا
چنبش ابرو ہے تو سر کا ہیکو ہوگا
تم نے تسکین دل کو کیا حانا
دل مین جوش حسرت و یاس تمنا دیکھو
تا حشر نہ کلیمین گے کبھی گور سے باہر
ناصح کو کوئی جا کے کرے پاسبان غیر
راحت پذیر تھو ستم آسمان سے ہم
وہی آتا تھا پسند اپنی نظر کو کیا کون
تم وقت مرگ پاس سے اٹھنا ذرا نہیں

کہ مرے پائون کی زنجیر کسے دیتے ہیں
دل میں روتے ہیں پہ ظاہر میں ہنس دیتے ہیں
پر یہ ممکن نہیں ہم پر کبھی سید آؤ نہ
ظالم تو میرے واسطے اندوہ کین نہو
خاک میں دل کی کدورت نے دیا اب مجھے
بات تو کرنے دے اُس سے دل بیتاب مجھے
نہ بے موت کے بھی جج نے اسباب مجھے
تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے
یہی جاتا ہے محبت میں تو کیا جاتا ہے
صبر بھی چند دم تیغے رہا جاتا ہے
جون میں اٹھو چھاؤں وہ نہاں ہوتا ہے
ہاتھ اٹھا یا جا رہا ساز و تم نے کیوں بدیر سے
حال دل کہنے لگے ہم پار کی تصویر سے
اُس نے پہچانا نہ ہکو رنگ کی تغیر سے
میرے بچنے کی دعا مانگے ہو
دارش ہیں یہ کیا عاشق مسکین کے تہا سے

زلف پر چوچ کو کھولا ہے کس نے یارب
ایسی ہو غیر کی خاطر کہ مرے حال ہیں
یہ سوچو کہ جو تم چاہو گے کر گذرو گے
مجھ بیکہ کے قتل پہ گر ہو خوشی غیر
کر کے دفن نہ اُس کو میں جوا جواب مجھے
قاصد آیا ہوا وہاں سے تو ذرا تھم تو سہی
بچ میں پاس نہ ہو زہر نہ خجرا افسوس
نام تکین وہ مضمون تشش نازیا
کس کو جی جانے سے ناصح تو ڈرا جاتا ہے
دل کے جاتے ہی چلی جان یہ جلدی کن پوچھ
عشق اور حسن میں ہو ربط ستم مجھ پر ہو
وہ مسیحا لب اگر آئے توجی اوٹھوں بھی
دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
چہن سے بیٹھے رہے محفل میں تسکین رات بھر
اب یہ حالت ہے کہ اُن سبب درد
کیوں بڑیوں پر جنگ سگان سر کو ہو

تصور تخلص سید حیدر حسن خان ساکن قصبہ پنکوڑا والا و امام زید شید رحمہ اللہ علیہ شاکر و
حرکت است اور است

جب تک نہ تسلی کو دل آئے جسگر آئے
بہت گرمیکا ہونا منہ برسنے کی علامت ہو
جون اٹھا وین کسی بدست کو میخانے سے

رونا کوئی موقوف کرے ہن مری آنکھیں
تصور گرمجوشی یار کی مجھ کو رولائے گی
لے گئے ہوں ترے کوچے سے تصور کو لوگ

تعلیق تخلص میر سید محمد نسبت تلمذ و غولشی با حکیم میر عزت اللہ خان عشق دار و
کتب درسی خواندہ است بالفعل مدرس مدرسہ انگریزی واقع شاہ جہاں آباد

فقیر اور اتقاریب دیدہ است گمانم آنکہ درین ایام سری بدین فن نداشتہ باشد اور است
 ساسنہ دیکھو آتا ہے نقشِ وہ کون | اباری کہہ اتجو ہوا خوش دل مخزون تیرا
 تمکین تخلص صلاح الدین آزادانہ زندگانی میکرو واز آمیزش جانیاں کراہتے
 داشت اور است

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا | مجھکو دیوانہ کیسا تجھکو پر نیا دیکھا
 لکھنا تخلص محمد اسحاق خان گویند بسیار عاشق پیشہ ہوو گکا ہش پوسٹہ الف ابرود
 عشق خیالش مدام خطا سبز نگار شکین موہو سہا ور پردہ عاشقے مے باخت و صحبت نازنیاں
 سنگدل بسر میساخت الفاظا بونے تبے طبعش از منبع قدیم و صراط مستقیم اعتدال بگردید اطباء
 از وقوع کردند اور انحال شعری گفت کہ بسیار ملاکیم است دہو ہذا

اپنی تویہ صورت ہے کہ چون بلسل تصویر | پرواز کی طاقت نہیں اور پاس چین ہے
 جسکے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں | کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے دھت ہے
 تنہا تخلص محمد علی نژادش از شاہنجان آباد دہلی و لشو نادر لکھنؤ یافتہ کسب سخن از نظام آباد
 مصحفی کردہ از کلام دوست

تھم کے بوجہ تڑپتے نہیں بسل تیرے | اب خجہ سے یہ رہے کے مزالی تہین
 اندرون چاک ہے پیرا ہن گل اتو تنہا | ہم کوئی اپنے گریبان کو سلا سکتے ہیں
 غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری | میں ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری
 حشر میں کس لیے ہم آہ بھگتے پھرتے | اپنا منہ ہم سے یہاں گریہ چھپاتا کوئی
 میں جو روٹھا تو منا کر مجھے وہ یوں بولا | کہیے کیا کرتے جو تم کو نہ مناتا کوئی

حرف الثاء مثلثہ

ثابت تخلص مرزا معز الدین کہیں برادر مرزا حسن نجات بہادر از حافظ عبدالرحمن حسن
 بہ تہذیب سخن پرداختہ از ایشان است

سحر ہونیکے دھڑکے سے ہمارا ہر دین ٹھنڈا | کہ تیرا ہر موتی کا ہوا ہے سیمن ٹھنڈا

مین کسی چشم مفتن کا ہون مائل ثابت	کیونکہ محکم مرا بلق ایام نہ ہو
اس قدر ادب و بیروت مجھ سے استغنا تھے	جان دینی تھی مجھے پر دل نہ دنیا تھا تھے
ثابت مخلص اجا تجان ملی از تلامذہ مرزا جو فذوسی مخلص عظیم آبادی است از دست	
وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہوا	اپنے ہی جی کا زبان اپنے تئیں مسود ہوا
تا قیام مخلص شاہ شمس الدین از پاستا نیا نیست بے نیازانہ ز رستی شاگرد شاہ مبارک	
آبرو دست از دست	

مرے ادب نے رکھا مجھ کو یاں تلک محروم	کہ بعد تزل بھی دامن تلک لمونہ اڑا
شرارت مخلص سید درویش علی نظر بنامش با مخلص گردیدن لطفی وار در مشورہ	
بد دشمنی از دشت نہتاد	

قابل نہ تھے جفا کے اوتھانے کے ہم ذرا	تروت بنا ہی بہ اوس آفت پناہ کی
شنا مخلص میرزا لہرن عظیم آبادی صلش از کشمیر بہت شاگرد شاہ مشتاق طلب نوشتہ انداز دست	
چمن ہر خندہ گل ہر می و مینا ہر اور تو ہر	افغان ہر نالہ ہر فریاد ہر زاری ہر ادب ہر

حرف بحیم

جام مخلص کنور سین از مردم بڈھولے است شرف الدین مسرور فرزند غلام محی الدین	
اور از تلامذہ خود نوشتہ اور است	

چڑھی ہر باد کے گھوڑے پہ گوسوج ہو لیکن	نہ دعویٰ کر سکے گلگون سے تیری ہم عنانی کا
جان مخلص جان علی از مردم جہان آباد است با نواب بیرم خان مغفور واسطہ قرابت	
دار و نسبت تلذذ با میر تقی میر آزادانہ بہر میر از دست	

ذکر اس زلف کی درازی کا	صبح سے تابشام ہوتا ہے
جانی مخلص بیگم جان نام اشتہر بہ ہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان مرحوم بہت	
کہ نسبت زوحیت با نواب آصف الدولہ بہادر داغت آورده اند و حالیکہ بیگم	

سابق الذکر از کثرت علل و امراض دلریش و خستہ خاطر بود ہر دم نام خواہہ سراپہ پریش
آمد و بے مدد بہ این مطلع برخیزد

کیا پوچھتا ہے ہر دم اس جسم ناتوان کی ہر گزینش غم ہو کیے گمان گمان کی
دل جس سے لگا یا دہ ہوا دشمن جانی ^{دوست} کچھ دل کا لگانا ہی ہمیں راس نہیں ہو
جذب تخلص میر عزت اللہ خان المعروف بمیر بھکارے از اعزہ بریلی است شخص
مودب و حلیم صاحب فطرت سلیم از علوم رسمہ آگاہ و دستش در ہر فن درازد
عمرش کوتاہ اکثر بلا در ابگام سیاحت پیمودہ و قریب بخارا ہوس سفر کثرت
نمودہ اور است

و ان صفائی و خود نائی ہو | بان مری جان کی صفائی ہو
جو کہ حلقہ بگوشن نتھ کے پن | ناگ میں اُن کی جان آئی ہے

جراح تخلص غلام ناصر صلیب از کشمیر دوسے درین معمورہ از عدم
وجود آمدہ نظر بہ پیشہ این تخلص پذیرفتہ بود و الحق درین فن دست گاہے
نیکو داشتہ گاہے گاہ پیشہ آمدی مرد خوشی بود سالے چند است کہ این جان
گذران را بدرد نمود اللهم اعف عن این بیتی شس جہت ثبت ناشد درین
عجا کہ بنا چارہ حوالہ تسلیم شد

جراح ثنائی دینے میں مت کر درنگ تو | اس واسطے کہ زخم مرے بار گرم ہو
جرات تخلص قلند بخش نام سلسلہ شیش بر ایمان محمد شاہی کہ
کہ بدست جلا دان نادرے گرفتار آمد و مردانہ جان داد میر سند و عمل موسیقی
لافت نکتہ دانی میزد و میر سید شس ستار نیکو نوائے و نختے از احکام سیر انجم
نیز شنائے نیک و بد زمانہ کتر و دیدہ چشم از نظارہ بر بست روی نیکو ان تجربہ
توانست دید تعجب متہ لقایان و غنمہ سلیمان سرے داشت روزگارے از خوان نوال
مرزا سلیمان شکوہ بہادر کا سیاب و بہرہ مند بود انجا با التشاء مصحف مطا رحہ کردے
و بیک ردیف و قولے سخن گفتی امروز مردنش را از زیادہ از بست سال گذشتہ

سخن بمضامین کہ بیان عاشق و معشوق می گذرد می رسد داشت و حسرت از
شاگردیش ناز با دیوان صغنی مشحون با انواع سخن ترتیب داده چون از اصول قوانین
این فن بهره نداشت نفی خارج از آهنگ می سروده و آواز هاش که چون طبل دورتر
رفته از آنست که پذیرائی خاطر و گوارائی طبع او باشد و الواط حرف میزد و معجزا
بعض ایاتش بقایت خوش ادا و دلربا آمده با بجز هر آنکه از دیوانش بطریق اہل فن
بود انتخاب و درین اوراق ثبت نیست و

کے بندہ گرا سبکی مدح و عوی ہر خدائی کا
ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے ٹھٹھاتا
نامہ لے پر ابھی دامن جانے میں تاخیر لگا
دیو اس کی مرے تابوت پہ تصویر لگا
بول اٹھا ہر نفس کا کس طرح دھڑل گیا
وہ ہاتھ ہر کسی کے گلے کا ہا رہا
یادہ را تو ان کو سہا بھیس بدل کر آنا
کانت اثر یہ تری کا نہ نگاہ کا
بیسل ہوا ہون میں کسی بانگی بجاہ کا
وہ آئین مجھ کو دکھانے لگا
خواب میں آنے کی بھی تم نے قسم کھائی کیا
مرا دکھار ہا ہر اندون دیوانہ پن اپنا
پر گلے ہم سے کبھی آکے نہ دلدار لگا
اب ہوا ابھی دعویٰ اسے کیا
تم تو گھر سے گئے یہاں گھر ہی گیا
جا کے وان سے جو نہ آیا نامہ برا چھا ہوا
نہیں پھر آپ ہی گھر آئے گا

محمد ہر غی مدح ذات کبریائی کا
رتبہ گل بازی کا دلا کاشش تو پاتا
سنیو شوخی کہ یہ کتا ہر وہ قاصد سے مرے
حسرات انہو ہو درکار اگر بعد فنا
نا توانی سے پنا یا جب مجھے صبا دے
لگاؤن چھاتی سے جرات کیونکہ سکو کہ یہ
در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل کر آنا
کلیم بھرے ترا جے دیکھے تو بھر نظر
جھپکے اہل سے کیونکہ مری آنکھ وقت ترخ
نہ آنے کی جب میں سنانے لگا
گون دیکھے گا بھلا اس میں ہر رسوائی کیا
تماشے کو نکل آتا ہر وہ رشک پری طر سے
روٹھے سو بار کیے ہم نے سفر بھی کشر
کاش یوسف کی مین اس کو نہ کھانا تصویر
سُنکے میں عندم سفر مری گیا
تھا یہی دھڑکا خدا جانے کہ کیا لائے پیام
نکر کچھ میرے تعلق کا کیجے

ناصحو آپ میں حسرات نہ ہا
 بلاتین ہاتھوں نے میری جو لیں تھائی ت
 جرأت میں پوچھتا ہوں کہ یہ صطراب دل
 دور سے کل ہم نے اُسکے آستان کو دیکھ کر
 ہر دم کی اٹھا کون سکے بخشش بیجا
 حیران ہوں میں وہ کون ہی جو عین صل میں
 وان ہو یہ بدگمانی جانے حجاب کیونکر
 دور سے دیکھ نہیں سکتے ہیں جرأت اور ہا
 عید قربان کو بھی دے گھر سے ہیں باز کمال
 روز کتنے ہیں وہ آئے تو کہیں غم جرأت
 نہ دیکھنا جو نصیبوں میں ہی تو وصل میں بھی
 اپنے پہلو سے وہ جب اٹھکے جلا ہی جرأت
 حیدر ان مجھے دیکھ کے ولادہ نہی سے
 کل واقف کار اپنے سے کتنا تھا وہ یہ بات
 کیا جانے کم بخت نے کیا ہم یہ کیا سحر
 ضبط وحشت ہو بکھے اسی دل دیوانہ ضرور
 گو وہ نہ بوسہ دیوے لیکن اس آرزو میں
 تپش سے اسکے اب اعضا تمام جلتی ہیں
 زبک مرنے ہیں اک سبز رنگ پر جرأت
 دم بدم دیکھ ہم کو روتا ہی
 کوچہ جامان سے جاتے ہیں یہ جاسکتے نہیں
 جی میں نہ پاؤں ہی جرأت نہ طے یار سے
 میری تیا بی سے محفل میں یہ دھڑک رہا ہے

اب سمجھ کر اُسے سمجھائے گا
 بلاتین ہاتھوں کی لیتا رہا میں ساری رات
 جانے نہ وصل میں بھی تو پھر ہکا کیا علاج
 رو دیا کن حسرتوں سے آسمان کو دیکھ کر
 اس واسطے پھر پھر کے یہ غصہ ہی نہیں پر
 کہتے ہو تم کہ جیسے اُسی کو تو پیار کر
 دو دن کے واسطے ہو کوئی خراب کیونکر
 جی یہ چاہے ہی کہ دن رات رہیں یار کہاں
 جی میں آتا ہی گلا کاٹے تلو از کمال
 جب وہ آتا ہی تو اُس وقت نہیں ہوتے ہم
 اٹھا کے آنکھ نہیں دیکھتے حجاب سے ہم
 اُس کا منہ دیکھ کے بس رہ گئی مجبور سے ہم
 ہر آج تو جرأت پہ بھی تصور کا عالم
 جرأت کے جو گھر رات کو دمان گئے ہم
 جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم
 اتنا آنا بھی نہ وہ چھوڑ دی جھنجھلا کہیں
 کس کس مز کی باتیں اپنی زبان پر ہیں
 جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہیں
 یہ شعر کہتے نہیں زہر ہم آکھتے ہیں
 مارے ڈالے ہی ہنشین تو ہیں
 گواہ ٹھاتے ہیں قدم پر دل اٹھا سکتے نہیں
 پر تھک کر دل میں کچھ سو گند کھا سکتے نہیں
 اٹھ کے ہونے نہ لگے بھرے قربان کہیں

قدم میں ناتوان جب اسکے کوچے سے اٹھا تا ہوں
برنگ مہر جی گردش ہی ہم کو سارے دن
وصل میں جسکے نہ تھا چین سو جرات فہوس
کام رونے سے ہریان اُس کو خبر ہو کہ نہو
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
عیاری تو دیکھ نہ ملانے لے لیے آنکھ
کچھ لگا وٹ کا سبب اور نہیں پر جرات
جناؤں درد محبت تو کس ادا سے کہے
مالوف جس سے طبع ہر یارب حبیب کی
روداد اُس سے کہے تو منہ پھیر کر
جرات اب بندھی تنخواہ تو کہتے ہیں ہم
اجل گرا اپنی خیال جال یار میں آئے
دعدہ پر آنا وہ اور میں رہا جتنا اب آہ
جو اب نامہ لگی کیا پوچھتے ہو وہاں سے پھر اگر
دم آخر نہ پوچھو وضع آئن ظن لے آئے کی
دل وحشی کو خواہش ہر تھارے در پہ نیکی
غم سے گھٹنا یہ مرا سب میں پڑا تا ہوا سے
گھر کو جاتا ہر ترے کوچے سے جرات لیون
لیکے دل کہتے ہو ملنے میں ہر رسوائی وہ
وہ نہ آئے تو یہ ہو جا بے غلط
کھڑا تھا باجم پردہ اور نظر میں نے جو اُس پر کی
اُس پردہ نقشن سے کوئی کس شکل برائے
گذرے ہر جب اسکے لب و دندان کا تصور

نوشکل نقش باہر ہر قدم پر بیٹھ جاتا ہوں
جو تم پھر آؤ تو پیارے پھر میں ہمارے دن
وہ گیا پاس سے اور موعظہ نہ آئی مجھ کو
گریہ جون ابر ہر خلقت میں اثر ہو کہ نہو
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
دیوانہ کیا ہر بہن مشہور کسی نے
یہ وہ چاہے ہر کس اس کو بھی لگائے رکھے
کرو نہ مجھ سے یہ باتیں دوانہ پن کی سی
ہو جانے کاش شکل مری اُس قیب کی
کیا چپکے سے کہے ہر وہ شامت نصیب کی
کہ خدا دیوے نہ جب تک تو سلیمان کب و
تو پھر جابے فرشتہ بری مزار میں آئے
اُس سے شرماتا ہوں میں اور مجھے وہ شرماتا
بمنت مصلحت دیتا ہر قاصد باز آئے کی
کہ اگر نقش پر کہنے لگا خوبی نہانے کی
دوانہ ہر و لیکن بات کہتا ہر ٹھکانے کی
جو مجھے دیکھے ہر سودا کھنے جاتا ہے اُسے
جانے ہر جیسے کہ رستا نہیں آتا ہوا سے
آپ ہشیار بنے مجھ کو دوانہ کو کے
کہ بن آئے نہیں مرتا کوئی
نظر آنے لگی گویا مجھے تیلی سکندر کی
جو خواب میں بھی آئے تو منہ ڈھانک کر لے
نچلے نہیں رہتے لب و دندان ہمارے

<p>ناصح میں اور ہم میں بھی ہی طرہ صحبت آہ قاتل نہ مجھ سے موڑ پونہ وقت قتل تو یہ تو میں کیونکہ کون کچھ نہیں بھاتا مجھ کو زخم تازہ کی طرح چرخ کن ای حرات یاد آں سے بدی ہم نے ہمت کئی بوسے چھوڑ اپنے گرفتاروں کو صبا و سمجھ کر کیا صلح کو جی چاہنے لگتا ہی وہیں بس یاد جب آتا ہی یہ کہنا تو اڑ جاتی ہی نیند پوچھا یہاں تلک کہ ہوا تنگ نامہ بر جی خاک میں ملا یا تمہارے ملاپ نے آج بھی اُس کے جو آنے کی نہ ٹھہری تو بس</p>	<p>ہم کچھ نہیں سمجھتے وہ سمجھائے جاے ہو ٹک شرم کیجو مرے گردن بھکانے کی کچھ تو بھایا ہو کہ اب کچھ نہیں بھاتا ہی مجھے ٹک ہنسنا تا ہی تو پھر غوب مڑلاتا ہی مجھے ہارے بھی تو کیا ہا ر مزے دار نکالی جاتی نہ رہے جان رہائی میں کسی کی لڑ جائے ہو جب آنکھ لڑائی میں کسی کی اپنی ہٹ تو رکھ چکے بس اب تو ہٹ کر سوئے لذت ملی جو یار کے پیغام سے مجھے اچھا عنصر ض سلوک کیا ہم سے آپ نے ہم وہ کر بیٹھیں گے جو جی میں نہیں ٹھہرائے ہوئے</p>
--	---

جعفری تخلص میر باقر علی پور سید محمد الدین منت کو چک برادر میر نظام الدین ممنون
 است و تربیت از ایشان یافت در گذشتہ سال ہنگام بارگشت از سفر
 حجاز در گذشت اور است

<p>آرام وعدہ کی شب ایک دم کج نہ آیا تیغ بون دل پخیال نگہ یار نہ کھینچ</p>	<p>آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا ناخدا ترس تو کہے میں تو تلوار نہ کھینچ</p>
--	--

جلال تخلص شخصی در فیض آباد بودہ جز این حالش مقروح سمع مکشت اور است -

<p>تنگ احوال ہوا ب تو تری شیدائی کا قتل کرتے تھے دو عالم کو بیک چشم زدن</p>	<p>آکے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا چشم بد و زورہ اب باندھنے ہتھیار لگے</p>
--	---

جنون تخلص مرزا بخت علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ تخلص است کہ پردہ
 پس ہر دو از بنارس اند مرزا محمد علی خان پدشش را ہنگامیکہ وارد دہلی
 بود و بسر رشتہ داری پورٹا مور باسن ملاقات ہارودادہ غلامہ تحصیلدار سی و

وسرشتہ داری وغیرہ کہ من صاحب جلیلہ صرکار انگریز نیست بیشتر باوی ماندہ و دین
نہنگام نہ اندام کہ کجا است از کلام اوست

اپنے چہرہ سے مت لفتاب اُلٹ دیکھ جاوے گا آفتاب اُلٹ
دل کو شاید کوئی ستاتا ہے و صدمہ شک تینہ آتا ہے

جنون تخلص فخر الاسلام نام از خاندانہ پیر ترک است و در زمرہ مشائخ ولی محدود
از تلامذہ ممنون است اور است

اوٹھی جو شرم تو دو لون ہی دل لے نکلے بجز حجاب یہاں کچھ نہ قاصدے نکلے

جنون تخلص شاہ غلام مرتضیٰ از برگزیدگان الہ آباد است بوریع و قنوی مشہور و
موصوف و در اعدا و عرفا محدود و معروف تھے رغبتش باشعر است از کلام اوست

ترہی چشم مست سے ساقیا یہ سیاہ مست جنون ہوا کہ چودہ آتشہ طاق پر جو بھری تھی مین چھری ہی

جو ہم تخلص مرزا احمد علی شخصی از طالیقہ قزلباش است این مطلع از دنگا شستہ شد

آتش ہووہ چمن ہو یا برق آشیان ہو احو مرغ نالہ کچھ ہوا کہ شب تو نشان ہو

جوشش تخلص محمد عابد صاحب تذکرہ اولاد از ابنائے حسونت ناگر
عظیم آبادی نوشتہ انداز اوست

جون آئینہ یہ ستم رسیدہ رختا ہے مدام آبیدہ

تمہارے در پہ جو دربان نے آستین پکڑی بزرگ نقش قدم چمنے بھی زمین پکڑی

جوشش تخلص شیخ محمد روشن از تازہ جنالان عظیم آباد است شغریں صاف و بغیرش

فکرش دلپذیر و دلکش شیبہ گزیدہ اش گزیدہ طرز پسندیدہ اس پسندیدہ و معنادار فن
عروض بسیار مہارت و لہذا داشت از خیالات اوست

وہ زمانہ کیا ہوا جو مری گریہ مین اثر تھا ہی چشم نہ نشان تھی ہی دل ہی جگر تھا

گر لون ہی یہ دل در پہے آزار رہیگا ایک روز نہ ایک روز مجھے مار رہے گا

جیسا کہ دل پر زخم ہو آسکے خدنگ کا گلشن مین ایک گل نہیں اس آب دنگ کا

اُس کا خدنگ داغ جگر سے گذر گیا ایک تیر تھا کہ صاف سپر سے گذر گیا

دیکھ کر ایک ستم تیری جفا کاری کا
 اُس کی آنکھوں کو دیکھیں اور جو بخشش
 جز چشم تہاں سیکدہ دہر میں جو بخشش
 اُسکی بخشش کا تجھے خون عیش ہو بخشش
 یا رو کو قاصد مرے جا کے اگر دیکھنا
 کل جو اُسے دیکھ کر ہو گئے ہم بخیر
 قیس پھر تاجو رہا دشت میں دیوانہ تھا
 مدعی سمجھوں ہوں جن کو میں اب تیرے لیے
 مزاد کھاؤں تجھے تیری بے وفائی کا
 حیران ہوں کس طرح ہو وہ انسان میں جلوگر
 ہماری آہ کے صدمے نہیں اٹھانے کا
 نہ پھولتے ہیں شکوے نہ غمخیز ہلکتے ہیں
 نہ شکل شیشہ آئی جو نظروں جام کی صورت
 چھپاتے ہیں بھی صبا و دام اور یہ مرنو خطا
 ہمیں تو رونے نے آخر یہ رنگ دکھلایا
 رو خنے کے لیے ہوں افسردہ
 ہمارے حال پر اُس کو نظر نہیں ہرگز
 دیکھیے ہم میں اور اُن آنکھوں میں کیا ہوئی ہے
 دود کی طرح میں دسوختہ جاتا ہوں جہر
 عسر عزیز گزری ہو رنج و ملال میں
 نے دُرس کا جو میں نہ خوف غلب
 کہے ہیں جو کا تیرے ہی شکوہ یا کہ نہیں
 آج ہر غم شکار اُس کا یہ معلوم نہیں

کوہ کن ہو تو نہ دم مارے وفا داری کا
 تنہ تو دیکھیں شراب خواروں کا
 ہم نے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا
 ہو چکا ہو وہ اسی طرح سے سوا رخصا
 میری طرف سے بھی تو ایک لفظ دیکھنا
 سن سکے وہ کتنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا
 اُسکو لیلی ہی کی دروازے پر مرجانا تھا
 دوست اپنے ہی تھے سب کیا کوئی بیگانا تھا
 اگر نہ ووے مجھے پاس آشنائی کا
 جلوہ سے اوسکے طور تو جل خاک ہو گیا
 یہ چسپ بام کمن ہو کسی زمانے کا
 چمن میں شور بڑا کس کے مسکرانے کا
 رہی زیر فلک پھر کون سی آرام کی صورت
 دلون کو صید کرتا ہو دکھا کر دم کیصوت
 سفید ہو گئیں آنکھیں ہو اگر بیان سرخ
 ماتم کردہ جان میں جو ن ابرہ
 کسی کے دل کی کسی کو خبر نہیں ہرگز
 لہو کے پیاسے ہیں وہ تشنہ دیدار میں جم
 اپنے احوال پر عالم کوڑ لا آتا ہوں
 عاشق کمان ہونے کے پڑے اک نال میں
 رہتے ہیں مست شام دھرا بنے حال میں
 جان تل بیٹھے ہیں آشنا دو چار آپس میں
 خون سے مر گئے یا صید دم جیتے ہیں

<p>تھام بستی ہی دست قاتل کو اپنی یہ آرزو ہی دینا ہو اور تو ہو گراست دیکھو اے ناتوانی دوش سے جھک لگ گئی مشع کو شاید لظہر پروانہ بسکہ نازک ہو مجھے باندھتے ڈر آتا ہو ہونے کو تو ہوئے تھے ویسکین ہو سکے</p>	<p>بیکسی سے یہی گلا ہو مجھے راغب نہ ہو طبیعت گر حور و برود ہو توانائی تو کر بیٹھی جدا آغوش سے جھک دم بدم بزم میں کاہیدہ ہوئی جاتی ہو جی میں جس وقت کہ مضمون کمر آتا ہو شبنم کی طرح سامنے اس آفتاب کے</p>
<p>جو شش نخل جسیم اللہ از سوقیان دہلی بودہ بتقلید بیہیایان اشعار در مجامع میخواند نسبت تلمذ او صحیحہ بخو کردہ اور است</p>	<p>مین نے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گذرا دریا مری آنکھوں سے ایک جاری لہو کا ہے</p>
<p>بولاکہ ابے تیرا روتے ہی بہت گذرا بیدر و تہ کیا جانے کیا حال کسو کا ہے</p>	<p>جوان نخل جسیم اللہ از سوقیان دہلی بودہ بتقلید بیہیایان اشعار در مجامع میخواند سلیمان شکوہ بہا در دست مدتے مشد کہ ازین دار فانی رخت حیات ابالہم جاودانی بر بست از دست</p>
<p>یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا کوچے میں ترے سایہ دیوار نہ پایا جب اور کوئی تجھ سا طر حصار نہ پایا کیا روزنوں سے اُسے آنکھیں لڑائیاں ہیں جو لیکے جاؤں تو اس کا وہ آشنا نہکے ہنسی تک میرے دلدار کی کیونکر خبر آوے</p>	<p>پہلو میں دل اپنے کو کبھی غمخوار نہ پایا از بسکہ ہوئی گرمی خورشید قیامت ظلم و ستم و جور سبھی پہننے اٹھائے دیوار و در کی چھائی سوراخ ہو گئی ہے کسی کو اپنی سفارش کیواسطے اُس پاس جتنا نہیں پھرتا ہے کوئی اس کی گلی سے</p>
<p>جوان نخل جسیم اللہ از سوقیان دہلی بودہ بتقلید بیہیایان اشعار در مجامع میخواند کنج نفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے</p>	<p>جوان نخل جسیم اللہ از سوقیان دہلی بودہ بتقلید بیہیایان اشعار در مجامع میخواند کنج نفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے</p>
<p>جوان نخل جسیم اللہ از سوقیان دہلی بودہ بتقلید بیہیایان اشعار در مجامع میخواند کہ جسکو دیکھ کر زاہد کے منہ میں لے پانی بھر</p>	<p>جوان نخل جسیم اللہ از سوقیان دہلی بودہ بتقلید بیہیایان اشعار در مجامع میخواند اب ایسے جام میں ساقی شہر آب و روانی بھر</p>

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ نام صلحش از دہلی زمانہ ماہ لکھنوی بسر بردہ شورش در سر داشت
یتھارزہ وز خشم ہار برداشتہ آختر عمر بوطن مالون رسیدہ بالیخلیب مبتلا
شد روز وعظ مولانا عبد العزیز میر شاہ علی را کہ در ویش تخلص دست زخمی زدہ
بزنندان بردند در حبس شہید بخراجل شد اوراست

وہ کافر مرا در وکیا جانتا ہی | جو گذرے ہی مجھ پر خدا جانتا ہی
جہاندار تخلص مرشد زادہ جہان مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان نجات بہادر تھیں
حضرت شاہ عالم بادشاہ لغیم و فرست و عقل و کیا ست ممتاز اقران و امثال خود بودہ
از نخب بہ لکھنؤ و از ان جا بہ بنارس رفت و در سال ہزار و دوصد و یک
بہد را نخب بلوا اعلیٰ پیوست نقل و سکونش را دواستان درازا ست کہ این عبالہ
بآن نمی سازد اوراست

مرکس کے تھنار میں یہ بے اصل گیا | آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سراپا دیتا | تیرے کوچے میں جو ای شوخ قدم کھتے ہیں
آخر گل اپنی صرف درمیکدہ جوئی | پونچے دہان ہی خاک جہان کا خمیر ہو
کونسی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی | پر جفا جو تری ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہنم تخلص مہمن نا تھ نام از موم دہلی است تازہ فکرواہن مشق از دست
دل جوین سیند عشق کی آتش سے جل گیا | ایک آہ کھینچتے ہی مر دم نکل گیا
جینا بیگم حاش چون جالش در پردہ اختفا ماندہ ہانا اقتضای کمال تستر و ست زوت
یہ کس کی آتش اعنم نے جگر جلایا ہی | کہ تا فلک مرے شعلے نے سر اٹھایا ہی

حرف الحاء مہملہ

حاتم تخلص شیخ تلور الدین نام المعروف بشاہ حاتم از تازہ خمیا لان قدیم است
در برد شباب سپاہی پیشہ بودہ عافیت بتل و توکل شیوہ کردہ در جہان آباد
آزادانہ میز نیست کشتار بابت کرا از بہرہ پایافتہ اندازا بجلہ مرزا رفیع سوہ

در اول حال فکر کش مقصور بر تنج قدامت دولی و غیر آن بود چون طرز متاخرین طراز
جیب و دلمان شہرت گشت و سے نیز دست بلان ایشان زدہ بنائے دیوان ثانی
برین طریقہ ہناد و ہمدین معمو طبر کے کہ ہمدوش طبعی شدہ بود دلمان ہستی از
کف سروادان ہمار از دست

رفتہ رفتہ نام مہلاب پرچون ہو گیا
کہ جہان سب کہین وصال ہوا
دور ہو بنیاد سے صحبت کے مری قابلین
اٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
کیا قیامت کرے جو دولت ہو
جو تو آوے چمن میں تو ہمارا بول بالا ہو
ساقی نگاہ مست ادھر تھی کبھو کبھو
ساقی شباب آکھ خزان میں بہار ہی
اندون کیا شراب سستی ہی
میرے سینے کا داغ ہنستا ہی
کہ اپنے دیکھ سایہ کو مجھے ہمراہ جانے ہی

اس قدر کی صرف تسخیر بر رویان بن غر
ہجر کی زندگی سے مرگ تجلی
تو اذیت پیشہ دشمن ہر نعل میں دل نہیں
تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو
منفسی اور دماغ اے حاتم
کرین بن قربان تو لیت سروا و ہم تر قہ کی
آنا ہر آب تشہ کی طرف جی کبھو کبھو
پیری میں آج یار مرا بہنار ہی +
بچو اس دور میں ہن سب حاتم
دیکھ جراح تیرے مرہم کو
وہ وحشی استعد بھڑکا ہی صورت سے مری یارو

حافظ تخلص محمد اشرف از دیوان است در فن موسیقی خود را لکھا کہ میداند شعرے

متناز از ایشان در میان نیست لاجرم ان بیت ثبت گشت

ابرین سہ کی طرح زلف کے بروئے مین آہ
تو نے گو منہ کو چھپا یا مجھے معلوم ہوا

حالی تخلص میر محبوب علی از مردم مرشد آیا داست اور است

عوض مین بوسے کے دی ہر گالی سوال لکھوانے پر
یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حبیب وطنش معلوم شد کہ مراد آباد
است اما ماش دریافت داشت کہ حبیب از دست

خانہ دیرانی مری گرچہ کی اس دل نے حبیب
پر خدا حشر تک آباد کے خانہ دل

حجام تخلص عنایت اللہ نام عرف کلو از مردم سہارنپور است کہ ہمیشہ حجامی

کہ مجازاً موخر اشراجام گویند کب معاش میساخت و بفر تلذ مرزا رنج سودا
بفک می افراخت مولانا فخر الدین راعلیہ الرحمۃ دست ارادت بدامن زدہ فکرش بدل
میسازو و لخت از شہار اومی طرازد

روز رخسار کے لیتا ہوں منہ خوبون کے جیسا نظرا پتا تو سنگر نہیں آتا خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہیں ہر وہاں دیلم عاشق کی تری رسوائی ان ایک روز نصیبوں سے کہیں وہ تین بیچون ہر جی میں کہ اگر دوزمین ان آنکھوں سے پوچھون اس کا دوش مرزا گان کا گلہ مجھے عبث ہر مثال ناقہ لیلے کو ایک دو کام غلط	بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیس ہوگا بے وصل ترے سویہ میسر نہیں آتا حجام کس طرح سے لین کیا ہنر کرین عشق کی لوگوں نے قسین کھائی ان پھر سر ہر مرا اور درو دیوار تھاری بچتے نہیں کس واسطے میاں تھامے ای آنکھیں بوسے ہوئے ہنر خاتھار خدا کرے کہ ادھر بھی ترا سمند کرے
--	---

حرمین از عاقلش این قدر معلوم است کہ باین مجلس شفعہ بودہ در آوان فردوس
آرامگا و محلہ شاہ از دست

دیران ہوا خزان سے چمن یان تلک کہ ہم چاہن کہ جل مرین تو کہیں خار و خس نہیں	حسرت مجلس جعفر علی نام خلف ابوالخیر از مروحہ لکھنؤ است آرایش عطار پیشہ بودہ و کے تیر یک چند بدین شغل مشغول بودہ و نظر لفظت اصلی برین قناعت نکرہ وز مروحہ شند بان مرزا جہاندار شاہ مرحوم جاگزید آخر ہمت بلند شش باین ہم نساختہ حرک دینا گفتہ از دست و بلند عالم و نشیب رفتہ از روزگار بروزان بودہ در گوشہ عافیت میگذازید و درین نظم از تلامذہ سرب سنگ دیوانہ است و بہ سفاست عبارت و سلامت فکر مشہور زمانہ قلندر بخش جرات از شاگردان ادست اما از دستاد قصبہ اسبق رہو وہ اور است
--	---

گیا دل سو گیارو نے سے کچھ حاصل نہیں تھا چرخیان چھوڑ چلے ای چمن آرا ہم تو	اگر رو رو کے جی کو دین تو پیدا دل نہیں تھا تو ہی لیجا یوسر پر یہ گلستان اٹھا
---	---

<p>یہ سبق تھا پہلے بسم اللہ کا دست مرگان میں سدا رہتا ہر سو خاک کا ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مریج خوش نیستی کو نوبت آوے سخن کی قسم تنگ ہو بچاتے ور نہ ہاتھ ہم اُس کے قدم لگ پانی پانی بکا رتے حسین ولے کیا کیجے حسرت بلاے ناگانی سراہن حیات پے نور نور نہ ہو نوک ٹھین ہم دیتے ہیں کیا یاد کرو گے دیکھ کر اُس کو لے لینے بلا میں دور سے میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے وہ کہتا ہے کہ افسانہ نہیں یہ خواب کہتا ہے کبھی نیند برسو نہیں آتی تھی سو سطح ہو دکا گئی</p>	<p>درس تھا مکتب میں مجھ کو آہ کا ہر غبار آلودہ یاں تنگ شک اس غماک کا کل کو نہ تھے خوش کہ نہیں تم آج خوش حسرت ہزار رنگ سے بولا میں جھوٹ سچ لیکن سچ کے بات کو اُس نے اڑا دیا ساتی مے دے کہ اہل مجلس کسے منظور تھا یوں تخی کیجے زندگانیکو نازک دلوں کے جسم کو مریم کچھ نہ کس کا ہے جگر جس پر یہ بیدا کر گئے بزم میں بیٹھے تھے کل جسے پروردگار سے مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے نسا نا وصل کا جس سے دل میناب کہتا ہے یہ بھی ایاستم تھا کہ خواب میں مجھے کمال کے دکھا گئے</p>
<p>حسرت تخلص ذو قی رام نام شمس از جہان آباد است دوے در سدرخ آباد بسمی بردہ از دست</p>	<p>برنگ آبلہ ای وای یہ کیا زندگانی ہو کہ جس کے پانوں پڑتا ہوں میکو سرگرائی ہو</p>
<p>این بیت زانام جعفر علی حسرت ہم نگاشته اند</p>	<p>حسرت تخلص سہیت قلیخان نام از اہل عظیم آباد است کعب سخن از مرزا مظہر کردہ اور دست</p>
<p>سدر باد سے ہم سہری کرے کون کس کا پھرا ہر یوں مرے کون</p>	<p>حسرت تخلص سید غلام حسن نام خلف میر غلام حسین ضاحک تخلص است کہ مرزا رفیع ستودا اہل جے ریلکے براے ابو الفلم کردہ نزاوشن از ہرات است دوے بدلی از عدم بوجود آمدہ در ریحان جو انے بجانب مشرق رفتہ در فیض آباد از خوان فیض نواب سردار جنگ خلعت نواب سالار جنگ بہادر کامیاب بوز</p>

از تلامذہ میرضیا، الدین ضیاست سالم فطرت سلیم فکرت است و بر اصناف سخن فی الجملہ قدرتی داشته لایسا شنوی نیکو میگفتہ شنوی سحر البیان کہ مشہور بہ بدرغیر است شہرت تمام دارد قطع نظر از پانفرمایہ شاعر سی بہ محاورہ عوام بدگفتہ بلکہ داد ملاغت داده اور است

گر کچھ رستم کچھ تری وحدت کے بیان کا
انہارِ خموشی میں ہی سوطح کی فریاد
تا اشار کیو سمجھنے نہ لگے غمیر کے وہ
چھوڑ دے کوئی کسی کے لیے سوطح سے کچھ
بے وجہ تو نہیں چہن اُس گلی میں روز
میں حشر کو کیا روؤں کہ اٹھ جائے ہی تیرے
واسن صحرائے اٹھنے کو حسن کا جی نہیں
دروازہ کو گھلا ہوا جابت کا حسن
جو کوئی آوے ہی نزدیک ہی پیچھے ترے
اس کی جب بزم سے ہم ہو کے تنگ آتے ہیں
کتنا ہی تو کہ تجھے میں ہی بنا ہتا ہوں
روٹھا کرے وہ کیوں نہ کسی اور حسن
دل کو کھو یا ہی کل جہان حا کر
غیر کو تم نہ آنکھ بھرد دیکھو
تیرے ہمنام کو جب کوئی پکاری ہی کہیں
دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو اتنی
پھر پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہی حسن
شب وصل صفر آج او ہم کسی دہب سے
پڑی رات داد و دستد کچھ عجب

تو چاہیے خامہ بھی اسی ایک زبان کا
ظاہر کا یہ پردہ ہی کہ میں کچھ نہیں کتا
میں نے اس ڈر سے بھی اُس کو اشار نہ کیا
ہم نے منت میں تری کون پہکان چھوڑ دیا
جا جا کے بات کرنی ہر اک سے پکار کر
برپا ہوئی ایک مجھ پہ قیامت تو ہیں اور
یاؤں دیوانے نے پھیلانے بیابان دیکھ کر
ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کریں
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں
ایسے ساتھ آپ ہی کرتے ہوئے جنگ آتے ہیں
تو ہی کہیں ہو سچا میں یہ ہی چاہتا ہوں
یہ سب بگاڑ چاہ کا جو اور کچھ نہیں
جی میں ہو آج جی بھی کھو آؤں *
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو
جی دھڑک جاتا ہی میرا کہ کہیں تو ہی نہ
اُجڑے یہ گھرا لیا کہ پھر آباد نہوئے
ایک دم آپ میں وہ شوخ جو پاتا ہی مجھے
گر بیان سمجھ کو ٹانگ رکھنا داسن شب سے
جو بوسے کو اُس شوخ سی جاڑے

لگاتے ہی لب لب سے لبس جی دیا کنے کی ہین یہ باتیں کس بن نہیں گذرتی ساتھ دیکھوں ہوں کسی کے جو کسی دلبر کو آجا کہیں شباب کہ مانس نقش یا	حسن اور لینے کے دینے پڑے ہر ایک جان تو ہر جس بن نہیں گذرتی میں بھی جی رکھتا ہوں جھکو بھی ہوں تی پی تکتے ہیں راہ تیری سر راہ میں پڑے
---	--

حسن مخلص خواجہ حسن نام خلف خواجہ ابراہیم از بنا ز خواجہ غیاث الدین ہرودوسے
است رحمہ اللہ علیہ نظر بدو دانش از طریق تصوف آگاہ و در علم موسیقی سلیقہ آتش
و لچاہ مرد شوریدہ و در دمنہ است و نفس فرخندہ دار جہند در فنون نظم از تلامذہ
جعفر علی حسرت است و اسبب خواجہ ناشی با قلندر بخش جرات ربط معقول و محبت
مقبول داشتہ و در لکھنؤ بابکی از نسوان السوق بخشی نام علاقہ خاطرے پیدا کردہ
نامش بطریق التزام در مقام غزلیات می آورد و بعلت درویشی باعتبار نیز نیست
از سنج طبع اوست

انٹ کے آنکھوں سے کیا رہ چلے آنسو وقت نظارہ نہرو کہتے تھے اچ چشم نگھے کیا قتل اور جان بخشی بھی کی وہ تو آیا نہ تماشے کو مرے نزع کے پر وقت و دواع یا ردل بیستہ ار نے دل دلا سون سے کرے ہی بقراری بیشتر ہیں آرام زیر خاک بھی کیا خاک ہو دیگا بھلا میں دو آنہ سہی پر یہ نا صح آہ کس کس بیو فانی کا تری کیجے شمار اُس نے کس کس طرح ٹالا جھکوا پنہ در پر	ہنسی ہنسی میں جو فکرو دواع یا رہوا شدت گریہ سے لے خاک تسو جھا دیکھا حسن اُس نے احسان دو بار کیا ہم نے اس وقت میں بھی اُس کا تماشا دیکھا یہ آہ کی کہ عرش محلے ہلا دیا خانہ ماتم میں ہو پر سو سے زاری بیشتر یہ پہلو میں یہ ایسا دل پر شور جاتی ہیں مرے ساتھ بکتا ہی عاشق کو دیکھو اور تو سب کی طرف منہ بھی دکھانے سے ہے دیکھ تو ہم بھی حسن کس کس بہانے سے ہے
---	---

حسن مخلص مولوی ابوالحسن فرزند مولوی امی بخش المخلص بہ نشاط از مردم تہہ بکا نہ
بودہ بمیر ٹھہر میگز زائندہ از دست

جواب لایق قاصد شتاب نامے کا منفصل ہوں دست و پا بھی مانسیے وقت کج گو تو نے لپٹ کر نہ کیا ہم کو ذرا گرم	جواب ناسہ نہوے جواب نامے کا کیون میں تڑپا جو ترے دامن پہ چھینا طرگیا رہتی تھی ترے عشق میں چھائی پر سدا گرم
حسن تخلص علی خان جزانیکہ از مردم کشمیر است دیگر از حاش و توف نشد اور است	
آنکھوں میں مری قطرہ غناب نہ ٹھہرا	ہر چہ کیا ضبط یہ سیلاب نہ ٹھہرا
حسن تخلص مرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رحمتی خان بہادر این مجلس از تذکرہ نواب عظیم الدولہ سرور تخلص نوشتہ شد	
دل کو دے کر اُس بت کا فر کو بہنہ ای حسن	جس قدر ناحق یہ کھینچی ہر ذامت کیا کہوں
حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی بن سید عبدالمعز وید و حال تخلص العزیز بود چن در میرٹھ کی از اہل فنک را درس دادہ بگلتہ ہم کہ ارش افتادہ اور بہت	
تھا عرش سے بڑھ کر جو داغ انیا دہی ہو	یوں چرخ نے گوگرد یا عجیبور کسی کا
حسین تخلص نواب غلام حسین خان از خانقاہ غنہ و روسای شاہجہان پور بہت نوشتہ اند کہ آداب و اخلاق درست دشت این ابیات از علی شہر	
میں تو تدبیر میں تھا زخم جگر کی مصروف	دل بھی پہلہ میں یرقان تھا مجھے معلوم نہ تھا
آگے سننے کی کوئی راہ کل آئے گی	بیقرار رہی تو مجھے اُس کے تو دہک پہنچا
تشنہ آب دم خجستہ بسل اور بھی	دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل در بھی
حشمت تخلص میر حشمت علی خان خلف میر باقی بدخشان تیرا راست و مولد شش شاہ جہان آباد در زبان پارسی خیالاتش رنگین تر از اصل بدخشان دیا قوت رمانی دودہ و بامیر محمد نسل ثابت و شیخ عبدالرضاے متین معیتا و اشتہ و طارحات نمودہ در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و سہ بمقامات و رگدشت اللہم ا حفظ از و ست	
گور کے سوتے دیوانوں کو جگاتی ہر بار	شور ہو غل ہو قیامت مست آتی ہر بار

حشمت تخلص میر محمد علی از پیشینان است از انکا راوست

خطا نے ترے حسن سب گنویا | یہ سب زدم کہان سے آیا

حضور تخلص لالہ بال مکند مکتوسی دہلوی تلمیذ خواجہ میر درد فی الجملہ در عربی بہرہ داشتہ اور است ^{۱۷۷۳} ۱۷۷۳ء میں زندہ تھے

نہ پاؤں کو جنبش نہ ہاتھوں میں طاقت | جو اٹھ کھینچوں میں دامن اس دلربا کا
سہراہ بیٹھے صدا ہے یہ اپنی | کہ اللہ یا اور ہر سیدست و پا کا
یہ جو چشم بڑ آب ہیں دولون | ایک خانہ خراب ہیں دولون
بیان مجھ میں نہیں ہے جان باقی | وہاں اب بھی ہے امتحان باقی
جفا کو تم دنا سمجھے تم کو ہم کرم سمجھے | اوہر کچھ دل میں تم سمجھے اوہر کچھ ہم سمجھے

حفظ تخلص محمد حفیظ نام از دہلیا است اصلاح شعر از حکیم قدرت اللہ خان قاسم گرفتہ بخاندن مرآت بطور زواید شریعہ شہر بودہ کست از سال است کہ زیر خاک شد اور است

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے | اگر اکدم ہنسائی ہے تو پھر پہرہ دن رونمائی ہے
روبر و غیر دن کے شکوہ کیا کروں میں آپ کا | ہو رہیں گی پھر کچھ باتیں ہمارے آپ کے

حقیقت تخلص میر شاہ حسین صلح از بلخ و دے در بر ملی متولد شدہ نشو و نما در کنگھا یافتہ کسب سخن از قلندر بخش جرات نمودہ وہم تنقیض شعارش ہوئے متعلق بودہ اور است

کیا ترے عشق میں اے عہدہ جو ہاتھ لگا | زلیست سے ہاتھ کھی دھویا پہ نہ تو ہاتھ لگا
ولا اب دولون مل کا ٹینگے اوقات آہ دار میں | ہوئے بیمار ہسم بھی لے تری بیمار داری میں

حکیم تخلص محمد اشرف خان خلف حکیم شریف مانند پدر خویش از اطباء بمبیل زمانہ است در چارہ ساز کے گناہ و از علوم متعارف ہم بیگانہ نبودہ زمانے سیش نیست کہ جہان گذران را پدر و دکر وہ از کلام او است

میرے رونے نے مجھ کو اُس سے کھویا | سمجھے اس دیدہ تر نے ڈوبویا

کون میں کیا بزرگ زحمت ناسور	ہنسایک بار گر سو بار رو یا
حکیم تخلص محمد بنہ خان فرزند رشید سید محمد شریف خان المشہور بزرگ بخش شاگرد خواجہ جیسے	علیہ الرجۃ التخلیص بدر بودہ در ادا کل فکر نشا تخلص سیکرد آخر بقا حنائی ہمارتی
کہ در فن طلب ہشتہ تیرہ تخلص حکیم نمودہ گویند کہ در تارنج و موسیقی آگاہی دلپسند	و در فنون آخر نیز سلیقہ بلند داشت از قلم طبع اوست
پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افکار کا گھر	ایک تکیہ سا ہو اُس شوخ کی دیوار کو پاس
کہتے ہیں حکیم آیا میخانہ سے سمجھ میں	ہم کو تو تعجب ہے وہ کب مسلمان ہو
تیرے لیے خلق در بدر ہی	ای خانہ حسد اب تو کدھر ہی
ہم ہی حسد کے غم میں نہ ایمان سے گئے	کہتے ہی بندگان خدا جان سے گئے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو	گر عنایت کرو عنایت ہو
ہو رشک دستہ گل کیون یا آستین تیری	سرسک خون تبا کی اس سے پاک ہوئی
حقیر تخلص میرا ام الدین نام المعروف بمیر کلہ از سکناے	جان آباد مردی بود حریف و
ظریف اور راست	
ہوں ہست نیست عالم تصور کی طرح	گویا ہوں اور خوش ہوں زنجیر کی طرح
دل میں ہی بیٹھ رہیں در چشم ہی کے حقیر	راہ کعبہ کی تو آتی ہی نطنز دور ہیں
یا دین اُس بت کافر کی ہوں ایسا مصروف	کہ جو دی بھول گئی بلکہ حسدانی ٹھکرو
یا مال ہوے ہم تو حقیقہ آہ جہان میں	چون نقش قدم یار کے قدموں سے بچ کر گئے
حیرت تخلص الموسوم بمیر مراد علی از باشندگان	مراد آباد است پی تجارت کو ہستان
رفتہ بود ہم در انجا در گذشت از دست	
کمان ہر شیشہ و مختص خدا سے تو ڈر	میری لعل میں چھلکت ہی آبلہ دل کا
حیرت تخلص غلام محمد الدین نمبرہ نواب میر منو خلف الصدق مرحوم اعتماد الدولہ محمد الدین	در کالیے شب بروزی آورد این دو بیت از ورگرفتہ شد
ہم اُس بزم سے یوں پرار مان نکلتے	جوانی میں جس طرح سے جان نکلتے

ایک عالم اسی کو ہے کا تماشائی ہے	یہ تم دیکھو کن آنکھوں سے میں اسی غیرت عشق
حیرت تخلص پنڈت اجو دھیا پر شا و کشمیری لکھنؤی از شاگردان قلندر بخش جرات ست دیوانے مختصر و چند مثنوی وارو کہ نظر نرسیدہ در فن موسیقی مسلم و بہتیر اندازی علم بودہ بیشتر بہ لکھنؤ و کٹرک بھمان آباد گذرا نیدہ درسی و پنج سالگی فی سنہ ہزار و دو صد و سی و چار بباط ہستی در نوشت از دست	حیرت تخلص پنڈت اجو دھیا پر شا و کشمیری لکھنؤی از شاگردان قلندر بخش جرات ست دیوانے مختصر و چند مثنوی وارو کہ نظر نرسیدہ در فن موسیقی مسلم و بہتیر اندازی علم بودہ بیشتر بہ لکھنؤ و کٹرک بھمان آباد گذرا نیدہ درسی و پنج سالگی فی سنہ ہزار و دو صد و سی و چار بباط ہستی در نوشت از دست
بزرگ نقش پاپاس کی گلی سے اٹھنہن سکتا	ہوا ممنون جہان خوب اپنی ناتوانی کا
حیران تخلص نامش میر حیدر علی مولد شش جہان آباد بیشتر در مالک شرفی شب بروز آدوہ از تلافی سرب سنگھ دیوانہ است گویند غرور شاعری و ماغش قتل کردہ بود و نظر بہ تخلص استاد جواد در صنم بہار کشتہ شد و قاتل راہم ہمراہ بردار افکار دوست	حیران تخلص نامش میر حیدر علی مولد شش جہان آباد بیشتر در مالک شرفی شب بروز آدوہ از تلافی سرب سنگھ دیوانہ است گویند غرور شاعری و ماغش قتل کردہ بود و نظر بہ تخلص استاد جواد در صنم بہار کشتہ شد و قاتل راہم ہمراہ بردار افکار دوست
ہم نکلتا ہر اب کوئی دم میں میں نے حیران کو جو دیکھا روتے اُن کی خدمت میں ادب سے میں نے میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہیں گذرتا ہے بھولے سے ہمارے خاک پر گڑ جب کہا میں نے مرے گھر چلیے تیوری کو چٹھا لگا کئے مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیے	بیٹھ جا کچھ نہیں رہا ہم میں بن گئی دو کھنے کی گھات مری عرض کی دیکھی کرامات مری بندگی قبلہ حاجبات مری کھڑا سو اس سے دودھ پیرا سن جھٹکتا ہے اس میں کچھ کم نہو گی محبوبی رسم و راہ ادب تو سب ڈوبی دیکھو اختلاط کی غوبی
حیدر تخلص نامش حسام الدین ابن بیت از وثبت کشتہ	حیدر تخلص نامش حسام الدین ابن بیت از وثبت کشتہ
لک خصال پری و شش فرشتہ خوش کتا	مجال تھی کہ سگ یار کو میں تو کتا
حیدر تخلص میر حیدر علی خان لاہوری نژاد است و خود شش رنگ سکیت ریختہ از اولاد پنج عبدالقادر گیلانی است رحمۃ اللہ علیہ و راست	حیدر تخلص میر حیدر علی خان لاہوری نژاد است و خود شش رنگ سکیت ریختہ از اولاد پنج عبدالقادر گیلانی است رحمۃ اللہ علیہ و راست
ارادہ ہے بیٹھ سب کچھ شش چشم ترکا	خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

لے سنگ و خشت مجھ پر ہر خاص و عام کلا	بارے جنوں کی دولت اپنا یہ نام نکلا
حیف تخلص میر چراغ علی نام ازار باب لکھنؤ و تلامذہ میر شیر علی فسوس است از دست	جس کی ہر اک امید تبدیل ہو
ہوا اپنے تو نزدیک و ناغوب و لیکن	کیا اس مرض عشق کے جینے کی اس ہو
	ہو طفت جو تیری بھی طبیعت ادھر آئے

حرف الخاء المعجم

ٹھاکسا تخلص محمد یار در مقاسیکہ شہرہ بقدم شریف دار و خانہ از نے بنا کردہ در بنایت لفظ طاع	میکز را نید سید است در دمند و در ویشی است مستمند گویند کہ در ریعان جوانے با مار و ہری
و بجانب سادہ رویان نظر سے داشت و ہر کہ بد نظر آدمی بود تعلقات و دیوی می گذشت	از معاصرین میر تقی است از دست
ترے باغبان کا یہ دیکھا سلیقہ	کہ نرگس کو بویا نہ بویں یہ آنکھیں
تین قاتل سے رہے محروم بدقتصیر ہم	روز عشر کو آٹھین گے اس لیے دلگیر ہم
خاک کی تخلص حیدر بیک نام نزادش از بدخشان است لعلش ازین کان برخاستہ روزگار	شد کہ بدکن رفتہ سپاہی پیشہ ہست اور ہست
ہم عشق بھی سکھیں اگر مستاد ہو کوئی	دل تو ہی تبادے تجھے گریا دہ کوئی
خادم تخلص شخصی از مرم کتھن بن بضاف صوبہ سرہند است از نامش	نشانی یافتہ نشد اور راست
عاشق ہوا ہوں ایک بت بالا بلند پر	صد آفرین ہو میری بھی عالی پسند پر
اس کے ہاتھوں اک جہان ویران ہو	چشم بھی میری کوئی طوفان ہے
خادم تخلص کے از باشندگان پانی پت است اہل تذکرہ ہاش نوشتہ اندوین بیت بنامش نوشتہ اند	رات بھر ماتم پروانہ میں روتی ہو شمع
اشک سے داغ جگلا اپنے کو دھوئی ہو شمع	خادم تخلص خادم علی خان از اہل سدرخ آباد است و ہستاد و نواب

ناصر جنگ بنگش کہ از حکام آن بلده بودہ امتیاز داشتہ گویند کہ در فارسی صاحب دیوان است
ملاحظہ شد اور راست

مجھ کو کہتے ہو کہ حسل با ہر ہو | آپ کے کہنے سے کب با ہر ہو
خان تخلص محمدی خان از دکنیان است الکتاب معیشت را بدلی گزارش افادہ بود
از شاگردان سعادت یار خان است کہ تخلص نگین اندوست

یاد جس وقت تری آتی ہے | مجھ کو حکلی وہین لگ جاتی ہے
نخان تخلص اشرف خان دہلوی الاصل است یہ لکھنؤ رفتہ در زمان اقامت این یار
رنگ مشاعرہ سیر خیت از شاگردان غلام بہمانی مصحفی ست اور ست

احمر خان غم فراق میں تم زہر کھامد | اس کے سوا نہیں کوئی تدبیر دوسری
خبر و تخلص نواب محمد الدین محمد خان خلف الصدق نواب شرف الدین محمد خان کہ خدمت
بخشگیری تن جاہ افزاے ایشان بود بمکارم شمیم و محاسن خصال آراستہ ہے
بادلے وارستہ و خاطر می از ہمہ گستہ بخوشی بال و نکوئی حال زندگانی می کند
مروست بھیج خر سند صاحب ہمت بلند شریف زرین و خرقة پیشین در نظر شش
یکیت و گوشت شاہو از پیشش از دانہ اشک گران ارز نیست در عنقوان عمر بدین فن
سری داشت اکنون عمر نیست کہ شاہدان شعار را در حجلہ گاہ ضمیرش بار نیست
با صرا داعی از گفتہ ہائے پیشین ابیاتی چند آدرودہ بود کہ دل انتخاب پسند بدو بیت
از ان قناعت کرد تاریخ دیوان فقیر بانمایہ خوبی گفتہ کہ خامہ نتواند مشش ستود و
ہم برین تذکرہ تاریخی دلپسند دار و دآن بجاسے خود مذکور شود اما تاریخ دیوان
رخیہ نظم عالم پسند گفتہ است و تبیض مسودات میں علاقہ با ایشان دارد مختصر
سخن آن دو بیت نیست

ہماری آن کی صحبت آہ ابر و برق کی سی ہو | ہم نہ کو دیکھ کے روتے ہیں اور وہ ہم پہ ہنستیں
لبون بہ جان ہو جلدی ہو کج نگین ظالم | یہ آرزو ہو کہ دم تیرے رو برو چٹکے
خستہ تخلص محمد عبداللہ خان کہ میر جیون معروف است کشمیری الاصل بودہ

دولہ و منشایش شاہ جهان آباد است و الدش از متنبان مجرالدولہ عبد الاحد خان مرحوم بودہ اور است	
سایہ سان پیوینچے تو تھے یا تو ن ملک گزر کر	اُس نے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا
حسٹہ تخلص غلام قطب کما زاولا و سید محمد کرمانی است قدس اللہ سرہ العزیز زمرہ خدام	مزار کثیر الاذوار سلطان لہ شاخ رحمہ اللہ علیہ در شمار می آید از بہور بخان آشفہ کسب سخن کردہ اویگوید
جلوہ اُس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا	روزر خورشید درخشان کا دہن شام کیا
خشنود تخلص از حال وے اطلاعی نیست این بیت بنامش دیدہ شد	
ہو غرق رحمت پروردگار	آج ساتی کا سیا کہ ہو گب
خلق تخلص الموسوم بمیر حسن بن میر حسن صاحب تنوی سحرالبیان کہ شہرہ	بر منیر است کسب سخن از پدرش کردہ اور است
عجب عالم میں بیہوشی کے وہ جھکو نظر آیا	کہ اتنا بھی نہ آیا ہوش جو چوں کہ سر گیا
بمقارہی میں کئی رات تو یان لپتے تین	چین سے زلف میں دل کیونکہ رہا ہو دیگا
بول لگاتے تو لگا یا بہ نہ تھا کچھ معلوم	جی یہ کیا گزرے گی اور جان پہ کیا ہو دیگا
خلیق تخلص میر حسن کہیں برادر میر حسن خلیق است و درین فن براو بزرگتر آمدہ صحف	نسبت تلذذ وے بولیشتن کردہ است اکثر گریہ رنگ گلش مرانی واقع کر بلاست اور است
اشک جو چشم خون فشان سے گرا	تھا ستارا کہ آسمان سے گرا
ہنس دیا یار نے جو راج خلیق	کھا کے ٹھوکر اُس آستان سے گرا
غفلت میں فرق اپنے تجھ بن کھوہ آیا	ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تونہ آیا
کھامین نے جو اے گل کچھ دنا کر	تو دوہین ہنس پڑا وہ ٹھل کھلا کر
کس کے خرام باز کا پامال ہوں فلیق	الٹی ہی جو طے دل کو مرے ہر قدم کیساتھ
خندان یکے از شہر بودہ از خیالات طبع اوست	
گردش چشم پر تری جیکہ نگاہ کیجے	خانہ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجے
خود غرض تخلص شاعری از فرخ آباد است از افکار اوست	
بند قبا کو کھول کے گلشن میں تو بجا	ہو دے نہ گل گلے کا کہیں ہار دیکھنا

خیال تخلص غلام حسن خان آبالش صاحب عتبار بوده اند برکت الله خان برکت
تخلص که از موزنان فارسی است عم او میشود خیال درستی خیالات خویش به برکت
صالح برکت نموده نوشته اند که دو دیوان دارد متربیب لصد هزار بیت و آنچه
ما از وی گزیده ایم اینست

تجھے تو غیب کو منظورِ منہ دکھانا تھا جسک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ غریب پھرتے سے مہا خاند مجنون آباد حاضر بن ہم تو آؤ شمشیر کین بکالو جرعہ افشان ہو ہماری خاک پر غافل بھی مژگان کی یہ کاوش نہیں ناؤں گفنی ہو تیرا شکستگی پہ دل آیا ہوا خیر خیال	نقاب کھولنا گرمی سے ایک سہانا تھا کہ چون چلین ششک رہ گیا نظارہ غریب پانوں میں جب ہم نے دھرا آنکھ دیرانے پر جو دل کی آرزو ہو اُس کو کمین بکالو ہم بھی اس ساقی تری مجلس کے سوا نہیں ابرو کی اشارت نہیں شمشیر زنی ہو اگر غنچہ نہ رہے تجھے بھی ہوا لگی پڑے
---	--

حسن الدال لہلہ

داغ تخلص میر مہدی نام فرزند میر سوز جو اینست نیکو روئے دزیا شامیل و با وجود
دلربائے بہ بیدی مائل شہبہ گل با او بھر دو منہ درست است کہ ہم سینہ جاک است
و ہم سینہ ہر بریدن میدہد و مشابہت لاله باوے بہر دو صورت موافق کہ ہمیش
داغ است و ہم داغ برد لہامی بند با بھل در بست سالگے عند لیب گھرونی شدہ یک چند
لصد عشرت چون بلبل لعل گل بوصل آن نو بہار حسن لبہر برود آخر ہر دم بھوان آمدہ
بی طاقی دل کار بردنگ کردہ نزد یک بود کہ رشتہ جانش بگلدہ یاران سخی در ازادی
آن لوگر متا نفس فراق بجا آوردند دآن سرو ناز را تکلیف فیتا رکروند چون ہنگام
جلوہ نیامدہ بود مغل خود را نتوانست عرصہ دادا بانی سکین شورش دیوانہ خویش
مفرجے مرکب از وعدہ زود آمدن فرستاد عاشق ناشکیب گوہر وعدہ فرستاد و او
وعدہ فرداے محشر دانستہ تاب انتظار نیامد و دوبہ امید انیکہ ازین کشمکش

یابد بندہستی در گسلانید آید دانست کہ در گور از پنج حجب ران می توان رست حال آنکہ دل شد گداز کمال چہ چنین است و بختل کہ صادق باشد ہر حال دم جان دادن اینست
بر عنوان مکتوبش نوشت از دست

از جان رستی بود کہ مکتوب تو آمد	دیگر چہ نویسم خبسم خوب گرفتگی
اسی کے پاس تھا دل کیا ہوا ہی نہیں دیکھو	اوسہر دیکھو اوسہر دیکھو حسین دیکھو کینہی دیکھو
اسی کے پاس چورہ رہ کر یہ چوسکر آتا ہی	اسی کی جیب دیکھو ہاتھ دیکھو آستین دیکھو
پکڑنا چور کا مشکل نہیں گر کچھ سمجھ ہوے	ہوائی رنگ دیکھو ہاتھابی سی جبین دیکھو

دارا مخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند مرزا ولیعہد بہادر ظفر مخلص است از دست

کسی کی چشم میگون کا تصور ہم کو ہی دارا	قدم اٹھتا نہیں ہی لغزش متانہ کھین
--	-----------------------------------

وانا مخلص میر فضل علی از مردم دہلی شاکر دیر شرف الدین مضمون بودہ اور است

دل میں ہر ایک کے سودا ہی خریداری کا	یوسف مصر گر تو ہی ہے اے یار عزیز
-------------------------------------	----------------------------------

و ا ق و ب کے از پیشہ میان است شاید مخلص با سہم باشد اور است

جان دنی کی سیر کو کس طور سے دھنم	دیکھنے سے کا تماشا آفتاب آتائین
----------------------------------	---------------------------------

ور و مٹھ مخلص کریم اللہ خان از خویشان عمدۃ الملک است بعصر شاہ عالم بادشاہ

بوقت میں زیست از دست

کنارے سے کنار اکب لے چہ بھر کا یارو	ایک گئے کا مضمون دیدہ پر آب کیا جانے
-------------------------------------	--------------------------------------

ور و مخلص خواجہ میر علیہ الرحمۃ خلف الرشید خواجہ محمد ناصر مخلص بجد لیب کہ از

احفاد شیخ بہار الدین نقش بند بودہ قدس اللہ سرہما العزیز از طبقہ صافیہ مصوفیہ است

حد فضایل سورے و کمالات معنوی وی غایب از حد رشم و بیرون از نیر وی قلم است

یارب از دارستگی و انقطاع ایشان شرح و ہدایہ مذکور و قلموے پر داؤد یا از تہذیب

باطن و ترکیب نفس حرت زندیا از گداس خٹکے دل و برشتگی جگر و درو سندی خاطر باؤد گویہ ہند

حاصلہ این عجالہ ذکر این مقدمات را برہمی تا بد اگر باوراک سرے دارے مصفا لاش کہ دین

فرہانہ نارنجیت قلم قدرت است مطالعہ کن و در باب کہ سختم از خطا و اغراق پر کران است

از لطافت طبع و شگفتگی نظم و در شاقصت مضمون پیدا است کہ خواجہ را درین فن نیز مانند کمالات
 اخروے مکتبے ارجمند و دستگاہی بلند است فکرش صحیح و نظمش فصیح و کفارش از رکاکت
 و اغلاما پاک و در جنب گہماے خیالش گہماے حین ہم از حس و عاشاک دیوانش از نظر
 گذشت از شمار پرکن خالی است و اکثر ابیات با علومعانی و مومضامین و کسش و حالی فن
 موسیقی را نیکو میدانست تاریخ آدرینہ بست چارم صفر ندای یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی
 الی ربک مراضیہ فخریہ بمع رضاصفا نمودہ و کان ذلک نے نہ تسعہ تعین مآتہ بلفظ من ہجرۃ خیر الانام
 علیہ الود الصلوٰۃ و السلام این شمار از دیوانش منتخب ترین یا فخریہ است قتاد

پر تری عید سے آگے تو یہ دستور نہ تھا
 درو یہ مذکور کیا وہ ہشتا تھا یا نہ تھا
 ہم نے سو سو طرح سے مردیکھا
 مین چاہوں اور کو تو یہ مجھے نہو سکا
 مین نے تو در گذر نہ کی جو مجھے ہو سکا
 بس ہجوم یاس جس جی گہرا گیا
 اک عمر سے سیر ہوں زلف دراز کا
 جی مین نہ رہا ہے یہ آہ بھی کر دیکھنا
 جب تلک پونچے ہی پونچے مالک کا یاں میر تھا
 نو کہ کب تلک آزما تا رہے گا
 نہ سنا ہو گا گر سنا ہو گا
 عاشق تری گلی مین کئی بار ہو گیا
 اس چشم شکبہ را یہ کیا جھکو ہو گیا
 دیکھین گے کوئی وٹ کرے گا
 ہم رو سیاہ جاتے ہے نام رہ گیا
 افتادہ ہوں پہ سایہ قد کشیدہ ہوں

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
 بھول جا چپ رہ عبرت وہ سابقے میں دگر
 اُن لبوں نے نہ کی مسجائی
 تو اپنے دل سے غیر کی الفت نکھو سکا
 گو نالہ مارا ہو نہ ہو آہ مین اثر
 سینہ و دل حسرتوں سے چھپا گیا
 ہو کہ تھی اجل کی طرف سے ہی دور نہ مین
 نالہ دل کا اثر دیکھ لیا درو بس
 کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اُسکو بھی
 جفا سے غرض متحان و فاجر
 اُس نے قصداً ابھی میرے نالے کو
 ہی کچھ خبر نہ تھی کہ ادھر اُٹھ کے رات کو
 پھرتی ہی میری خاک صبا در بدر رہے
 گر ہن بھی ڈھنگ تیرے ظالم
 مثل نگین جو ہر دم سے ہوا کام رہ گیا
 کچھ نہ ہی دور آپ کو میری فروتنی

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں
 تر دامنِ پیشین ہمارے بختِ یو
 دامنِ دشتِ ہر پر لالہ گل سے یارب
 نزعِ مین تو ہوں و لڑ تیرا گلہ کرتا نہیں
 کرتا ہوں پس مرگ بھی حل مشکلِ عالم
 تو مجھ سے نہ رکھ غیبِ رجبی مین
 ہر چند نہیں صبر بنگے دردِ لیکن
 نہیں شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
 ہر طرح زمانے کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ
 کا سنِ تاشع نہوتا گذر پروانہ
 اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے تنگ ہو
 یار و مراش کو ابھی بھلا کیجئے اس سے
 خدا جانے کیا ہوگا انجامِ اس کا
 ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ
 کچھ ہنسنا کچھ وردنا کچھ حیران ہو رہنا
 دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے
 نہیں گئے اگر کے گا تو
 کب ترا دیوانہ آئے قیدِ مین تدبیر سے
 سب بُرا کہتے مین تو کہنے دو
 اگلے معافے کو اگر کیجئے معاف
 دردِ اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
 اس طرح سے یک لخت جو آنسو نہیں بہتی
 تیری گلی مین مین پھلون اور صبا چلے

دل ہی نہیں رہا ہے کچھ آرزو کریں
 دامنِ نچوڑے تو فرشتے وضو کریں
 خونِ عاشق بھی کہیں ہووے بہارِ دین
 دل مین ہر دوہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں
 بجس ہوں پہ ناخن کی طرح عقد کشا ہوں
 آئے بھی اگر مزارِ رجبی مین
 اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بزمِ امین ہو
 محکمہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی بنا ہی ہو
 گردِ دل ہوں تو آرزوہ خاطر ہوں تو خیمہ
 تم نے کیا قسم کیا بال و پر پروانہ
 لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگِ ہر
 مذکور کسی طرح تو جا بھیجئے اس سے
 مین بے صبر اتنا ہوں وہ تنہا ہو
 جب تک بس حل سکے ساغر چلے
 محبت کیا بھلے چٹنے کو دیوانہ بناتی ہو
 آن مین کچھ ہو آن مین کچھ ہے
 تیری خاطر ہمیں مقدم ہو
 جون صدا نکلا ہو جاے خانہِ بخت سے
 بات لائے ہو تم بھلی ایسی
 لگ جاؤں اب گلے سے مکافات کے لیے
 جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
 معلوم ہوا دردِ دین آنکھ لڑے ہو
 یونہی خدا جو چاہے تو بند یکا کیا چلے

<p>اُس بی وفا کے آگے جو ذکر و فاعلی ایک تو یار ہی اور تہہ طرح دار بھی ہی گر صبا کوے یار میں گزرے دن بہت انتظار میں گزرے ای عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے</p>	<p>کہہ بیٹھو نہ درو کہ اہل وفا ہونیں دل بھلا ایسے کو ای درو نہ دیکھے کیونکہ یہی پیغام درد کا کہنا کون سی رات آن پلے گا روندے ہی مثل نقش قدم خلق یاں مجھے</p>
<p>در لیغ تخلص سید زین العابدین از بنائے سیف الدولہ سید رضیخان بہادر بہت مصلح سخن از شاہ نصیر گشتہ از خیالات اوست</p>	
<p>یون وہ بولا دیدہ تر دیکھ کر دوچار کے</p>	<p>دو بتے مجھ کو لفظ آتے ہیں گھر دو چار کے</p>
<p>در ولایت تخلص میر شاہ علی نام شیش لہا الہ دیا کہ از ستارح عالی مقام است و مشہور خواص و عوام میر سید فتحی از فنون رحیمہ کسب کردہ و کتب متداولہ بہر استاد خواندہ بعظمتان شباب شعر سلیقت و مشورہ سخن بامیر نظام الدین ممنون مسکودہ اور بہت</p>	
<p>در ویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا غنی اک شب بھیجے تھے جس گھر میں کبھی یار کو مل</p>	<p>اس مملکت عشق میں سلطان سمجھ کر روز بروز تھے بہن وہاں کے در دو لہو لہو مل</p>
<p>دل تخلص مولوی شمس الدین از صاحبان شکور است و باد امر مالوف و از مناسبت ہی تقور درین بلکہ خجستہ می بودہ اور بہت</p>	
<p>صبح ہوا آئی ہو اور رات چلی جاتی ہو</p>	<p>تیری اب تک بھی وہی بات چلی جاتی ہو</p>
<p>دل تخلص زور آور خان از باشندگان سرکار کول است دیوانے میجر و مشنوی ہاے بتعدد و دار درک بنظر نرسیدہ نو بتے عنایت حسین خان فرزند ایشان و استانی بہک شہزی ایشان رو برو دے نصیر خواندہ بود این شعر راز تذکرہ ہا انتخاب یافت پچہ</p>	
<p>مست پھر اسد مرا ای ناصح جاہل اگر کیا سینے کو وا کسے لگائی آگ گلشن میں فانچہ کو عربستان سے جو زوار آئے ساقی نے جو بلایا مجھے میں نے پی لب</p>	<p>پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کہیں دل کر عیان بہن داغ حسرت لالہ حیرا کی چھاتی پر لائے تربت پر مرے وہادی مجنون کو گل زاہر تجھے خبر ہے حلال و حرام کی</p>

<p>دل تخلص آزاد خان بذریعہ قبول اسلام از آتش جہنم آزاد گشتہ اور راست</p>	
<p>یہ تماشا ہو کہ قاصد کو ملو ہر دو شام</p>	<p>خط کا انعام کیا نامہ و پینام کیا</p>
<p>دل تخلص دیبی پر شاد از ساکنان مرشد کہاواست از افکار راست</p>	
<p>امید وصل اس سے عبث تو رکے ہو دل</p>	<p>جس سے کہ رسم نامہ و پینام بھی ہو</p>
<p>دلتجو سن تخلص بہادر سنگھ کھتری بنیرہ راجہ خوشحال رائے کہ در عہد محمد شاہ بادشاہ از اہل ثروت بود اور راست</p>	
<p>ہون تری جبرین جون ویدہ نگرس حیران</p>	<p>چشم پوشی نگر اپنے نگار سے مل</p>
<p>ولیر تخلص دلیر شاہ نام درویشی بود در عظیم آباد از دست</p>	
<p>چہر بھی یارب وہ کبھو دن رات ہو</p>	<p>یار ہو مے ہو گلے مین بہت ہو</p>
<p>دلسوز تخلص خیراتی خان نام از کردہ افغانہ و باشندگان قصبہ ٹیل و تلامذہ شاہ نصیر جہان آبادیست دور خدمت نواب ظفر یا نجان میگذا روی و دام بشفیل مدام بہر برہی نقل کردہ اند کہ درجے پورا زین عالم نقل کردہ اور راست</p>	
<p>گر اقدس ہون ہی پر تیرے کتا جسوقت سر لپٹا ہیان خزان مین صد موسم بہار رہا طیب کو بھی کئی دن تلک نجار رہا ست کسی اپنے یار سے کہتا روز دو تین چار سے کہتا وہ دن کو رات کہتے ہیں تو ہم تار کو مکھاتی مین پر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہو گی دن مرے کچھ تو میری جان بھرے</p>	<p>ارادہ پائے ہوسی کا تھا اے بیدار گرا جگر فراق کے صد ہون سے لالہ زار رہا تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض وہ تو کہتے ہیں راز دل اپنا اور بیان دل کی بیستہ داری سے وہ منہ زانوں سے ڈھانکے ہیں نوہم پہ بہا دی ہیں سب سمین گے ہم اگر لاکھ بڑائی ہو گی رات تم اس طرف جو آن پھرے</p>
<p>ولکیر تخلص میر حمایت اللہ خان خلف الصدق عالم خان آبا عن جدہ اردو علی نعمتی نہ ملا سرفراز بہت دور فہم و فراست از اقران ممتاز در فن رمل ہمارت خوشی دارد</p>	<p>و لکیر تخلص میر حمایت اللہ خان خلف الصدق عالم خان آبا عن جدہ اردو علی نعمتی نہ ملا سرفراز بہت دور فہم و فراست از اقران ممتاز در فن رمل ہمارت خوشی دارد</p>

ہم تکلیف می نمود این شمار از افکار دوست

یوسف اس کے بھی چھپے پون ہی شیطان پڑے	جس طرح ناک میں دم لایا ہوسر ایہ شیخ
رسوائی مہر کو چہ و بازار نہ ہوتی	دکیر سے تم جیکے سے گر آن کے ملتے

دو لہن تکیم حالش بسان رویش در نقاب است این دو بیت از ان عصمت ماب است

حری کی راہ سے جاتا ہوتا ہوتا دل کا	بہا ہر پھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا
مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہیں	جہان کے باغ میں ہم بھی بہار رکھتے ہیں

دوست تخلص ہمیش معلوم نشد عظم الدولہ و از اہل فرخ آباد فوشستہ از دوست

بقیہ ای دل بیتاب سے سہاگے لی	روشن گریہ مری چشم سے سیلاب لے لی
------------------------------	----------------------------------

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان نام از مردم بنارس است بمناسب ممتاز انگریزی سرفراز ماندہ در ایامیکہ بھراہی روشن الدولہ کو لبرک ناظم جہان آباد بجان آباد آمدہ بود با فقیر ہم در خوردہ این ابیات از دوست

اپنا قصہ ادھر تمام ہوا	اُس کا آئندہ ادھر کلام ہوا
گریبان میں جس دم نہ اک تار ہو سکا	بتاؤ تو دست جنون کیا کرو گے
جون چراغ صبح دم ہم سینہ سوزان سمیت	چلتے چلتے ایک دن دوا نہ بس اٹھ جائیں گے
خاک اُس کے پیچھے آپ کو ہم نے کیا بحث	آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر
پونچے کب آسمان کی گرد و شش	مری سر گشتگی کو دیوانہ

دیوانہ تخلص اے سرب سنگ از مشاہیر شعر است اکثر موز و نان بلاد شرقیہ کب سخن از کردہ از جعفر علی حضرت میر جید علی حیران از اخیلا اند اکثر میل طبعش بہاری بودہ گاہے رنیتہ ہم موزون ہمینو این شمار از دوست

بات کچھ بن نہیں آئی ہوا اب اظہار بغیر	جان پر آگنی ہم مری خاموشی سے
رستم کا کب جگر ہی جو زہرہ پھل بجائے	دل ہر کہ تیری بیج کے آگے سے ٹل بجائے

حشر الذال المعجمہ

ذاکر تخلص مرزا محمد بیگ شاگرد مرزا رستم بیگ شخصی است از جہان آباد اور بہت

چو طر اسلام کو اور کینچ کے تشقہ ڈاکر	طالب کفر ہوا اس سبت عیار سے مل
ذوہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر منصب پیشکاری نظارت حضور والا ممتاز دودہ اور راست	ترے کو ہے من روز و شب ظرا پھر تا یہ ذوق
دوکا تخلص ذکا را اللہ خان نام لکھنوی از اولاد نواب محبت خان بن حافظ محبت خان مرحوم	ہست کہ جلائل ناثر ایشان از غایت مستہار نمازند لہذا نیست در بہت
آہ کس طرح سے اُس پر دہ نشین کو دیکھوں	اُس کے گھر میں تو کوئی روزن دیوار نہیں
دوکا تخلص غوب چند کا تھو دہلوی شاگرد شاہ نصیر بہت روزے با فقیر بر خور دہلوی کثافت	کہ تذکرہ در ریختہ نوشتہ ام ملاحظہ شد از اوست
آسیا جب کہ چلے سر پہ ذکا نیند کسان	ما تھ سے حبسج کے ڈھونڈھے تو آدم کین
پتی جو ابرو سے دلدار دیکھے کیا ہو	کمان کمان چلے تلوار دیکھے کیا ہو
نقش یا خالق گیتی نے بنایا ہمسکو	جسکے قدموں سے لگے اُس نے مٹایا ہمسکو
شرم سے ہو گئی پانی تری دولت سے بن	سوج دریا بھی مری پائون کی زنجیر کو دیکھ
<p>ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی الخاطب بخا قانی ہندی آئینہ طوطی بلاغت بہت</p> <p>دوطوطی شکرستان فصاحت جاوید سحر سبائی ببالایش راست دوا من آتش زبانی از</p> <p>باوقش شعلہ افزا است رنگینی خیالش جلوہ لالہ و گل بنظمی فراہ و شمع فکرش</p> <p>پروانہ وار دل می رہا بید اگر لفظ بنشین در کلاشش آید جانفز از ارقم عیسیٰ بہت و اگر جرن</p> <p>برود رخش گذر و دلکش تر از خوش آمدی شاہزیا ہر مصرعش تیر لیست از ترکش کمان</p> <p>ابروان برجستہ دہریش و شہنہ ایست دلہا خراشیدہ و سرا شکستہ از مدت سی</p> <p>سال بمشق سخن می پرواز و دودر سکار مرشد زادہ آفاق مرزا ولیعہد بہادر علم امتیازی</p> <p>افراز دقت مشقی کہ اورا است دیگرے را دیدہ نشد و معہذا طب و یابس کہ شہوہ بسیار گویان</p> <p>است در کلامش کثیر و جمیع اصناف سخن قدرت تمام دار و بالجلہ از شعراے مسلم و مقرر بہت</p> <p>و باین ہمہ کثرت فکر و جوہر اشعار ہنوز بہ ترعیب و یوان نہ پروا خدہ محبتش گاہ گاہ اتفاق</p> <p>می افتد از معنیات زمان و مملکت در دران بہت</p>	

چاندنی نے شب تجھ بن روپ یہ دکھایا تھا
ہم میں اور سایہ ترسے کو چینی دیواروں کا
مجھ کو شب بھر کی ہونے لگی جون روز حشر
مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا
کے ہر خجرت اتل سے یہ گلو میرا
لبوں پر جان عبت ہی منتظر وہ شوخ کلبیا
تامل کچھ ذوق تپیدن دیکھیے کیا ہو
ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا
لکھے اُسے خط میں کہ ستم اٹھ نہیں سکتا
دل تو لگتے ہی لگیگا حوریان عدن سے
ٹھہری ہو ان کی آنکھیں بیان کل پہ صلاح
مجھ میں کیا باقی ہو دیکھے گا تو ان کے پاس
نہیں تدبیر کچھ بنتی پڑے سر کو شکستے ہیں
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا اُنے میں
خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا چو کتاب میں
وہ جنازے پر مرے کسوقت آئے دیکھنا
ہاں تامل دم ناوک فگنی خوب نہیں
اُس حوروش کا گھر مجھے جنت سے ہی سوا
دیکھا دم نزع دل آرام کو
عبت تم انار کا وٹ سے منہ بنا دی ہو
کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہم نے
تو جان ہی جہاں ہی اور جان ہی تو سب کچھ
رخصت ای زندان جنون زنجیر دکھ کر کاہی ہو

مجھ کو ماہتابی پر دھوپ میں ٹھپا یا تھا
کام جنت میں ہو کیا ہم سے گنہگار دھکا
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینو لگا
پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا
کئی جو مجھ سے کرے تو یہ لہو میرا
اگر چہلم کو بھی آیا تو ہم جانیے آبا
کہ آتے آتے کب کب کر نیکانین قاتل کو دھبنا
زخم پر قسمت سے میری کار گر اچھا ہوا
پر ضعف سے ہاتھ نہیں قلم اٹھ نہیں سکتا
باغ ہستی سے چلا ہوں مایہ بیان چھوڑ کر
ای جان برب آمدہ تیری ہو کیا صلاح
بدگمان وہم کی دار و دہنیں لقمان کے پاس
نہ دل چھوڑے گا سگوار نہ ہٹھل چھوڑ سکتے ہیں
ہو فاپوچھے ہو کیا دیر ہو لجانے میں
کیا جانے لکھ دیا اُسے کیا اضطراب میں
جب کہ اذن عام میرے اقرار کئے کو ہیں
ابھی چھاتی میرے تیرے نہ بھی خوبی نہیں
پروان رقیب ہو تو جہنم سے کم نہیں
عید ہوئی ذوق و لے اشام کو
وہ لب پر آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو
ورنہ ہی زسیر تو ہر طرح گوارا ہم کو
ایمان کی کینکے ایمان ہی تو سب کچھ
مردہ خار دشت پھر تلوار کھلا ہے ہو

کون وقت ای دای گزرا جی کو گھبراتے ہے
وہ نہ جاگے رات ہو کندہ سے سخت غمت کی
قطرہ قطرہ آنسو جس کی طوفان طوفان شدت ہی
قسمت برگشتہ دیکھو ایک نگہ کی تھی ادھر
زخمی مین ہوا ہون مری زردیدہ نظر سے
وہ اپنے سینہ مین ہی آہ آتشین ای دوق
نگہ کا دار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
الفت کا نشہ جب کوئی مر جائے تو جائے
کہتے ہن لوگ موت تو سب جلدے جلدے ہی
ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن مین اپنے
زخم دل پر کیوں مرے مریم کا استعمال ہی
بوشش گریہ کا مرے تم کچھ پوچھو ماجرا
زبان پیدا کروں جوں آسیا سیتے مین سگانہ
فلک کیا فتنہ ساز مین ہو بہر چشم فغان سی
بہان تک نہ تو ان مین ہم گذر جائیں اگر جان سے
اسی باعث سے دایہ طفل کو ایون دی ہی
صراط عشق پر از سبک ہی ثابت قدم میرا
سو ذیون کو حق نہ دے تجھین کہ تالوین بلا
ای غم مجھے تمام شب مجھ مین نہ کھا
بل بے غور سن زمین پر رکھے نہ پاؤں
نہ ہو آب شہادت سے گھو تر نہ ہوا
جکے مین خاک ہو اتو بھی رہا دل مضطر
ذوق پیار محبت ہی خدا خیر کرے

موت پڑتی ہی اجل کو بیان تلک آتے ہے
بج گیت آخر کج زنجیر کھڑکاتے ہے
پارہ پارہ دل ہی جس مین تودہ تودہ حسرت ہی
سو بھی آکر تا سیر مرگان جیاسے پھر گئی
جائے کا نہیں جو مرے حرم جگر سے
کہ برق دیکھے تو فی النار و السقر ہو جائے
چلی تھی بر چھی کسی پر کسی کے آن لگی
یہ درد سہا لیا ہی کہ سہر جائے تو جائے
پر میرے پاس او سے بھی کوئی کھائے جلدے ہی
کر کے مین ضبط ہنسی دیکھو ہون ناخن پڑی
مشک اگر منگا ہی تو کیا نون کا بھی کال ہی
چادر آب روان منہ پر مرے رومال ہی
دہن کا ذکر کیا یان سر بھی غائب ہی گریبانہ
گرا تھا یہ بھی اشک سر نہ آو اوسکی مرگانے
اٹھائے مور لاشہ کو ہمارے دست مرگانے
کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوران سے
دم شمشیر قاتل پر بھی خون جاتا ہو جم میرا
عین حکمت تھی کہ معدوم لہر عرق بنے
رہتے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے
مستعد جب وہ ہوا ہمارے تو خیر نہ ہوا
یہ وہ سیاب ہی کشتہ نہ ہوا پر نہ ہوا
کہ یہ آزار ہوا جسکو وہ جان بر نہ ہوا

اوس نے مارا رخ روشن کی دکھا تاب مجھے
کل جہان سے کہ اٹھالائے تھے احباب مجھ
مین وہ مجنوں ہوں کہ مجنوں بھی ہمیشہ خط مین
بے یار روز عیب شب غم سے کم نہیں
دیتا ہی در چرخ کسے فرصت نشاط
پی بھی جاذوق نکریش و پس جام شراب
جھک اُس بوسہ و دندان نے پس از بوسہ لب
تری کو چہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
نگہ کیا اور مرثہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے
ستم کو ہم کم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
ہر اک گردش میں سوا انداز ناز و الفت نہ سمجھے
ندی رخصت نظر کو میری جانب کیوں لغاف سے
حساب صلا نہ پوچھے مجھے میرے دل کی زنجیر کا
سجھ ہی مین نہیں کئی ہو کوئی بات ذوق اسکی
تصو کس طرح بھولے ترا اس چشم گریان کو
بکابل کس طرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
دانہ خرمن ہی ہمیں قطرہ ہی دریا ہم کو
اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہم کو
ہم وہ مجنوں ہیں کہ دل اپنا ہی صحرایم کو
کس سے تدبیر دستی ہو ہماری جون زلف
جا بجانام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا
اثر کفر ہو طاعت سے بھی اپنے پیدا
اپنا ہی کعبہ مقصود فقط کو صبر دل

چاہیے جلے کفن چادر مہتاب مجھے
لے چلا آج وہین پھر ول بیتاب مجھے
قبلہ و کعبہ لکھا کرتا ہے العتاب مجھے
جام شراب دیدہ پر غم سے کم نہیں
ہو جس کے پاس جام وہ اب جم سے کم نہیں
لب پہ تو تیرے دل مین ہوس جام شراب
ویے نقل نکمین چند پس جام شراب
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
اسے تیر قضا اُس کو پر تیر قصا سمجھے
اور اس پر بھی نہ سمجھے وہ کو اُس بت سے خدا سمجھے
فلک کو ہم نسی کا فر کی چشم سرمہ سا سمجھے
اسے بھی آپ کیا میرا ہی نجات نارسا سمجھے
حساب دوستان در دل اگر وہ دل ربا سمجھے
کوئی جانے تو کیا جلے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
نکا لے پھر رہتے مین کوئی کیا گھر سے نمان کو
نہ پیکان دل کو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکا کو
آنے ہی حزمین نظر کل کا تماشایم کو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہم کو
اور جون خیمہ لیلا ہی سویدا ہم کو
کرشکستون سے بنایا ہی سراپا ہم کو
خاک گم ہو کے گیا ڈھونڈنے غنقا ہم کو
نقش سجدہ کا ہی پیشانی پہ ٹیکا ہم کو
طوف گرداب صفت چاہیٹا پناہ ہم کو

ایک دم عمر طبعی ہر بیان مثل حباب
اک حلاوت ہر عداوت میں بھی اُس ظالم کی
ذوق بازی گہ طفلان ہر سراسر سیر زمین
مرتے ہیں ترے پیار سے ہسم اور زیادہ
گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہسم آغوش
اُس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
ہیں ترے رشک خطر خسار سے
شرح فرط حسرت دیدار سے
بعد مردن بھی خیال چشم قمان ہی رہا
میں ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
پانوں کب نکلا رکاب حلقہ زنجیر سے
کب لباس دنیوی میں چھپتے میں رو شخصیر
آدمیت اور شرمی ہر علم ہر کچھ اور چیر
سبکو دیکھا اُس سے اور اسکو نہ دیکھا چون نگاہ
آگے زلفین دلیں سب تہین اور اب نگھین تی ہی
حلقہ گیسو میں دیکھی کس کے خسارہ کی تاب
مجھ میں اُس میں ربط ہو گیا رنگ بوے گل
دین و ایمان ڈھونڈتا ہر ذوق کیا ہوتی تین
می ملا کر ساقیان سلامی فن آب میں
زلف نہی دش کو دھوے گردہ پرفن آب میں
چشمہ آئینہ میں کب تر ہوا باسے نگارہ
پھر تا ہر سبیل حوادث سے کوئی مرد و مکار
نصبت صافی دلون سے ہون کد رتیر و دل

شکر امروز ہر ذوق ہر عزم فردا ہمسکو
کہ دیا زہر بھی جو اُس نے تو میٹھا ہمسکو
ساتھ لڑکون کے پڑا کھیلنا گویا ہمسکو
تو لطف میں کرتا ہر ستم اور زیادہ
گھبرانے لگا سینہ میں دم اور زیادہ
پیدا لب افعی سے ہو ستم اور زیادہ
دل میں آئینہ کے جو ہر خار سے
جو نلک ہر کم نہیں طو مار سے
سبزہ تربت میرا وقف غزالان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میرے عشق بچان ہی رہا
توسن وحشت ہمارا گرم جولاں ہی رہا
جامہ فانوس میں بھی شعلہ عریان ہی رہا
کتنا طوطے کو پڑھا یا پردہ حیوان ہی رہا
وہ رہا آنکھوں میں اوتا نکھوٹ پنہان ہی رہا
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا
شب سہالہ نشین سرور گریبان ہی رہا
وہ رہا آغوش میں لیکن گریزان ہی رہا
آب کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا
کرتی ہیں جادو سے اپنی آگ روشن آب میں
ہووے جاتے موج پیدا مار بہر آب میں
اس طرح جاتے ہیں دیکھا یا کدہن آب میں
شیر سپدھا تیرنا ہر وقت فتن آب میں
زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہر آہن آب میں

اب بھی گریہ سے نہیں فرصت مجھے فوارہ واپاس
 طاس قلیان میں رکھا ہو اس نے ابرودہ کو
 دیکھنا آبی ڈوبٹہ منہ پہ اس کے دمخت خواب
 میں وہ ہوں تفتیدہ دل کر جائی اک پالو چہ
 یوں رہا میں زندگی بھر شہ دیدار یاز
 سایہ سرد چمن تھیں ڈراتا ہے مجھے
 وعدہ ہے آئینک اس کے ابر کھل جائے تو آئے
 خطا کو ہم لکھنے چہ بیٹھے آنکھ سے اڑے یہ شک
 تیر چٹکی میں لیا اس نے پی جان عدو
 نام سیر اس کے مجنون کو جنبھائی آگئی پ
 مجھ کو ہر شب بھر کی ہونے لگی جون روز عشر
 لے کے آئینہ جو زنجیری حسن کی اپنے بہار
 حسن سے ہوتا دل آہن بھی گرم اختلاط
 موت اس کو یاد کرتی ہو خدا جانے کہ گور
 رات کو اس کو ذوق اس کی نوک مرگان خیال
 زندہ تو ڈوبے ہو اور تیرے ہی مردہ آب میں
 مت لگا اسی عشق دل کے آبدہ پر نقش غم
 باندھ دے ناقد کی گردن میں نالائقیں
 کہاں تلک کہوں ساتی کہ لا شراب تو دے
 کھلے ہر ناز سے گلشن میں غنچہ نرگس
 بلا سے آپ نہ آئیں پر آدمی ان کا
 صبا گو لے میں ہو کشمکش زلف کی خاک
 بلا سے کم نہو گریہ سے میرا سوز جگر

گو کہ میں ڈوبا کھڑا ہوں تا بگردن آب میں
 ڈوب مر رو رو کے تو اسی ابرہیں آب میں
 برج آبی میں ہو سے ماہر روشن آب میں
 گر ٹری گر ذرہ سیری خاک مدفن آب میں
 جیسے سستی کا دم بہتا گردن آب میں
 اژدہا بن بنکے شب ایشک گلشن آب میں
 ڈالتا ہوں دم بدم اٹھ اٹھ کے رخن آب میں
 بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشفق سن آب میں
 رشک میرے دل میں کیا کیا چکیان لینے لگا
 بید مجنون دیکھ کر انگڑاں لینے لگا
 مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسان لینے لگا
 اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دھان لینے لگا
 شمع کی ٹکڑی جب بندھ میں زبان لینے لگا
 یوں ترا بیمار غم جو چکیان لینے لگا
 تن پہ ہر سوسے مرے کا رنسان لینے لگا
 بوجھ شاید جسم کا کم ہی نفس کے بوجھ سے
 ٹوٹ جائیگا یہ گنبد اس کے بوجھ سے
 بوجھ کم ہو اس کا اویلی جیس کے بوجھ سے
 ندے تو حام ڈو کر کوئی کباب تو دے
 ذرا دکھا اسے بوجھ نیم خواب تو دے
 تسلی آکے مجھے وقت صطراب تو دے
 کہ بعد مرگ بھی معلوم پیچ و تاب تو دے
 بچھا پر اسکی ذرا آتش عتاب تو دے

نشہ میں ہوش کسی جو گئے صاب کرے
جواب نامہ نہیں گرتو رکھ دونامہ یار
رکھے ہر حوصلہ دریا کب اہل بہت کا
خنک دلون کی اگر مشت خاک دفرخ میں
ہو بچ رہون گا سر منزل فنا ایذوق
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی
دل صاف ہو تو چاہیے منے پرست ہو
دولت کی رکھ نہ مار سرگنج سے امید
غفانے گم نشان کیا نام کے لیے
یہ ذوق ہے پرست ہی یا ہی صنم پرست
شوق نظارہ ہی جب سے اس رخ پر نور کا
نزع میں بھی دھیان تھا اس نرگس مخمور کا
دادی ظلمت میں اپنے دخل ہو کب نور کا
تیرے کو چہ میں تن لاغر ترے رنجور کا
میں وہ ہوں بچہ جس کو دیکھتا ہر وقت بچ
اس نزاکت پر نظر کرنا کہ وہ رشک پری
دل کا یہ احوال ہو غم میں ترے احوست ناز
حق تو یوں ہی یہ امانیت عجب غماز ہے
عشق کے مکتب میں ہو فرما دسب ہی تیر تو تن
جھانکتے ہیں وہ ہمیں جس روزان دوار سے
کھینچے مانی اس پر کی کون کہ تصویر گفت
تو ہو بعد از مرگ بھی گرا ہی محبت و ستیگر
عشق نے ڈالی تھی جب قصر محبت کی بنا

جو تجھ کو دینے ہیں بوسہ بلا حساب تو نے
جو پوچھیں قبر میں عاشق سو کچھ جواب تو نے
نہیں یہ اتنا کہ بھر کا نہ حساب تو نے
پڑے تو واقعی ایک بار اک داب تو نے
مثال نقش قدم کرنے پا تراب تو نے
حورون پر مر رہا ہی شہوت پرست ہی
آئینہ خاک صاف ہی صوفت پرست ہی
سوزی وہ نے گا کیا کہ جو دولت پرست ہی
گم گشتہ کون کتنا ہی سرت پرست ہی
کچھ ہی بلا ہے لیک محبت پرست ہی
ہی مرا مرغِ نظر پروانہ شمع طور کا
مجھ کو شربت میں مزا آیا مری نگور کا
ہر ایک شعلہ سا ہی سو بھی چراغ دور کا
ایک غبار نا توان ہو کا روان مور کا
دیدہ حسرت سے حلقہ جو ہر سا طور کا
بال بھی بانڈے جو سے پر تو زلف حور کا
جیسے مرجھا یا ہوا دانہ کوئی انگور کا
قصہ ہو بچا بازبان وار پر منصو رکا
تین دن چائے اگر تو یذسیری گور کا
داسے قسمت ہو اسی روزن میں گھر زنبور کا
جمع ہو جب تک نہ رنگ سرخ ردی حور کا
استخوان سے جو مرے دستہ تری سا طور کا
لکھ دیا تھا کہ کن بھی نام ایک مزدور کا

بل بے وحشت اب تلک بھی شاخ آہو کی طرح
ذوق راہ عشق وہ کوچہ جس کی خاک تین
شمع نازان نہ ہوا ک رات بہا آنسو گرم
مہر دشن بل دترہ جو حسن جہاناب کی تبا
دست خود شہد کی عیش سے سپر جانے چھوٹ
دل عاشق کے جلائے کا ہی سارا سلاسل
کو نسا سوختہ جان صبح سے ہو گرم فغان
ہم تو سنتے تھے سدا کل جموع بار د
قبرین عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہی
ہم نے جانا تھا کف پائین تھارو خال ہی
ابر برسوں رو چکا پر سوز غم سے اب تلک
میرے دو عہد سے یاں تک زمانہ ہی سیاہ
دل میں شکل یا رکب آئے نظر بے مضطرب
میں وہ مجنون ہوں کہ میرا کاغذ تصویر بھی
جیسے ہر دل میں کسی کی نوک خراک کی خلش
دل پہ ہوں گرداغ سوزاں عشق میں کو کہن
کھاؤں میں بیڑا جو اس بن کہ نہ دل بکڑے نہ
ہن جہاں مدفن تھارے کشنگان ہذا کو
شوخ قاتل کو مرے کیا چاہیے ہر رنگ پان
بسکہ ہی نور و ناپا اکتاپ بادہ سے
کھل گیا مضمون شکست دل کا بن بھلا کے پڑو
ہو اسیران محبت کی بلا سینہ میں گ
روز عشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہتین

تج کھاتا ہی دھوان میرے چراغ گور کا
ہر درناج سلیمان بیضہ بیضہ سور کا
برسون یاں چشم سے ٹپکا ہی مری لو ہو گرم
خ سے گرم آئینہ ہوا آئینہ سے ناز و گرم
کھینچ کر تج کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم
بہنی شعلہ ہی تری رنگ بھوکا رو گرم
کہ ہوا آتی ہی کوچہ سے ترے گلہ دو گرم
ذوق ہوتا ہی وہ کیوں ہو کے ترش بار و گرم
لوح بالین پر بھی لکھا سورہ زلزال ہی
لیکن اب دیکھا سویدک دل پامال ہی
خاک میرے ڈھیر کی اڑنے میں جیو رال ہی
آفتاب آسمان رنگی کے منہ کا حمال ہی
قلعی سیاب بن آئینہ بے مثال ہی
مثل عیدی باعث خوشنودی طفل ہی
نشر زہور توتن پر حرے جو بال ہی
پھر تو خسرو کا بھی گنج سوختہ کیل ہی
چو رنگ پان ہی وہ مجھ کو شیر کا سا بال ہی
نخل کجا بید مجنون ہی وہاں یا حب ل ہی
خون اعجاز مسیحا سے لب اس کا لال ہی
دور سا غرہ کو ساقی گردش یکال ہی
نامہ بر کا اس قدر اپنے شکستہ حال ہی
شعلہ جو الہ سان طوق گلہ تک لال ہی
گر ہی اسی ذوق طول نامہ اعمال ہی

موسے سر ماران سید کا ایک سر اسر لشکر ہی
 آبلہ ہائے سینہ جو خیمہ سے دیکھائی دیتے ہیں
 ہووے دل مظلوم ہمارا کیوں نہ ہنڈشت بلا
 کعبہ تو بہ خدا ہی رکھے آج کہ جوش برہنیں
 میں وہ شاو کشور غم ہوں یار جسکے ساتھ سدا
 گاہ ہجوم یاس میں ہو دل گاہ ہجوم حسرت میں
 خال چشم جانان کا خرگان سے بھل دیکھ تو
 ہووے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھ ابھی
 میں بھر سے مرنے کے قرین ہو ہی چکا تھا
 جینا نظر اپنا ہمیں صلا نہیں آتا
 وہ کون ہی جو مجھ پہ تاسف نہیں کرتا
 کیا قہر ہی وقفہ ہوا ابھی آنے میں اسکے
 دل بقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہی
 کرے ہی شرع کا پاس نہک مدام شراب
 یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کاسیمید
 بہار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج
 فرقت کی رات جی چلے ہم تازمان صبح
 پر نور ہی تراخ سین بان صبح
 اب میکہ میں شام کو نا قوس چھوٹکے
 ریش سفید شیخ میں ہی ظلمت قریب
 ہی زلف تیری سنبل صحن چمن کی شاخ
 چمن سے بعد ہیں جبریں سین و تان قفس
 پر کرتے کو جو صیاد نے چاہی مقرض

مانگ جو ہی ایک مار سفید اس لشکر کا سر لشکر ہی
 مزرع دل پر سیری بڑا کیا غم کا اگر لشکر ہی
 دریا اسکے شامیوں کا وہ زلف معبر لشکر ہی
 ایک صحاب الفیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہی
 جوش ہشک کی دولت سے چون بوج سمندر لشکر ہی
 ہی یہ مرد سپاہی پیشہ پھر تاشک لشکر ہی
 اور تاپشت پہ بھلی کی کیا لیکے سکندر لشکر ہی
 ہونا گرد اسلا میوں کا چون بھگوہر لشکر ہی
 تم وقت پر آپہنچے نہیں ہو ہی چکا تھا
 گر کج بھی وہ رشک سیما نہیں آتا
 پر میرا جگر دیکھ کہ میں آف نہیں کرتا
 اور دم مرا جانے میں تو قف نہیں کرتا
 دینا کے زرد مال پہ میں قف نہیں کرتا
 حرام ہی نہیں لیکن نہک حرام شراب
 شروع دیکھ کے تکیہ مہ صام شراب
 کہہ اسی طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج
 ہو گی اذان گو رہ ساری اذان صبح
 آنکھیں ہیں تیری مست صبحی کشان صبح
 مسجد میں مدون رہی تسبیح خوان صبح
 اس نکر چاندنی میں نکر ناگمان صبح
 قطرون سے پر عرق کے بنی یاسمن کی شاخ
 قفس میں بند ہیں ہم مثل نایاب قفس
 ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

ہوتا ہر حق میں مری مطلع آہی مقرر
ناخن شیریں چرخہ دم ماہی مقرر
لفظ قلق کی طرح سے ہون ہیں رہا قلق
ہوں اس طرح جہاں میں کہ گویا نہیں ہوں
مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہوں
میں ہوں تنہا را سایہ جہاں ہم دہن ہوں
آہن کی طرح آگ میں بھی لالہ رنگ ہوں
مغل میں آس کی میں کوئی چو سکرنگ ہوں
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
مگر زیارت دل کو بون کہ بے وضو کرتے
تو گل کھو نہ تنہاے رنگ دلو کرتے
مقابلہ میں جو ہم تھم کو رو برد کرتے
اٹھیں گے خواب سے ساتی سبوسو کرتے
تمام عمر گزر جائے جستجو کرتے
پھر زلف بنے وہ دست ہویا جبین اٹھ کر آتش ہو
دریا پر سی حباب کے شیشہ میں بند ہو
اوجھ سکتا ہو کوئی برق کے بھی خار و اسن سے
اگر دن و سنا میں گر ہو عطا ایک تار دہن سے

نام فریاد سے ہوتے ہیں جگر کے ٹکڑے
جگر و برین ہر ہر اک کو ہوس قطع و بربر
پھر کرا دہر آؤ جس بھی نہ اپنا گیا قلق
غفلت کی طرح خلق سے غفلت گزین ہوں
اس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہوں
میں وہ نہیں کہ تم ہو کمین اور کمین ہوں
میں وہ شکستہ دل ہوں نہ دوزخ میں نہ گاہوں
جو ہر سو پہلے میرے اٹھانے کی منت کریں
مزے جو موت کے عاشق بیان کچھو کرتے
غرض تھی کیا تو تے تیر دن کو آب پیکانے
اگر یہ جانتے چن چن کہ ہم کو توڑیں گے
نہ رہتی یوسف کنعان کی غول بازار
یقین ہر صبح قیامت کو بھی صبحی کش
سراغ عمر گزشتہ کا کیجیے گزشتہ
جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہو لکڑی لکڑی
پوشاک آبی آپ کو گر دل پسند ہو
لگی اس شعلہ خوکے کون مجھ سا زار و اسن سے
لگتا ہو اس تنہا میں میری ہر خار و اسن سے

دوقا تخلص ذوقا شاہ نام از اہل بنارس در دیشی است سر و پا پر ہنہ رخت بہ میرٹھ
ہم کشدہ اور است

نے بام کی ہیں زیب نہ زینت کسی در کے
ہم باٹ کے روٹے ہیں اور ہر کے نہ اوس کے
ذوق تخلص ذوق بام نام از مراد آباد است نسبت شاگردے بندگی مددی علی وار و
بسر واد قافش بطرف وختن است گویند در موسم ہولی کہ زمان عشرت ہستہ بان است

تقلید فرمودی نوا یان در کوہ و بازار اشعار می خواند اور است	
ملنے سے تصور میں کچھ کلمہ نہ مزا دیکھا	گروہ ہوا اُس کی تصویر ہی اور میں ہوں
دوئی تخلص المعروف بشاہ ذوقی درویشی است از لکھنؤ اور است	
اپنی یہ چاہ اُس کی وہ صورت	ای عزیزو ہنگامہ سیکھے گکا
رکھ ہاتھ وہ قبضے پر برہم ہو لگا کنی	اب تو ہی ترا سر ہی شمشیر ہی اور میں ہوں
حرف الراء مسمیۃ	
راقم تخلص غلام محمد در اکثر خطوط دستگاہی دارد بفارسی دانے ہم معروف از دوست	
بس کر اچکے عاشقی مری جان	غصے سے ترے جوڑ گئے ہم
جب میں نے کہا تم نے ملاقات اُڑادی	تو اُس نے ہنسی میں یہ مری بات اُڑادی
راقم تخلص بندربان نام بعضہ اور از بابتدگان متھرا بعضہ از سکناے جہان آباد نوشته اند و نظر بر اسم و ترشش می توان پذیرفت کہ از اہل متھرا باشد تلمذے اطفال کردہ اند یکے شاگرد مرزا منظر ویکی تلمیذ مرزا رفیع سودا و نوشتہ بہر حال شمار گوش کیندہ این قصہ بحث فراموش	
مری بد شرابیوں سے کرین تو بہنگساران	رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یا ران
یا ن تلک قبول خاطر کیجے تری جفا کو	تا سبب کین کہ راقم رحمت تری وفا کو
راقم تخلص مرزا سبحان علی بیگ نام ایرانی نژاد است و مولدش جہان آباد دہلی با انشاء اللہ خان بر طرف فتادہ و ابا جے رکیک گفته از یاران سعادت یار خان گین است اور است	
رشتک چمن جو اٹھ گیا آج چارے پاس سے	پنے بزرگ گل یہاں اُڑ گئے کچھ واس سے
منہ دوپٹے میں چمپا یا اُس نے	دل کو پردے میں لہجیا یا اُس نے
راقم تخلص رفعت احمد نام سلسلہ نسبش بہ شیخ احمد شہرہ مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز میرسد و مولدش لکھنؤ و سکنش رام پور شاگرد و تلمذہ نجف بخش جرات	

بارہا بدلی رسیدہ و طریقہ رضیہ صوفیہ از غلام علی شاہ یادگرنفہ در صنائع لفظی بسیاری کوشش اور است	
یکسی مرگان کی آہ یارب پھرے ہن بزم ہاگزیر	اک شکل غربال پڑ گئے ہن ہزاروں وزن ان جگرین
راسخ تخلص غلام علی نام درویشانہ میرنیشی در سنہ یکہزار و دو صد و پہل فوت شد اور است	
دشمنی در پردہ کی ای و ای تم نے کیا کیا	آپ تو پردہ میں بیٹھے اور بہن رسوا کیا
اب اور لگا ہونے ایجا و گلستان میں	راؤن کو لگا رہنے صبا و گلستان میں
راجہ تخلص راجہ بہادر فرزند راجہ شتاب رائے ناظم صوبہ بنگالہ اور است	
یہ رحم دل ہمارے مرہم تلک نہ پوچھے	ہم اون تلک نہ پوچھے وہ ہم تلک نہ پوچھے
رجا تخلص شخصی است تجھول الحال از کلام اور است	
مرد کی شب کو آنے کی بیان دھوم دھام ہی	بہتر ہزار صبح سے یہ اپنی شام ہے
رسا تخلص یکے از خانوادہ اسیر تمور است اور است	
ہم بھی ہن رسا دقت کے یا ان اپنے سیدان	ہن قید میں ہر ایک پری زاد ہمارے
رسا تخلص مولوی علیم الدین از سکنا سے ضلاع شری پورہ اور است	
کب جو صلہ تھا دل کو شکر کی چاہ کا	خانہ خضر اب ہو نگہ رو سیاہ کا
رستم تخلص سید رستم علیخان متوطن جالندھ کہ من مضافات سرکار سہا پور است از بنابر لوا اب عبد اللہ خان فرخ سیری است اور است	
کب ملک ہجری دن دیکھیے ہم دیکھیں گے	استین اشک سے ہر رات کو غم دیکھیں گے
رسوا تخلص آفتاب رائے نام جو ہری پسری بعد محمد شاہ سر بر سوائے بر آوردہ کوچہ کوڑ بیابان تو ردی بودہ و می بے شغل بادہ نمی آسودا ز لب رغبت دم مرگ حضار یالین را وصیت کردہ ہو کہ از شراب شست و شویں کنند گویند بچان کردند از جامہ انداسن بوسے نمی آمد الہدۃ علی الراوے اور است	
کوئی جا نہیں زمین پر کہ شکون سے غم نہیں	رسوا بھی اس زمانے میں مجنون سے کم نہیں
وصل میں بخود رہے اور ہجر میں بیتاب ہو	اس دوائے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے

رضا تخلص کی ازاہل رام پور است اور است	
اب کوئی لفظ میں مجنون پہ بلا آئی ہے	جس ناتھیلی کی صدا آئی ہے
رضا تخلص میر رضا علی طغرانیس ازاہل لکھنؤ است از دست	
ہر ت ناز جو کل سینے کا صندوق ہوا	تیر جو دل میں لگا سولب معشوق ہوا
ست پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی	ایک دل تھا سوکھ بیٹھا ایک سری سوسودائی
رضا تخلص حمید الدین حلف حکیم کلوی چاند پوری است اور است	
آہ کیا دن تھی کہ ہم ساتھ تری ای کلر و ق	وہ قدیم صحن خیابان میں چلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہی کہیں چپ کے تری کوچ میں	ہن گنہگار جو دیوار تلے بیٹھ گئے
رضا تخلص میر محمد رضا از سالکان عظیم آباد است پرتوی از میر ضیا یافتہ و در غفوان جوانی پورع و زہد گراں آئیدہ از فکر است	
اس کا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے ای فلک	حسن روز افزون وہاں یان عشق شور افرا دیا
رضا تخلص مرزا جیون ابن مرزا جان از ملائذہ میر نظام الدین ممنون ازاہل امین دیار است و صاحب دیوان بابر اقم تعارف داشتہ چند سالست کہ فوت کروا ورا است	
بھارے وصف و نڈان میں یہ بھی شعر ہوئی ہیں	کہ گویا رشتہ مضمون میں موتی پروتے ہیں
غیر سے گرم اختلاط ہو وہ	ہم بھی سٹختے ہیں اور جلتے ہیں
کون سے وحشی کی اسکو ہتھ دے یا دآہ	سنگ سے اب تک بھرا جو دامن کُسا رہی
رضا تخلص میر محمدی سید است از لکھنؤ و از تلامذہ میر ضیا است اور است	
نقش شیریں کاٹے پتھر سے پر اس کا خیال	یہ نہیں ممکن کہ جاوے خاطر فرما دے
رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ ازاہل شاہجہان آباد و از امرائے والا نہاد بدانتگی مساکن اثنا عشر یہ معروف بود چند روز است کہ این جہان گداز را گذاشت با فقیر ہم تعارفی داشت او است	
مرے قتل کرنے میں دو قائدے ہیں	ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا + +
بن عشق آدمی کی ذرا شان ہی تہین	جبکو نہوے عشق وہ انسان ہی نہیں

دیکھ ملک شمع کو عاشق کے ستارے والے	اکس طرح جلتی ہیں اور ون کے جلاتے والے
رضی تخلص مرزا رضی خان بنجم از مراے لکھنؤ است و سطر قریباً با نواب وزیر الہام ملک دلدو مشہوری ایللی و مجنون بزبان ریختہ از خامہ اش تراویدہ بنظر نگار شستہ اور است	
دل کی طالب ہو اور رشت ہو جان کی	یہ ہم یہ مہربانی ہو اس مہربان کی
رغبت تخلص میر ابو المعانی ساکن لکھنؤ است از فکر تادوست	
یاد ہو راتوں کو چھب چھب کے وہ گانا اپنا	چنگیان سیرے وہ لے لے کے جگانا اپنا
رغبت تخلص شخصی است از اہل مراد آباد از ناسن اطلاع دست بھم نفاذ این بیت از وثبت افتاد	
جسکو اپنی نین پر داسے جگر سوزی کچھ	اوسکی ہر بات پہ کیوں جیکو جلاتے پھرے
رفیق تخلص مرزا سدید از مردم دہلی و تلامذہ تنار اللہ خان خرق است بزم مشاعرہ می آراست اور است	
رہمن رہے گا داغ دل عاشقان دم	ہو گا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل
ہیبتا گرے ہم نہ آئے پھر زمین سے	مانز نقش پا ترے کو چہین مرٹے
رفیق تخلص امین اللہ از فکر تادوست	
رہ عشق کی کج و بدیچہ میں جو رفیق تھے سوجدا ہو	مگر ایک نالہ آہ کو مری دم سے جسفر می ہی
رفاقت تخلص مرزا ملکین نام از تلامذہ جرات است آٹھ از شباب عمرش بانجام رسید از دوست	
وان کیوں کر روئے کہ نادہی جہان یہ ہو	ز انو پر سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی پ
برسون کی ایک دمین رفاقت جو چھوڑ دی	کیا ایسی زندگی کا بھر و سا کرے کوئی
رفیع تخلص رفیع الدین خان از شیخ زادگان لکھنؤ است بہ مراد آباد آمدہ و بزیارت حرمین شریفین رفتہ اور است	
ناواون کے ستارے سے حذر کر ظالم	عشق بھی آہ سے منظم کی ہل جاتا ہو
رفت تخلص مرزا قاسم علی صلش از مشہد مقدس و یکے از بزرگان شکر شیر سکونت درزیدہ دوسی درین بلکہ متولد شدہ بہ لکھنؤ مشافقتہ و کسب سخن از جرات ساختہ اور است	

خط وہ نیچے رقیب کا لکھا ہمارے سامنے ست ابر بار بار برس چھٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی دیوار گلرخان کا سایہ مگر ٹرا ہی	یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا جو ہم سے ہو سکے تجھے نو ہزار برس اللہ بچاڑے نہ بنی بات کسی کی زاہد بتا تو مجھ کو طبع میں شلخ کیا ہی
--	---

زنجبیں تخلص سعادت یار خان خلف محکم الدولہ نظام سپیک خان لکھے از مستنون
سپاہری آگاہ است اکثر بلا در اہکام سیاحت پیوودہ و درایام جوانی عشقا در زیدہ مرد
خوش صحبت و خوش اختلاط است با پیرانہ سلاطین ظرافت الطبع تمیز شاہ حاتم
است چند دیوان با اصناف سخن نظم کردہ و آنرا در مجلدی فراہم آورده نورتن نام کردہ
چون دواوین دیگر بینی برہزل در نجی وغیرہ است کہ ایراد آن باین ذخیرہ نمی سازد
بنابران از دیوان ریختہ و بختہ بدقت تمام این ابیات گزیدہ شد بعد بپایان آمدن
این تذکرہ عمرش بسر آمد و کان ذلک فی شہر جادوی الثانی سنہ ہزار و دوصد و پنجاہ
و یک ہشتاد و سال زندگانی کرد و از غرائب امور آنکہ می گفت درین سال رحلت
بعدم آباد می کشم چون سبب پرسیدہ آمد گفت سالہا است کہ بخواہم مصرع
تاریخ فوت خود بر زبان آمدہ کہ درین سال از انجہا نے شدن من خبر میدہد قصہ شاہ
حاتم کہ شاعر مشہور است و استاد او بود و نقل کرد کہ ہمہ برین نظم ایشان را اتفاق افتاد
خلاصہ چہچنان دیدہ شد و راست

بسم تو ہم کہ دیگر ثابت گناہ کیلے غرغند اپنے مطلب بیکر کھے جو کام ای رنگین کھینچ لائے جو اسے اس کی شش دل یاں تک اسے ہو شوق کمانی کا ان دنوں میں بہت کیا کرتے ہونا صبح تم نصیحت رات دن جھگو پرند بکا نہیں مقدور جو دان جائے پرانے کر اپنے دل میں تو انصاف میں روٹھا رہوں کیونکہ	گر قتل تجھ کو قاتل منظور ہے بہارا وہ آئے یا آئے میں بلائے میں شین ہستا یارے صد شکر کہ تجھ کو بھی یہ مقدور ہوا یہ طور خوب ہو احوال دل سنائے کا اُسے بھی ایک دن کچھ جائے سچا تے تو کیا ہوتا کیونکہ ترگر ہمارا نامہ بر ہو گا تو کیس ہو گا اگلے میں ڈال کر باہن منانا حیرا یا د آ یا
---	--

قسم ہر ایک عالم کو لڑ لادینا ہوا ہر رنگین
زاہد بتا تو کعبے میں کیا دیکھتا ہو تو
تو نہ گزرے گا جہنم سے تو یار
گھر سے تیرے روٹھ میں جانا ہوں روتا ہر طرح
جو پوچھتا ہوں تغافل سے کیوں جلاتے ہو
دیکھتے ہی ان کو ہو جاتے ہیں شادی مرگ ہم
مسجد میں رہے کعبہ گئے دیر میں بیٹھے
حور و قن کے عوض مجھے آلی
کب مجھ کو بہشت کی ہر خواہش
یہی رونا جو ہے تو ہم رنگین
صلح کو تب آئے اپنے ہم نشین
اُسے میں چپ کے دیکھوں بکا وہ غیر کو دیکھے
وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین
یہ میرا جی ہی جانے ہو تری لگنت کے عالم کو
اس اپنے ہاتھ کی گل کی کون کیا اک کمانی ہو
دم بدم بسکہ ترا حسن فزون ہو ظالم
قیامت پر رہا موقوف پھر تو دیکھنا اُس کا
بنے گی اُس سے صحبت کس طرح کچھ کہ نہیں سکتے

رنگین تخلص پورن لعل کا سیتھ دہلوی از فکر ت دوست

رنگین نہیں ہیں قطرہ شبنم یہ باغ میں

رنگین تخلص لنگا پر شاہ لکھنوی کشمیری از تلامذہ جرأت است اور است

مل چکا میں خاک میں اور دل میں ہر تیری عمار
روتا ہوں چپکے چپکے آتا ہوں یا د جس دم
جان چھ سے اس قدر کس نے مگر کر دیا
وہ دیکھنا کسی کا نظریں چپرا چر آکر

<p>مانتے ہو گر بُرا معشوق کھنے سے توجان دیکھیں جو کسی طرف تو رک جائے وہی فغان ہو وہی آہ ہو وہی نالہ نکلا کبھی نہ مگر سے وہ بیزحم ورتلک</p>	<p>ہم ٹھہرے مشہور اپنا چاہنے والا کرین کیا کیے اب ایسے بگمان کو خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہو سو ہو جو کھٹ سے اُسکے مرگئے سر مار مار کے</p>
<p>ر نہ تخلص مہربان خان از متوسلان نواب احمد خان بنگش است کہ ناظم فرخ آباد بودہ دیر لہند نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم بر فاقمت فراسیاب خان گذارہ مرزا رفیع سودا از مدحت طرزان است دفتی در فنون علم موسیقی نیز شناسائی داشت اور است</p>	<p>جس کا تجھ جیب ہو دے گا دل کا گھبراؤ کہوں یا کہ نفس کی تنگی ہی مری جان کا یہی دشمن دستے ہن عقد حسن بن عاشق عروس جان</p>
<p>رنج تخلص میر محمد نصیر نام دبیرہ و بجا دہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ بہ اکثر صفات حسنہ موصوف و فہم روز موسیقی معروف صاحب تسلیم درضا محبتش دلکش و دلکشاداعی نیز بوسے برکت صحبت ایشان دریافتہ است و مذکور شعر و سخن در میان آمدہ در شناختن شعر سلیقہ خوشی دارد بالفعل نظم اشعار نئی پرداز و ہنگام جمع این ادراک خیالات ایشان را از خدمت ایشان طلبیدہ پس از انتخاب ثبت شد</p>	<p>آسکا عالم رقیب ہو دے گا دیکھیے کیا کرے صیا و نفس کی تنگی زند اس دل کو خوار ہونے دے آتا نہیں تو آپ تو تلوار سلجھی دے</p>
<p>خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم آٹ گیا یقین ہو گیا دیکھ کر اس کا قامت کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر یاد دلوا کے جو سمبستری پار لائے ہل چس کے لیے پلوین تان رہتا ہے دیکھی نہیں حالت یہ خدائی مین کسی کی</p>	<p>فاصلہ ادھر بدیدہ پر غم آٹ گیا کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا کوٹھے چڑھی جو بات کھلی خاص عام پر سودہ نقویہ نہالی ہی بعضل کا دشمن ایں سنا ہے کہ اسے بھی فغان رہتا ہے ہر طور جدا پسند جدائی مین کسی کی</p>
<p>روح تخلص میرزا امجد علی خان بازمردم عظیم آباد است اور است</p>	<p>روح تخلص میرزا امجد علی خان بازمردم عظیم آباد است اور است</p>

<p>رحم کراہی دوست گاہی خاکساری پر مری نقش باکی طرح تیری راہ میں افتادہ ہوں</p>	<p>روحش تخلص جالش روشن نشد از خیالات اوست جی میں یہ تھا کہ حسان کیجے نثارا</p>
<p>روشن تخلص روشن شاہ نام از بریلی کہ مولد اوست گزیہ لباس علیاق از برکشیدہ بدامن ارباب تخر و جنگ در زد و لبرایغ خاطر و حمیت</p>	<p>ایک دم بھی وہ بے وفائے رہا باطن و ظاہر سبھی بردار ز فکر ت اوست</p>
<p>دیکھ کے جھکوٹھ کو چھایا اور حیا کا نام کیا غیر سے ہو دین یار کی باتیں + آپ کرتے ہیں بار بار نہیں کون سی جا ہو کہ جس جائے گزر اُسکا ہو دل کی تپش سے گرمی خورشید سرد ہو کوچے میں تری بیٹھ گئے جب کہ ہم ای یار آنکھوں میں ذرا ٹھہر تو تا دیکھ لین اُسکو تیرے کوچے کے اشتیاق میں یار</p>	<p>واہ ری تیری دانشمندی ہمیں بھی اک کام کیا ہن یہ پروردگار کی باتیں + ہم کو ہاں کا بھی اعتبار نہیں مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اُسکا ہو سینہ اگر میسی ہو تو دوزخ بھی گرد ہو جون نقش قدم پھر نہیں اٹھنے کے زمین سے اقرار یہ ٹھہرا جو دم باز پسین سے گھر سے دیران ہوے وطن سے گئے</p>
<p>حضر الزار المعجم</p>	
<p>نرار تخلص برہان الدین خان نام از خدام بارگاہ سلطانی است در خط شکستہ دستی معقول دارد اور است</p>	<p>کیونکہ اُس بت کو یہ حال دل ناکام لکھوں چرخ کے کیسے انقلاب ہوے</p>
<p>رب وہ دیکھے ہو خدا کا بھی اگر نام لکھوں پر کبھی ہسم نہ کامیاب ہوے</p>	<p>نرار تخلص میر منظر علی در خدمت ذاب احمد علی خان شوکت جنگ بوقعت سیر بردہ اور است</p>
<p>اگر کچھ بس چلے اپنا تو کاہیکو یہ خواری ہو نچا ہن اُس کو ای واضح و الفت ختباری ہو</p>	<p></p>

اب رہائی نے کیا اور بریشان مجھ کو
خوب تھا اس سے دہی گوشہ زندان مجھ کو
نما بر خالص میر جنون ہلش از کشمیر و مولش این بلکہ جنت نظیر است نوشتہ اند کہ در اوائل
مرد شوریدہ بود آخر سودا بر مزاجش غالب آمد باز افاق یافت و در نیست جنونش
بنود کہ از انہا آن محال بودی بالجلد این اشعار از خیالات اوست

ایک دن پہلے ہی دنیا سے اٹھانا ہم کو
لیجاؤ گے تم اس کی گھلی سے جان مجھے
یا الہی شب فرقت نہ دکھانا ہم کو
آرام جو بیان ہی ہو گا وہاں مجھے
ترکی شیخ ہمدی علی از اہل مراد آباد است مدتنا و کھنڈ بربودہ و با شعرا مشہور
بر خوردہ چندی بہ پیشکاری تحصیل مضامین سہارنپور گذرا سیدہ فوتی بہ واسطے
دیدیم بدلی آمدہ و از اتفاقات باوجود لگرمی ہائے شوق جاگرم نہ کردہ برگشتہ بار
دگر وارد شدہ و روزے چند گزاردہ تا مدت قیام شاہجہان آباد ہر روزہ پیچور
مردوز کے است می گفت کہ کتب تحصیلے را از علما و فرنگی محل کہ محصلہ ایست از خیالات
الکھنڈ درس گرفتہ ام در فن تاریخ و ستارہ سہ تسام وار و قصیدہ در و ج
اصف جاہ و اسلحہ ہیدر آباد شہر چندین صنائع گفتہ است چون حوصلہ این عجالت محل
ہو و خواہ از ایرادش عنان بر تافت صاحب دیوان است دیوانش ملاحظہ شد و
این ابیات از ان لفظ گشت

وحشت ہر آشکار ز لیجا کے حال سے
آفتین اتنی اٹھائیں عبت ایجان حزین
شعلہ حسن کبھی برقی حسان سوزنو
ترک ملاقات کی بوجھ نہ بات
جہاں یار پہ ہم نے یہ فکری باز بھی
آتش عشق کہیں بھر بھوک اٹھے نہ زکی
سب بچکا وہ جان و دل و طاقت نہ توان
ہوے ساقی سے خجل واہ یہی کھڑنی دل
آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ خواب کا
بھر کا نام ہی سنکر تجھے مرجا تا تھا
آفت جان زکی دل ہی کا آہ تا تھا
ہم سے نہ ملنا اسے منظور تھا
کہ اپنی آنکھ کا تل اس کے منہ کا خال ہوا
اختلاط اس سے بہت گرم تھا را دیکھا
کیون آئے اب بیان اسے کیا کام رہ گیا
بوسہ لب کی طلب پہلے ہی پسانہ پر

<p>دھوم دیوانے اڑاتے ہیں پر زادن کے یہ بگردل کا ہر ای سوز محبت ورنہ کب ہی یقین کہ عمر دور و زہ کرے وفا شب آنے میں قاتل کے جوہر گزری اٹھائے بہت سے مزے زندگی کے ایک دن اور چاہتے ہیں زندگی ہم گرفتار ہیں ذبال و پری کے پابند یوسف کا اپنے دھیان ہی تحریر خط کے وقت ماہتابی پر جو وہ خورشید رو ہو بھیجا دل ہم سے رہا جدا ہمیشہ جب یہ سن کر پائون کو مندی لگی وہاں حسرت ای تازہ اسیران نفس آتی ہے حکا ہے غم منداق گئے آرزو سے وصل حشر ہو جائیگا بیتابی دل سے لیکن</p>	<p>شعشعل کو لگا دیتے ہیں پروانے پر پھینک دیتے ہیں شرر سینے سے تھوہر کیا کیجیے زندگی کسی دیر آشنا سے ربط بچھے اے اجل یا د کرتے رہے ہم بہت تجھ پر ای شوخ مرتے رہے ہم عاشق طرہ دو تاہن ہم ہر نصیبوں کا کلمہ شکوہ صیا و نہیں ڈر ہی کہ نگلیں ان یہ سلم ہوں سلم کے ساتھ اپنے جلے سے ہوئی جاتی ہی باہر چاندنی گو یا وہ ضمیمہ منقصصل ہی شعلہ بھٹک ٹٹھا نگہ نظر سے دھوم سے فصل بہار کبھی برس آتی ہی کیا کیا ہو دل لگی جو کہیں دل لگا رہے راہ پھر بھی ترسی ای عہد شکن دیکھیں گے</p>
<p>فر کی مخلص جعفر علی خان نام از امرائے شاہ عالم بادشاہ بودہ از دست</p>	<p>عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پردہ کی لیساتھ</p>
<p>زمان مخلص سید محمد زمان مخلص بود در امر وہم از کفرت ادست</p>	<p>وصل میں وہ جان دے یہ ہجر میں جیتی ہے</p>
<p>عارض ہر گل کا صاف و لیکن جھلک نہیں</p>	<p>نرگس کی چشم ہی پکسلی پکسلی نہیں</p>
<p>زینت مخلص ز نے است از شاہدان بازار و عشیقہ ایست ازین دیار حسد آثار با مرزا ابراہیم بیگ بہت قول کہ کشتہ نازش بود و نظر بر اسم دنیا داری دوری از وطن و اصل وطن گوارا کردہ بہ کشتہ سختافت اور است</p>	<p>شب مہتاب میں تاسع زینت</p>
<p>غیال ماہ رو ہو اور ہم</p>	<p>شب مہتاب میں تاسع زینت</p>

حسن السین لمہلہ

ساقی تخلص مرزا محمد جان بیگ ہلش از دست تچاق پدرش در کشمیر رنگ سکونت
 ریختہ دے بریلی آمدہ دست ارادت نجوا حب میر درد علیہ الرحمۃ دادہ آوردانہ
 کہ بزبان فارسی فکر خوشی داشت تاریخ نیگومی گفت قصیدہ در مدح خرم خان
 صوبہ دار کشمیر باین صنعت کہ از ہر مصرع دو تار پنجے بر آید و از پیشگاہ
 شاہ عالم بادشاہ مامور بنظم شاہ ناسہ مشتبہ و ستالچ ایام خلافت
 گشتہ و باتکام نرسا نیسیدہ بود کہ سال عمرش باتمام رسید آن
 قصیدہ و شنوئی ملا حظہ گشت و دو سر غنزل حسب خواہش احباب خود بش
 در ریختہ گفتہ بود از یک غنزل دو بیت نوشتہ شد باین علت کہ درین
 زمان این ہم از وفیت است

ہم گیرین تھارے کہو کس راہ سے پہنچیں
 مرغانِ قفس دن کو پھڑکتے ہیں لیکن
 دشمن ہیں ہمارے درو دیوار تھارے
 دن رات تڑپتے ہیں گرفتار تھارے

سائل تخلص مرزا محمد یار بیگ قوم اوزبک دلاور بش در جان آباد درودادہ ابتداء
 شاگرد شاہ خاتم بودہ جنتہ لبودا گرویدہ اور بہت

وہ مسائل ہو گیا دست شکستہ کی طرح
 آہ اپنا جس کو میں نے تو تھا بازو کیا

سماں تخلص میر محمد ناصر از باشندگان جو پورا است بزمان محمد شاہ بادشاہ وارد
 دار الخلافہ گشتہ بود اور راست

رقیب اس طرح جلتے ہیں ہمیں دیکھ
 اگر رشتہ میں ہیں اس شمع و کے

سبحان تخلص بہ عبدالسبحان از شاگردان آبر دست از دست

جان و دل جو قبول سب جانا
 پر گلی میں تری ہمیں آنا

سبقت تخلص مرزا سائل فرزند مرزا علی اکبر اخوند از تلامذہ جرات است
 ہلش از ایران زمین و مولد و منشائش جہان آباد ام ترمین کتب درسیہ

مطالعہ کردہ فی الجملہ طبعش ہوا معلوم می شود اور است

تا بجا یہ خطر اب دل نہ ہوا ستم ہوا مین ہی کچھ تنہا اُس کو دیکھ مفتون ہو گیا نافہ لیلی جو پٹھرا دوی مجنون بین آہ کچھ فائدہ کی بات دلا اختیار کر کر سبقت سناؤں کیونکہ خبر دل کو پس کی کس کس طرح سے اپنے تئیں کرتے پامال قصہ مجھ سے بیکہ کے قتل کا جب تئیں ہو	جان کیون پر گئی تو بھی مست نہ کم ہوا ہر کوئی اُس غیرت لیلے کا مجنون ہو گیا بولی کیا میرا بھی یاں اسی ساربان دل لگ گیا کس فائدہ ہی گریہ بے اختیار کا احوال جانتا ہوں مین اسیدوار کا افسوس اُس کو ذوق نہیں ترکستار کا کیون نہ پھر خبر ترا قاتل بنے اور ٹوٹ جلا
--	--

سجاء و تخلص میر سجاد از مردم اکبر آباد ہنگام درود دہلی بزم مشاعرہ ترتیب میداد از تلامذہ
ابر دست و متبع طریقہ او از دست

شتابی سے دے لے کہ جاتا ہی ابر ایک دل رکھتا ہوں جو چاہے سویا دو اسی جب ہم آغوش یار ہوتے ہیں لب شیرین پیس کے مڑا ہوں ہر گز آنے نہ دین گے غبر کو جان	جو کچھ باقی سائی رہی ہو شراب خواہ زلفین خواہ ابر و خواہ مژگان خواہ چشم سب مزے در کس رہتے ہیں زندگی اپنی تلخ کرتا ہوں * ہوں گے کیسی ہی ہم گئے گزے
---	--

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین صلح از کشمیر و دی و رہبان آباد متولد شدہ از فن طب
آگاہ ہست گویند کہ در بار سے ہم شعار دار و اور دست

جو بہن جان نکلی رہن آن نکلا *	بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا *
-------------------------------	--------------------------------

سخن تخلص دیوانی سنگھ نام کالیہ سرگروہ انشا پردازان دفتر شاہی است اور است	گریبان رکھے ہر ترے یہ چشم تر نہ گھٹے
--	--------------------------------------

سخن تخلص مرزا زین العابدین خان فرزند رشید نواب سالار جنگ اکثر ملازمت
کتب دینی و علم لغتینی و شتی و از ملا ہے و منا ہی علی الرحمن دودمان
خود بخیر محبت زربودی بزرگانش بزبان دولت منہخ سیراوشاہ ہند آمدہ دربار کار

سلطانی فن را دل آفرین و داشتند صاحب دیوان ضخیم است متصفی چارسال در زمره
شعرا و متشرفین حضور و شسته از افکار دوست

سہاری آہ پر ہستا ہے کیا تو کب خوش آتی ہی ہین سیر گلستان تجھ بن مین روتا ہوں سر سبز آتی ہی جب یاد اس کے کوسے کی طرف مین تو بجادوں سر سبز	دکھا دینگے تجھے اس کا اثر ہر دم باغ آتا ہی نظر خانہ زندان تجھ بن وہ صورت تجھے پارسی پیاری کسی کی کشش دل ہو کر کھینچے لئے جاتی ہی تجھے
--	--

سراج تخلص سراج الدین علی سراج بزم علم و دانش است آوردہ اند کہ روزی
در بر گزیدے سراج پروانہ سمعہ سی از طائفہ ہنو گشت چون مخالف ہند سب در میان
بود مدتے آن شہر بخیر من افتادہ بیدہ می لوخت احسن تاثیر عشق گیر گنگے پسند دہی
سوز زخمی در دل مرشد پدر آن ماموش انداخت کہ بر اسے وصلت آن ہر دو ختہ
آتش سراق پدرش را ہدایت ساخت وے لظنہ لبس طاعتقاد
اعضاصل تنوانست کرد در دم شمع را بہ پروانہ داو لیسنی دخترش را بسراج
دیوانہ چون کام پروانہ از وصل جانان عنبر از جان دادن نیست سراج پروانہ دا
گردان چہ دل غمخوار گریدہ جان بجان آنسہ بن سپرد
از نیز شمع کردار لختے بر شمع سوختہ خویش گریستہ مرد و فرو تو ہسم
شب را بس کی می بری ای شمع کم فرصت + گرفتہ سوختے پروانہ آتش بجائی نال +
با جملہ غزلے کہ شعری انسان ایراد کردہ ہے شود از شوہرت تمام دارد و جہان چیز ہی
دیگر از و مسموع نگشتہ

چلا دشت عشق مین ہوا کہ جن سر و کا جل گیا	اگر ایک شاخ نہال غم ہے دل کہین پوہری ہی
--	---

سراج نامش معلوم نشد از رنگ آباد است و معاصر کبر و از دوست

نہین ہر تاب مجھے تیرے سامنے جانان نہ پوچھو خود بخود کرتا ہوں تعریف کیے قامت کی	کہاں سراج کہاں آفتاب عالم تاب کہ یہ مضمون مجھ کو عالم بالاسے آئے ہین
---	---

سرور تخلص عظم الدولہ نواب میر محمد خان خلت الصدق نواب ابوالقاسم خان

شاگرد محمد جان بیگ سامی از اجلہ اراکین جان آباد است والا عاظم امرای عالی نهاد
 با فن شعر در نہایت مرتبہ مالوت است دور ہر بزم مشاعرہ شریکے شہود و غزل
 در ہر طرح سر انجام می کند شاعر قدیم است و کلاش مستقیم است تذکرہ
 مبسوطی مشتمل بر شعرا و ریختہ گویان تقدیم و ماتاخر نوشتہ بخط رسیدہ صاحب
 دیوان است گاہ گاہ بار اقم حروف ملاقات دست ہم میدہر الحق صاحب اوصاف
 گزیدہ و اخلاق پسندیدہ است بعد ضبط ترجمہ وی پیش از انکہ این تذکرہ بانجام
 رسد عرضش بانجام رسید و کان فلک فی شہر شوال سنہ خمسین و ماتین بعد
 الف من محبت خیر الوہرے علیہ الوفا النعمۃ والثناء اور است کہ خدایش

در بہشت برین جاد ہر

دیگھا تو ایک عرصہ جولان نالہ تھا
 صدے سے جدائی کے جو کل جائے تو اچھا
 بازون سے جو ہلاتا ہی کبوتر پنکھا
 تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
 جل نہیں سکنا ہی صلا شمع سے پروانہ آج
 دیکھ کر یہ رشک آیا روزن دیوار پر
 شوخ شہ کو بھی ہو دے کا جگانہ شکل
 بالین پہ لاؤ گروہ رخ سادہ ہی کہین
 یار کے ہاتھ کا لکھا ہی مبادا مٹ جائے
 آسیب کہین اس رخ روشن پہ نہ آئے
 دوستوں سے نواوہ جو ہوا دہن سے
 ہزار مرتبہ قاصد جواب لایا ہی

ہم جاتے زمین سے تھے دور چرخ کو
 ہی وصل نکل جان حزن کج چمن سے
 نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے
 ہاتھ اپنے رہے زیر بغل بعد فنا بھی
 میری آہ سرو کی تاثیر فیصل بین ہی
 مین رہوں محروم وہ دے ہوسہ چشم یار پر
 کو چہ یار مین خوابیدہ اس آرام ہی ہوں
 مجھ کو دکھاؤ آئینہ کوئی نہ وقت نزع
 دیدہ تر سے لگا خط کو نہ اس کے سرور
 گھر کے نہ لے یار کی سرور تو بلا مین
 غیر لایا اسے بیان بہر تاشا دم نزع
 عبث ہی نامہ و پیغام کی امید تھے

سرور محکم مزار جب علی بیگ شاگرد آغا نازش حسین خان نوازش بودہ از خوشنویسی
 و موسیقی بہرہ داشتہ اور است

ہو شوق سرور ایسا غالب کہ جو قاصد سے	کو سون ہی تلک حالت کتنے چلے جاتے ہیں
ذرا دست جہنم کی دیکھو جودت	کیسا ہر قبر میں ٹکڑے کفن کو
سعادوت تخلص سعادت علی از مردم اسروہم بعد محمد شاہ بادشاہ بودہ اور است	
یار سے جو رقیب لڑتے ہیں	یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہیں
سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلع الصدق قاضی القضاۃ نجم الدین علیخان از اہل کاوری کہ قصیدہ ایست از لکھنؤ شخصی است ذبیحہ وغیرت صاحب اخلاق و عروت مدنے خدمت فتاہ ایشان ماندہ لعیش و نشاط تمام وقوع و وقار تام بسر اوقات کردہ بتقریب دورہ بمعیت یکی از اہل فرنگ دار طین نواح شدہ بود یاد اعی ملاقاتش اتفاق افتادہ گوئید کہ ایدون چشمش باز حلیہ نور عاری شدہ لہذا چون مرد و کچشم خانہ نشین بہت در بہت	
بید باغی اسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری	کہ پری کو نہیں خوش آتی ہو انسان کی بو
سکندر تخلص خلیفہ محمد علی صاحب مراۃ مشہورہ از مردم پنجاب است مزاج بزمایش غالب بودہ از تلامذہ محمد شاہ کرناجے شمر دہ می شود شرب شرب بیشتر پرداختہ گوئید کہ از وطن سفر دہلی کردہ از اینجا بحیدر آباد رفتہ در انجا در گذشت اہالی اکن معمورہ استخوانش را بکبریا فرستادند اور است	
قیس صحرا میں رہا کوہ میں فرما درہا	میں بگوئے کی طرح دشت میں بر باد رہا
نہ لکھا ہو جو کسی نے حساب دریا میں	وہ دیکھ لے مری چشم پر آب دریا میں
سورگزار چین میں کو نساخو رشید رویا رب	کہ شبنم گل کے منہ پر آب تلک پانی پھر کتنی ہو
سلطان تخلص مرشد زادہ آفاق مرزا نیز دہخشاں بہادر عرف مرزا بیلی از کلام اوست	
دور رکھ دو دران سر سے گردش دوران بھی	مست رکھ ای دیر خراب آباد سرگران نہ بھی +
سلطان تخلص ابواب نصر اللہ خان مرحوم از طائفہ شریفیہ افغانہ است قرابت مصاہرہ با ابواب فیض اللہ خان مرحوم کہ والی رامپور بودہ دشت از خیالات اوست	
اس لب سے کیسے لعل کا جب تک برابر	دیکھا تو نہیں اس کے یہ پاسنگ برابر

سلیمان تخلص مرزا سلیمان شکوہ بہا ور خلف الصدق حضرت شاہ عالم بادشاہ
مرتے جلوہ فرماے لکھنؤ بودہ اکثر شعراے آنجا از خوان نعمتش بہرہ ور و کامیاب بودند
چند سال است کہ بدہلی وارد شدہ بود الحال زینت فزائے مستقر الخلافۃ کبر آباد است
من استایح افکارہ

جنازہ تیرے دیوانے کا اس توقیر سے اٹھا گالیان سیکڑوں ہریات میں اب دینے لگے کس طرح لون میں بلالین کروں کیونکہ تعظیم رقم گرا ایک شہ اس کو اپنا درد غم کچھ برقع نہ اٹھا بزیم میں تو سندھ سے وگرنہ	کہ شورِ مال ہر ایک خانہ بخیر سے اٹھا دیکھو جھڑتے ہیں کیا سندھ سے مرے یا کچھ دست و پا اپنے گئے دیکھتے ہی یا کچھ تو پھر یہ چلے ہیے سارے نستان کو قلم کیجے حالت ابھی ہو جا لیگی قفسِ کیر کی
---	--

سلیمان تخلص شخصی است بھول الحال از کلامِ دوست

تجھ سے ظالم سے ملا دیکھو طستاری مل	کچھ بھی دھڑکا نہ کیسا بلے جگر داری مل
------------------------------------	---------------------------------------

سلیم تخلص نجم الدین علی خان بن شرف الدین علی خان پیام از کبر آباد است اور است

حدیث از لطف چشم یار سے پوچھ	درازی رات کی بیار سے پوچھ
-----------------------------	---------------------------

سودا تخلص سرخیل شعراے عالی مقام مرزا محمد رفیع نام صلحش از کابل وصول
و منشایش جان آباد است بہ سن شباب بہ لکھنؤ رفت و ہمداران جا وفات یافت
وفاتش رازمان بسیار آمدہ از مقربان بارگاہ وزیر الممالک نواب آصف اللہ ولہ بہا در بود
استاد سلم است و در سنون سنخوری از ہمہ پیش قدم لطف طبعش چون عشق
دلدار سراپا گماز از ہر برگ و در نظمش می بارد و حلاوت کلامش چاشنی نوش
لبشکرین شاہان شیرین شمائل میبارد و فکرش چمن جنت است کہ گھماے
کس نخچیدہ از ان می خمیند و اندیشہ اش چشمہ حنندہ است کہ جوے شیراز ان
میریز و ذوق کلامش ہم اثر شراب است اما نہ شرابی کہ از رنگ تاک بر آید و نہ دروغ
ضمیرش ہم جلوہ افست اب است اما نہ ہفتابی کہ بکسوف و آید طائر خیالش با سطر طائر
ہم پرواز است و ہمہ اسے فکرش بر ایوان کیوان سائیکست و جلوہ انداز بافتون

شاعری مناسبت نام دارد و بر اصناف سخن قدرت تمام دانگه بین الانام شهرت پذیر
 است که قصیده اشش به از غزل است حرفیست حمل نزع فقیر غزلشش به از قصیده
 است و قصیده اشش به از غزل اگر گوی که غزل از اشعار برتر مملو است و قصیده از ان
 خالصه زیاده ازین چه توان گفت که قباحات این تحقیق پیر نظر اربابان دیوانش خالص
 و دغلیه السراشت که قدما را مانند فصاحت متاخرین پیرامون خاطر و جاگزین دل نه
 این بود که هر شعر دلپذیر آید و هر بیت خاطر نشین لهذا در کلام اینان نقص انجمل
 واقع شده چه در قصیده و چه در غزل مع انهم ادلون و لهو جسدون والا خاطر بجمع فنون
 متعذر است معین و مدد درین قال احکم الحکمات آخرین پس بنا برین مقدار
 برین بزرگان دارد گیر زینار سزاوار نیست و طعن و تخریص لائق نه معذرا
 شعرا منتخب و منتخب ایشان باید نگریست که در چه رتبت عالی و مکانست
 فخریم جلوه ظهور گرفته و بدل علی فلک اقال شرف الاصل فخر الاوائل قدوة الحقیقین
 مولانا محمد صدر الدین ادام الله تعالی لفظا علی سفارتی استفیضین و حرسه
 عن آفات یوم الدین المتخلص به آنزوده در تذکره خود که با سجا و اختصار تمام
 در حال ارباب نظم ریخته نوشته است تحت ترجمه سیرتقی المتخلص به سیر در
 شرح کلام دے حیث قال پستش اگر چه اندک پست است اما بلندش بسیار بلند
 حسان این سفیت کبیت خامه لحنی درین عرصه بجوان آمد به که عطف عنان
 حاصل مدعای زیم مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نداشت
 اما بے رکیک بسیار گفت و بان شیوه دهمشته و مضامین دلا ویزی یافت و پوشش
 بنظر سید و ازان تعجب گردید

پوچھے کب اس کو ہاتھ ہمارے حنار کا
 لیکن نہیں خواہاں کوئی و ان جنس گرا نکا
 پانی بھی پھر پیسین تو مزا ہر شہاب کا
 ہوں میں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

واسن صبا چھو کے جس شہسوار کا
 دکھائیے لیجا کے چھوے صبر کا بازار
 ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
 کیا کروں گا ہاتھ سے حور و فکرا غلط لیکے جام

کہ جس نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا
 پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤں گا
 بازی اگر چہ پانہ سکا سر تو کھوسکا
 اے روسیہ تھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا
 اُڑے گا دھجیاں ہو کر ترا دامن جو یاں بکا
 دی تھی خدائے آنکھ سونا سو رہو گیا
 دروازہ کیست قبول کاہمور ہو گیا
 کتنی غلط یہ حسرت بھی مشہور ہو گیا
 دو چار چھ کلکون میں بدستور ہو گیا
 ناصح جو یہ گریبان تو نے سیلو پکڑا
 تو بھی ٹک اس کو جا کے ستمگار دیکھنا
 ز سیر باغ و دژ گل و گلزار دیکھنا
 تنہا پڑے ہوئے در و دیوار دیکھنا
 صبح تابشام کئی بار دیکھنا
 پڑھنا یہ شعر گر کبھی شب دیکھنا
 پر جو خدا دکھائے سولا چار دیکھنا
 مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا
 کونسی شب تھی کہ میں واپس دیوار نہ تھا
 پردے میں چھپا اس کی تین تھ کو نکالا
 کیا جانے تو نے اسے کس آن میں دیکھا
 چشم خوابان کے جو بربار کا چار نہ کیا
 ہاتھ میں آنکھ مشرق کو نظر آخر شب
 لچر بھی امی خانہ خراب اس دلکے سمجھانے کی طرح

زبان ہر شکریں قاصر شکستہ بالی کے
 چھپرے باد بھاری کہ میں چون نکلت گل
 سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہن قطع
 کس منہ سے پھر تو آپ کو کتنا ہر عشق باز
 پرے رہ برق خارتیاں سے میرے کتاہن
 بننا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
 بھٹکے پھرے ہر کب سے خدایا مری دعا
 سودا کو کتنے ہیں کہ ہر اس سے مصاحبت
 اور ون کی نسبت ان دلوں کو کچھ لگ جلا تھا
 کر قطع ہاتھ پہلے تب فکر کر رفو کا
 تجھ بن عجب معاشس ہر سودا کی اندون
 ز حرف و ذکایت و ذی شعرو نے سخن ق
 خاموش اپنے کلبہ احزان میں روز و شب
 یا جا کے اس نگلی میں جان تھا ترا گذر
 تسکین دل نہ اس میں بھی پائے تو بہر غل
 کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکین تجھ کو غیر پاس
 سب دا جو کوئی ظالم ترا گریبان گیر
 صحبتوں کا نکر و غیر کی مجھ سے اخف
 اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم کو
 سودا جو ترا حال ہو ایسا تو نہیں وہ
 یاں پھر اس شرم سے عینے نے گزار نہ کیا
 اس قدر شیفہ جو شکل کا اپنی کی سدا
 یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام

ساتی گئی بہار رہی دل میں یہ ہوس
دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا
ای لالہ گو فلک نے دیے جھکو چار داغ
سنے بھی پائے نہ لب سے تری خوشام تمام
یکدمت اگر زمانہ جانکے لٹائے گل
ہر شرط در دیون کہ بجز حکم عند لیب
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
بھری ہر دل میں ترے یاں تلک محبت غیر
نہ زرنہ زور نہ طالع نہ تیرے دل میں رحم
عاشق تو نامراد ہر پر اس قدر کے ہسم
کیا چاہیے تجھے سدا نگشت پرینا
تو نے سودا کے تین قتل کیا کہتے ہن
کام ہر چشم کا نظارہ نہ بہنا شہ روز
بوسہ ہنس مکہ نہ دیا اس نے سولے خوشام
کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہر سودا
ناوک نے تیرے صید بھڑا زمانے میں
سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
کیا لگہ صیاد سے ہکو یو ہن گزری ٹم ٹم
کہے ہر تو بہ یہ زنا ہد کہ تجھ کو دین تو نہیں
ظاہر میں دیکھنے کا کچھ سباب ہی نہیں
جی تک تو دیکھے لون کہ تو ہو کار گر گین
ہوتی نہیں ہر صبح نہ آتی ہر مجھ کو نیند
ساتی ہر یک تبسم گل فرصت بہار

تو منتوں سے جام دی اور میں کہوں کہ بس
ای جان نکل جب کہ لگی متصل آتش
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام
سر کو بہار سے خاک نہ دیو چھ جاہی گل
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لائے گل
ذرہ بھی ہم ٹر پئے نیائے کہ بس تمام
کہ جا نہیں مرے کینے کو مہر تو معلوم
جو چاہے تجھ سے یہ دل کا سیاب ہو معلوم
دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کے ہسم
جس بیگنہ کے خون میں چاہیں دو لب لیاں
یہ اگر سچ ہو تو ظالم اسے کیا کہتے ہن
آنکھ خالق نے رقیبون کو دی ناسور ہن
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہن
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں
ٹڑپے ہر مرغ قبلہ نا آشیانے میں
اپنی تو نیند آگئی تیرے فسانے میں
اب اسیر و ام ہیں تب تجھے گرفتار چمن
بھڑا دے غم ہی مرے منہ سے چل نہیں تو نہیں
آئے مگر وہ خواب میں سو خواب ہی نہیں
ای آہ کیا کروں نہیں بلکنا اگر گین
جس کو بچا رہا ہوں سو گستاہی مر گین
ظالم بھرے ہر جام تو جلد سے بھر گین

کوئی جو پوچھتا ہو تو کس پر ہی داد خواہ
 سخت مشکل ہو کہ ہر بات کس یا سمجھو
 لخت جگر آنکھوں سے ہر آن نکلتے ہیں
 سو نہوں ہوں جس کو منصفی رکھے ہر جرم میری سر
 سن کے یہ کہتا ہی میرے نالہ جان کاہ کو
 اس کشمکش سے دام کے کیا کام تھا ہیں
 احوال مرا کہ کہہ عنہ در کیا اُس کو
 مقتل پہ مرے آگے انصاف لگا کرنے
 جو طبیب اپنا تھا دل اُس کا کسی پر زار ہو
 اب تو میں چھوڑ بیٹا نہیں اُس کو ناصحا
 پیغامبر نے دیر لگائی تو ہر دے لے
 مستی سے اُس بجھاہ کی نے محسب خبر
 سودا کسی کو وہ تو ستائے نہ بے سبب
 مت پوچھ یہ کہ رات کئے کیونکہ مجھ بغیر
 سودا جہان میں آکے کوئی کچھ نہ لیا
 یوسف تجھے کہ بیٹھے زلیخا کو کون کیسا
 انصاف کس کو سوئیے اپنا بجز خدا
 ایک غماز نے اُس ترک پسر سے یہ کسا
 سن کے بولا یہ کو میری طرف سے اُسکو
 دل لے کے ہمارا جو کوئی طالب جان ہو
 عجب بیدا وصرت پر مری صیاد کرتا ہو
 عیان ہو شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذی
 قاصد کو اپنے ظن الم جو کچھ میں دون بجا ہو

جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہوں
 ہر زبان میری بھی گفتار کروں یا نکروں
 یا دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہیں
 بسکہ ہوئی ہر جھکوارہ خانہ بخانہ کو بکو
 کیوں نہ گئے ایسا بنا یا کیا کمون اللہ کو
 اسی الفت چمن تر احسانہ منسوب ہو
 اغیار تو گئے ہی تھے پر بار بہت تھفہ
 تقصیر سے یاں آگے تفسیر نظر آئی
 مرزہ بادای مرگ عیسیٰ آپ ہی بیار ہو
 ہوئی جو کچھ تھی قبلہ حاجات پو گئی
 دھڑکے ہو دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی
 دنیا تمام بزم حبابات ہو گئی
 کیا جانے کہ تجھ سے ہی کیا بات ہو گئی
 اس گفت گو سے فائدہ پیارے گزر گئی
 جاتا ہوں ایک مین دل پر آرزو لیے
 عاشق وہ ہوئی وان کہ جہان جا ادب ہو
 منصف جو بولتے ہیں سو تجھے ڈرے مجھے
 ہی جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہو
 باز دھنا خون پہ کمر انی نیب مضمون ہو
 ہم بھی تو سمجھتے ہیں کہ جی ہو تو جان ہو
 دکھاتا ہو مجھے اُس کو جسے آزاد کرتا ہو
 کہ جب کھولے ہو تو اُسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہو
 جدیتا پھرے تو اجرت ورتہ یہ غوغا ہو

ترا غمہ و درما عجب نہ تا کجا طلب الم
گذرا ہر کس کی نفس پہ ظالم تو بخیر
سو چون شمع بنین گرمی بازار نہ مجھے
ہر قسم تجھ کو فلک دی تو جان تک چاہے
نہ ضرر کفر کو فی دین کا نقصان مجھ سے
تصور میں ترے کیو صبا اُس لاؤ بالی سے
ہزاروں نیش زن پاتا ہوں میں بیان کا میں آئے
کیا ضد ہو مرے ساتھ خدا جانے دگر نہ
بے خوابی سے مرنے پر شب جھپٹ میں کودا
میں بھی ہوں ضعیف ہمدردی ہو کہ وہ آب
بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیہ کرے
قاتل ہماری نفس کی تشہیر ہو ضرور
کم بولت ادا ہو ہر چند پر نہ اتنا
پیش از ظور مرغ چین خادان عشق ۛ

ہر ایک بات کی آئندہ کچھ اتسا بھی ہو
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہو سو ہو
ہوں میں وہ جس کے آتش دے خرید لکھے
جلوہ حسن اُسے حسرت دیدار نہ مجھے
باعث دشمنی اسے گسہ و مسلمان مجھے
گلے لگ لگ میں روایات تصور پر نہالی سے
ترے حکم سے تو ظالم خانہ زبور بہتر ہو
کافی ہو تسلی کو مرے ایک نظر بھی
اب کہنے کو افسانہ کوئی لڑھکے آئے
گذرے مرے سر سے جو ترے تامل آئے
اپنا ہی تو فریفتہ ہو دے خدا کرے
آنیدہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے
مند جائے چشم عاشق تو بھی لب کھولی
بٹتے تھے رشتہ رگ گل دامن کے لئے

سوز تخلص محمد میر نام لکھنوی در تیر اندازی دستگار ہی دہشت خط تنقید و استعلیق
زیبا می نگاشت بخواندن شہر لطیف مطبوع مشہور جہان و کلامش از جادوہ
مستقیمہ بر کران اور راست

اہل ایمان سوز کو کہتے ہیں کا فر ہو گیا
تر تہی کیوں ہو بلبل کمال اتنا تو پیدا کر
قاصد سے تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہو تو کس کا
غیر سے مل کیونکہ ہم چمنوں سے پھر ہو گے دوچا
قتل سے یہ بیگنہ راضی ہو اپنے اس لیے
کعبہ ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا

اے یار رب را ز دل آن پر بھی غما ہر ہو گیا
کہ تیرا شک جس جا گر پڑے گلزار ہو پیدا
دہشت سے اُسے یاد مرا نام نہ آیا
آئینہ تک صفحہ دکھانا تم کو مشکل ہو بیگا
ہاتھ میں ایک روز تو دوا مان قاتل ہو بیگا
جو تم سے تو ہو گا سوا اللہ کرے گا

<p>وے میں بھی کیا ہوں کہ رنج و مینج بنایا منہ کہ ہنسدا کاشیں میں اُن کا نام نہ ہو تا وان بچے کیا تھی کی یاں تھکوا کیا درکار تھا نہ دیکھوں جب تک آنکھوں نے کچھ باور نہیں آتا بوسہ لون اس طرح کہ خنا کو نو خبر نا صحت تیری بلا سے چھوٹوں ہمارے عکس کی آئینہ میں بھی جان ہے سوز ہو یا شکار ہے کیا ہو عاشقی معلوم لیکن لبے آرام ہو دور کے بھی دیکھنے سے ہم گئے مرنا تو سلم ہو ارمان گل جائے خورشید پہلے آنکھ تو تجھے ملا سکے تیری گلی کی خاک بھی ہوں تو ہو بس بچے</p>	<p>بہم اُس سے شجہ بگم گئی تو خفا ہو مجھ کو لا دیا جن کے نام نہ ہو بچتے ہوں تجھ تک سوز کیوں آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا میں تو یہ سب باتیں ہوں قاصد یا میرے گھر نہیں آتا رخصت جو دے تو بھٹکے تو میں تیرے پاؤں کا میں اگر قرب حیا سے چھوٹوں الٹی دل میں کسی دوست کے صفائے کھینچ کر تیرا بیٹھے بس لوگ کہتے ہیں مجھے یہ شخص ہو عاشق کہیں اشک خون آنکھوں میں اگر جسم گئے سر زانو پہ ہو اُس کے اور جان گل جائے منہ نہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے دامن تک تو تیرے کمان دست رس بھی</p>
---	---

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ بن مرزا علیخان از بزرگ زادگان
 لکھنؤ است اور است

<p>فرقت میں اُسکی سوزان ناحق تو جان دے ہوا اُس بیوفا کو غم ہو مرنے سے کیا کسوے</p>	<p>سہراب تخلص سہراب بیگ از سکناے شاہ جہان آباد در فن رل مہارت تمام دارد جندے اصلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ گاہ گاہ برے خورد از دست</p>
<p>نہ ہوئی کوئی شب وصل مسیور ہم آئے بتنگ زیت سے پر نامہ عمر ہی تری چھوڑینگے ہم نہیں کس دن نہیں خیال دہان و کمر بھی یہ عجب ہو کہ نہ تو ہر تماشا نگ</p>	<p>دیکھتے شوق محبت سے میں کیا کیا کرتا اسی خانہ خراب تو نہ آیا ہیں سایہ وار ساتھ ترے گوہر میں وہ روز کو نسا ہو جو سیر عدم نہیں ایک عالم ترے شیدا کا تماشا کی ہو</p>

سیادت تخلص میرجاہ الدین ارشد اگردان میر نظام الدین عنون است اور است

مثل صبح پیرا میں توہر کہیں | پروہ گل شکفتہ نہ آیا نظر کہیں

سید تخلص میر غلام رسول شخصی است ارشاد مراد آباد اور است

خوبرویون کے توٹنے سے نہ باز آئیگی | یہ تو بدخونین جاسیگی مگر جان کے ساڑھ

سید تخلص میر قطب علی شہور بہ قطب عالم از سکناے سکندر آباد است

فی الجگہ کتب طب خواندہ در انجا بہ معالجہ سے پردازد اور است

جادوگری ہو شہر میں سید کا بختہ | دیکھو سکندرہ سبھی بنگا لہ بن گیا

سید تخلص میر غالب علیخان المصطفیٰ بسید اشعرا سیدیت جمیل نسب

سرگودہ انشا پردازان دست شہشاہی بودہ بخشش صحبتی مشہور دیر گاہ است کہ

امین جہان گزران را پرد نمود تاریخ ایرما شہر سے کہ اکرام نام سے از نقیضان

حضور والا برون دروازہ لاہوری ساختہ بودہ الحال از واثق سے باقی ماندہ

بسیارہ لطافت و پاکیزگی گفتہ شد درہ ع مشب کرمی کن بیلے اکرام اور است

نہ غمازہ نہ گلگونہ ہونے رنگ منا تو | اے خون شدہ دل تو کسی کام نہ آیا

سبب کیا پوچھتے ہو مجھ سے میرے زار و زیکا | کیونکہ بھڑ بھڑا ہوا ہے زار و زیکا

سید سے یہ عداوت اللہ کے کفر اوت | بڑھنے خبثت ازہ اسکا سبب آئے تو نہ آیا

زلف و کاکل خط و خال ابرو و چشم و لبسو | اس دل زار کو کس کس نہ بلانے چاہا

نہ ہیں گردون نہ سنگ آسپا ہم | دے رہتے ہیں گردش میں سدا ہم

جب نہ تب شکل بیان اس میں نظر آتی ہو | دل کو اسد کا کس دے سے مکان کہیں

یہ دھڑک دل کی جو ہو عشق میں کچھ اور ہی ہو | وہ مرض اور ہو جبکو خفقان کہتے ہیں

میں اور تو کہ عشق یہ امکان ہی نہیں | اصح کی بندہ سے کو یاں کان ہی نہیں

جو وہ در سے آنکھیں لڑا جانتے ہیں | تو ہم بھی کہیں دل لگا جانتے ہیں

یا تو میری بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو | حالت مری اچھی نہیں کیا جانے کیا ہو

بنائے کفر و دین اک تار سے ہو | کہ سبجہ منعقد زمار سے ہو

تسخ قاتل کی مرے تن ہی نے لذت جانی	کہ بھرا آئے ہو ہر زخم کے ٹھہر میں پانی
ابرو کے اٹاے تھے لڑتے ہن بھی سے	تو اور ابھی بزم میں چلتی ہو کسی سے
حرف الشہین المہجہ	
شاہ تخلص الہ یار یک نام کیانی نسب است از تلامذہ علام ہمدانی تھیں اور است	
اگر چاک سینے کا ہسم واکرین	تو ہنگامہ شہر بر پا کرین
گلزاروں کی بیوفائی کا	داغ دل پر مرے نشانی ہو
شاہ تخلص کے از برہمنان سکندر آباد است از فکر ت دوست	
اُس رنگ چپٹی کا پڑا جس زین عکسرا	چنیا کے پھول اُگتے ہیں دانے براہین
شاہ تخلص متوطن بڑھانہ بودہ نامش معلوم نیست بدکن ہم رفتہ اور است	
پائے جو کہیں دل کی مرے ٹک خبر کش	بھر رشک سے لوٹا کرے اٹکا روٹ آتش
خون ٹپکے تھا آنکھوں سے لگے جھڑنے شر بھی	اکال ہوے فن اپنے میں یہ دیدہ تر بھی
شاہ تخلص میر احمد حسین بزرگانش در عہد سلطان شمس الدین تمش از جانا	
بہند آمدہ بودند و بالفصل در شکوہ آباد میگذازند از دست	
لب ہلاؤ کبھی بس ایسی بھی رعنائی کیا	کام آئیگی قیامت کو سچائی کیا
شاہ اب تخلص خوشوقت رے نام از جانا پور است از تلامذہ قائم بودہ اور است	
جب تک ہو کام مرگائے تو ابرو دست چڑھا	تیر کے ہوتے کوئی کھنچے بھی ہو تو اور کو
شاہ ادان تخلص میر رجب علی نام از تلامذہ بھوسے خان آصفیہ تھیں اور است	
دل نہ دیتے کہ شاہ ادان طفل اتیر کو بھی	یاد ہو گئے تھے یہ حضرت استاد سے
شاہ تخلص شاہ شاکر علی از اہالی دہلی مرویت عقیل درویشی است صاحبیل اور است	
اسکی آنکھوں نے نہ اک خلق کو مار کیا	زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
شاہ تخلص محمد شاہ کر جزا نیکہ از شاہ گردان محمد علی شہرک است زیار	
برودادش و قوف نشد از دست	

کیا پوچھے یہ حال ببلوں کا ق	جو ان پر گزرنی ہو گذر لے
گلچین کچھ کیا تری بلا سے	گل توڑ کے تو تو گود بھر لے
شاہ تخلص شاہ سعد اللہ صاحب لے است	در ویش خستہ جانی است بگریش از دست
دا بسته ہو تھستہ اپنی یاں زلیست	اجب تو ہی نہیں تو بھر کہاں زلیست
کھوپڑی ہو اسقدر آنکھو نہیں خوب صورت یار	کہ رہ گیا نظر آنے سے خوب زشت کچھ
شائق تخلص محمد ہاشم نام شاگرد میر عزت اللہ عشق بودہ	بیشل خیاطے
نان دجامہ لبسم میر سائید اویسی گویہ	
سراپا اُس پریر وین لطافت ہو صفائی ہو	انصاف بین ہم اُسکے جسے یہ صوفی بنا لی ہو
موسم گل کی خبر سنستے ہی بس آنیکی	ہر گئی اور ابھی صورت سے دیوانیکی
شائق تخلص میر حاجی شاگرد مرہایت علی کیفی تخلص شخصی است	باوصاف
نیک موصوف و مجاہد پندیدہ معروف در فن موسیقی کامل	عیار بودہ از دست
نہ پوچھو یاں کی آسائش کہ ہم اس سحرستی ہیں	حباب آسا کو کیم کے بیان مہمان بیٹھے ہیں
اُس سنگدل کے دلمین ذرا بھی نہ راہ کی	نا شیر ہننے دیکھ لی بس اپنی آہ کی
شائق تخلص پیر محمد نام اولاشاگرد ہاشمی نام شاعرے	بودہ آخر زانوئی
ادب بجدست جرات تکررہ اور است	
تماشا دیکھ کر جرح کے مر ہم لگانیکا	ہمارے زخم تانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہیں
شائق تخلص محمد نذیر الدین حسن ابن شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی	
ارشاد زادگان بریلی است از دست	
چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا	دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا
شرف تخلص مرزا شرف الدین بیگ نام از سکنائے لکھنؤ بودہ	اور است
ترکان اُسکے پر بھی ہیں یاخبر ہیں با بھالے ہیں	سینہ سیریاں ہم بھی ہیں سب بچے دیکھے بھالے ہیں
شرف شیخ شرف الدین در مقامیکہ شہرہ بقتدم شریف است	خانہ داشت
دار و غلی کر ڈور بوی متعلق بود بیشتر بفراموشی	پرداخت از دست

اب دن بھر سے ہمارے یہ ہمیں بیان ہوا | وہ مسجین جرات کو پھر مہربان ہوا
 شرفِ تخلص میر محمدی فرزند سید جعفر خان کہ صوبہ دار مرشد آباد بودہ از دست
 یک صفائی قلب بس ہو بہر تغیر جهان | خاتم دست سلیمان ہو نگین آئینہ
 شریف تخلص مرزا شریف بیگ از دوستان شریف است | محض ظریف و حریف ہو
 شریف رونے پر آجائیں گریہ دیدہ تر | تو ابرو نہ رہے کچھ کھٹا برسے کی
 شرافت تخلص مرزا اشرف علی نبیرہ میر مشرف کہ از اہل مشہور است
 ساکن لکھنؤ شاگرد ممنون اور است
 چمکے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات | نظر میں بھر گئی دامن کی وہ کناری رات
 ضابطے صیدا فگنی کی جب صنم چڑھ جا کر | سیل خون صیدا تا بام حرم چڑھ جائے ہی
 شہر تخلص مرزا جعفر کہیں براور حکیم مرزا محمد التخاص تیشق از مردم دہلی است
 محمد آباد رفتہ عازم پیشتر گشت یعنی ازین ار فاخت سفر بہت اور است
 امی عشق جگر سوز شر کی بجھے سو گند | ایک شعلہ چا سوز کہ مشتاق فنا ہوں
 شہر تخلص مرزا صادق شخصی بودہ کہ ترک دنیا نمودہ اور است
 گئے دو تون جان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
 نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
 شہر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نواز شل حسین خان نواز شل از دست
 جھوٹی ہی محبت تم بیان کسکو جتاتے ہو | تقریر میں لگنت ہی کیوں باتیں بناتے ہو
 شربت کے سے گھونٹ اب تو پیتے ہو شر ہر دم | یوں اس شکرین لب کی اب گالیان کھاتے ہو
 سامعین کا نہ نقطہ سننے سے دم رکتا ہی | سرگذشت اپنی جو لکھیں تو قلم رکھتا ہی
 شہر تخلص یکے از مردم جو الاپور است و از دورہ سابقین اور است
 پھر تا ہے ہو چار پہر مضطر آفتاب | روشن ہو یہ کہ محو ہوا تجھ آفتاب
 شعلہ تخلص امر ناتھ نام اصلش از کشمیر و مولد و منشا روئے لکھنؤ است
 طبع خوشے دارد از دست

جان دی شعلہ نے حسن بنیت پرین کر تھے نہ سیاب موس فی طلا زر کے ہم جسودہ گلزارا براہیم آتا ہو نظر غم اسیروں کی بھی کچھ ہوا مد مال زخم کا رخ محبوب کو وہ دیکھتے ہیں عین بیت میں غبار راہ بہن برای ہوا سے عالم بالا	حق میں اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا کیا سمجھ کر چرخ نے ہمسکو ملا یا خاک میں اگر بیمار حسن تیرے رف آتش ناک میں باغبان پھول ایک در کھد قفس کے چاک میں گوئی خدمت نہیں بنیا میں خوب آئینہ داری فلک پر ایک دن پوچھیں گے ہم سب غلہ ساری
شفایا تخلص حکیم یار علی بنی اسرائیل از خیالات اوست	چکا ہوں رنگ پان سب جو ہر ترے لبوں کا
تخلص محمد شفیع نام از پیشینان است از فکر اوست -	نہیں کافر ہوں جو ساری رات آتی ہو نہیں
شفیق تخلص مظہر علیخان از شاگردان شہداء اللہ خان فراق است اور است	آہن جین میں مرا گلزار حریف
شکوہ تخلص محمد رضا لکھنوی کشتہ بنت اصلاح مرزا قتل است از دوست	گر کہہ کتے ہو پھر بھی آؤں گا نہ آؤں گا وصل ہو ممکن نہ تاب ہو دلکو تھوڑی بھی نیک و بد کی گردہ تیرے کھے
شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن راہ زیادہ برین حالش معلوم نکشت اور است	نہ دم میں دم ہو نہ اب غم رہا ہو آنکھ میں شکیبا تخلص شیخ غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی میر بزمہ شعرا پایہ تخت
حضور والا محبوب بودیت اول ادبائیت د لہیز فقیر است	نیم بسمل اُسے گر چھوڑا شکیبا غم نہیں چکا ہوں میں طبیب یہ امکان ہی نہیں تیری چین جبین ہو سورج طوفان
پر یہ غم ہوا اعتبار دست قاتل اٹھ گیا تو نبض دیکھتا ہو یہاں جان ہو نہیں اسی سے ہم کنا ہے ہو رہے ہیں	

نیو چھو باب اسجران کی شب کا نختی آفت	اسے تابان بھی میرے سر پر خورشید قیامت کی
شکر تخلص راد باکشن کا بیت از مراد آباد است اور است	
دیکھ تو اگر چشم سیل اشک طفیلی میں ہو	اگر سب خال اپنا کہ دیوار مرثہ بانی میں ہو
شکستہ تخلص مرزا بیدار بخت بہادر عرف مرزا حاجی خلف الرشید مرشد زادہ	
آفاق مرزا جوان بخت چناندر شاہ مرحوم است بعیت پدید بزرگوار خویش	
بجانب بلاد مشرق رفتہ ہولے بنارس باطبع ایشان سازگاری کردہ از آہنگ	
باز گشت بازداشت از دست	
مشکل ہو میری اسکی ہو صحبت بر آہ	امین جلد باز ہوں وہ تغافل شمار ہو
شکستہ تخلص مرزا سیف علی خلف الصدق شجاع الدولہ بہادر مغفور است	
فقدش سچی کاظم بیک جوان تہذیب یافتہ جوان صاحب مروت و اخلاق بودہ	
از خالات اوست	
اکھین چرکے شب وہ ہانے سے اٹھ گیا	حرف مروت آہ زمانے سے اٹھ گیا
خبر نام ناز تر اس مری نظر میں رہا	تمام عمر ہی بھیجا میں رہکڑ میں رہا
بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں	گالیان دیتے ہیں یہ آب غضب کرتے ہیں
غم نہ کھا اے دل اگر شب لف کی تار یک ہو	پاس ہو رخ اسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہو
شکستہ تخلص بدھ سنگھ از مردان است مشورت سخن با بھورنجان آشفقہ کردہ از دست	
پروانہ وار جل کر گویا ہو گئے ہم	پیر شمع دہن چو کا اپنی شرارتوں سے
شوق تخلص شیخ الہی بخش اکبر آبادی کا تب تقدیر منصب نامہ نگار سے مرزا	
منظم بخت بہادر خلف مرزا جوان بخت بہ بخت وے فوشستہ گویند دیوان رنجستہ	
افارسی فراہم آورده کتابے تصنیف کردہ است مسمی بقوانین السلطنت ہنگامیکہ	
بہ کشمش شوق بہ تنگ گاہ جہان آباد میر سدید رسم رہ آورده پیشکش شاہ میکلند	
وفاتش در اسلحہ اتفاق کردہ از تراوش رگ کلک اوست	
دیکھ جو رنگ اس مرثہ اشکبار کا	دل نخلتون سے آب ہوا بر ہسار کا

ایں خاکسار کو کوئی کیونکر اٹھا سکے	جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا دین را
شوق تخلص جاہریک لکھنوی ازت گردان مصحفی است فن نغز و مہاسبت	بہ مشہد مقدس رفتہ اور است
تجہ بن قلق بچہ بستر غم بر تمام رات	تڑپا لکھنوی مراد دل مضطرب تمام رات
ہمارا حال زار از شوق وہ اگر ادریکھے	یہ کیا ممکن ہو جو آنسو نہ چشم یار سے پیچھے
شوق تخلص مولوی قدرت اللہ نائش در جبر کہ افضل ثابت است از باشندگان	تقصہ موی بودہ این شعر ازو بنظر آمد ثبت شد
ای خداون مٹی کبھی تیری خدائی ہوگی	کہ مجھے اُسکی جدائی سے جدائی ہوگی
شوق تخلص یکے از سالکان جہان آباد شاگردان سودا است از دوست -	
داسن کو تیرے خون زہے بن بھرے ہوئے	جھوٹے نہ اپنا عشق تو قابل مرے ہوئے
شوق تخلص حسن خان از افغانہ وار ملازمہ سراج الدین علیخان از دوست از دوست	
دکھا دیدار یار سے کہ میں فرقت در گزرا	مرا فزادے محشر آج ہی میں کل سے در گزرا
مدت سے یہ بحث در میان ہو	پر علم نہیں کہ کسان ہو
شوق تخلص بھوگے لعل نام از فکر ت دوست	
کہیں مرقدہ آنکلا بت ایمان شکن میرا	گلے میں ہو گیا زہار ہر تار کفن میرا
کہیں وہ شوخ بھی آجائے لڑکونین تماشے کو	مبارک جب مجھے اسی شوق ہو دیوانہ میں
شوق تخلص روشن لال در علم موسیقی دستار نوازی علم استاد می از اشت اور است	
گر کشت چشم دکھانا نہ گل اندام کہیں	در نہ ٹوٹے کی صراحی کہیں اور جام کہیں
عقدہ دل نہ کھلاناخن تدبیر کے ساتھ	آخر شمس کام بڑا بخیہ تقدیر کے ساتھ
شوق تخلص محمد بخش نام حالش کما ہی معلوم نشد اور است	
ای شوقی اچھے ہووہ شیشی کو تے میں	منظور کسی کی تو اسے دیکھنی ہو
شوق تخلص غلام رسول از جہان آبادی است بدولت حفظ کلام اللہ تن را	
از آفات فاقہ نہاد و امانت مسجد کہ بھمن خانہ عزیز آبادی است حضرت	

دلی عہد بہادر برہ مسلمہ داشتہ اندو تعلیم اطفال نیزے کند نسبت شاگردی بشاہ
نصیر دارد اکثر کلاش بطراز استاد خود است ازین سبب بسزادر تودیک شعر
درین رسالت ثبت افتاد

لکھا ہوا تھا یہ اُس مجہین کے پردہ پر | انہیں ہی کوئی اب ایسا زمین کے پردہ پر
شوکت تخلص سینف علی خلف میر رستم علی از مردم بخنور است من نظم را از
علی عشرت بریلوی گرفتہ نقل کردہ اند کہ وے را در بنارس با شخصہ از اہل فرنگ مخالفت
فراوان رودادہ تطبیع و تحریر وے العیاذ باللہ ترک اسلام گفتمہ بردش نصارے
پر آمدہ اکنون در میرٹھ بتعلیم اطفال تسمی ازین طائفہ لبرمی برد و تلیف مسیح نام کردہ است
این آیات اذان متبع مسیح و جال است

کاٹ ہے جو ابرو کے رسم دارین | ہو کہ یہ برش کب کسی تلوار میں +
مجہین اور ابرو میں ہی معرکہ آرائی آج | سرخ رو رکھو تو اسے دیدہ خوبار مجھے
شور تخلص مرزا محمود بیگ عرف چھوبیگ ایرانی نژاد است و مولدش این بلدہ
مینوسواد در معرکہ کلازار کارش با تمام رسید مردی سپاہی بیشہ و درست اندیشہ بودہ اور است
ایک آہ سرد بھرنا اور دل کو غلام لینا | ہوتا ہی گاہے گاہے یون تیرا نام لینا
وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہیں | یاں کلمہ تمہادت ہم یاد کر رہے ہیں
غضب آنکھیں تم پر و عجب منہ کی صفائی ہو | خدائے اپنے ہاتھوں سے تری صورت بنائی ہو
شورش تخلص غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبائلویس جوان شوریہ مزاج است
گاہ گاہ بہ نظم اشعار می پردازد و از مومن خان استفادہ سے سازد و با داعی طریق کشائی
می سپرد این اشعار از و نکارش یافت

نامہ جو نیالا یا ہے قاصد تو صنم کا | بیان نکھو نا کسی مایوس کرم کا
کیا جانے عدد خون جگر پینے کی لذت | شورش سے فرا پوچھے تلخ آب الم کا
کھو رکھیا کچھ کو غیر دیدہ تر ایک دن | شمع سان لعل جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن
کیا قیامت ہو کہ روز حشر ہو ہر روز مجھ سے | تھا قیامت کے لیے یارب مقرر ایک دن

جب وہ بنو اب غم دوری اعتبار سے ہو چشم عاشق سے جو دریا کو کئی دے تشبیہ ہم دم شب ہجران میں اجل بھی تو نہیں ہو بنو اب میں بھی جلوہ نسیم دزائے ہو تو	شکوہ پھر کیوں نہ مجھے طالع سیدار سے ہو بس وہیں روئیکہ ہو جاسے بہانا جھکو حال اپنا کہیں کیا درد دیوار کے آگے ہم کو چہ اعتبار میں فریاد کریں گے
---	--

مشہور شخص خاص میر غلام حسین ازاد باب عظیم آباد است اصلاح سخن از میر بابا جو
گرفتہ گویند کہ رنگ تندرہ موز و نان ریخت ریخت است و ناقش در زلف نوشہ است
اور است

رقیب گرچہ بہت برخلاف ہی تشرش	ہوا کرے بہن ہی یا اپنے کام سے کام
------------------------------	-----------------------------------

مشہرت کی از سنا گردان جرات است اور است +

دل ڈھونڈتے ہو یاں کے دل لہان ہو	اک شعلہ آتش ہو کہ پہلو میں لہان ہو
---------------------------------	------------------------------------

مشہرت شخص امیر بخش نام سپر علی خان ہمراہ پیر بدکن رفتہ بذریعہ شاعری ملازم
سرکار دیوان چند و لعل گشت و صلہ پایافت و نوجوان مرد کتب فنون نظمیں از سنا و لعل خان
فراق کردہ اور است

حیرت پڑی تپکتی ہر شمع مزار سے	آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے
-------------------------------	-------------------------------

شہامت شخص شاہ شہامت علی کی از درویشان بلاد شرقیہ بودہ اور است +

یاد حق کر ہونے دل میں تو ہو قالب نفس تو	لوم ہو جانا ہو دارت خانہ ویران کا
---	-----------------------------------

شہید شخص شاعر از معاصرین میر و محمود است اور است

لکے برباد اپنے نال و نہر یاد باقمت	ہمارے آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد باقمت
------------------------------------	--------------------------------------

شہید آخر مقید تھا بہن حسرت میں جی مینا
ہمارے سر پر آکر پھر گیا جلا دیا قمت

شہید می شخص کراہت علی نام باشندہ لکھنؤ طبع خوشے دارد و در عشر و ض
دستیکا ہی معقول و در حساب مکتبہ مقبول در بلاد پنجاب و جرات بیشتر بسز بردہ
گاہ گاہ بدہلی وارد شدہ ہنگام درود دہلی بار ششم آٹھ ہلا ہا بر خوردہ مرد
نے محکمہ و دارستہ فرج دہلیج الشرب است ازادانہ میزید اور است

<p>خوار رہتا ہر پرانا تو پشیمان نیا خمسر تو بون گلے پہ مے بار ہا بھرا آنکھوں سے تری زرگس فغان نے دکھایا مجھے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا یہ نہ سنو اے کہ مطلب غیر کا حاصل ہوا پھر قیامت ہی جو وہ شہنشاہ شکریا وہ شہیدی کے جانے پہ مقرر آیا وہ اُسی وقت نہ آئے اگر آنا ہوتا + بہلائے جی کوئی درو دیوار دیکھ کر کیا خوشنود اُس بت نے خدا کو ایک بوسہ میں کچھ نہ روئے آہ اگر ہم عمر بھر رو یا کیے</p>	<p>قدر سب چاہئے والوں کی تری دیکھ چکے گر کچھ مزا ملا تو شہیدی اُسی کے ہاتھ کا تو نے سنا کرتے تھے ہم چادر ہر اک شہر عام بین اُسکے تو الطاف شہیدی سب پر ہم نہ بیوی بچے اپنے مطلب کو نہ پہنچے پر خدا جلد انصاف چکا خلق کا لے دا ورحشہ نام مرنے کا سننے سے جد غش آنا ہی وعدہ شام پہ کی پہنچے عرش جاگ کے صبح خالم کبھی تو بام پہ آجا انسان ملک شہیدی میں تو کیا بون لیکے بوسہ سنگ سود کا دلکے جانے کا شہیدی حادثہ ایسا نہیں</p>
<p>شہید اخلص جزائیکہ ساکن مراد آباد است</p>	<p>شہید اخلص جزائیکہ ساکن مراد آباد است</p>
<p>کرتے ہو گیون شک تم در سے مجھے اٹھا کے</p>	<p>کرتے ہو گیون شک تم در سے مجھے اٹھا کے</p>
<p>شہید اخلص خواجہ ہینگا اصلش از کسرووے بغن علاقہ بندے علاقہ</p>	<p>شہید اخلص خواجہ ہینگا اصلش از کسرووے بغن علاقہ بندے علاقہ</p>
<p>داست از تلامذہ میر محمدی شہید است</p>	<p>داست از تلامذہ میر محمدی شہید است</p>
<p>جائین مشتاقون کی لب تک آئیاں</p>	<p>جائین مشتاقون کی لب تک آئیاں</p>
<p>جا کان میں باتون کے بہانے لیا بوسہ</p>	<p>جا کان میں باتون کے بہانے لیا بوسہ</p>
<p>شہید اخلص نواب معین الدین خان بیرہ نواب عنازی الدین خان مرحوم</p>	<p>شہید اخلص نواب معین الدین خان بیرہ نواب عنازی الدین خان مرحوم</p>
<p>متخلص بہ نظام کہ جلال تاثر ایشان مقرب مع خاص و عام است بکالے</p>	<p>متخلص بہ نظام کہ جلال تاثر ایشان مقرب مع خاص و عام است بکالے</p>
<p>سکونت دارد گاہ گاہ تہجان آباد میر سید نے از ابیائش کف آمدہ بود</p>	<p>سکونت دارد گاہ گاہ تہجان آباد میر سید نے از ابیائش کف آمدہ بود</p>
<p>بعد از خاب ثبت گشت</p>	<p>بعد از خاب ثبت گشت</p>
<p>اتحادک ہو مزاج لے بت قابل تیرا</p>	<p>اتحادک ہو مزاج لے بت قابل تیرا</p>
<p>بیٹھا رہتا ہر جزا تو پہ جھکا لے شہیدا</p>	<p>بیٹھا رہتا ہر جزا تو پہ جھکا لے شہیدا</p>

جواب زبانی بھی اُس کا نہ آیا + سمیع تک ٹھڈی اُنھی بزم سے اُسکی پرہم	وئے سیکر ہی خط مجھے سب نے لا کر اُٹھے تو جل کے اُٹھے بیٹھے تو جل کر بیٹھے
شقیقتہ تخلص شاعری از پیشینیان است اور است +	
بعد کے دن بھی نہ لکھا اُس ہلال ابر و کوآہ	چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ لکھا چاند سا
شقیقتہ تخلص حافظ عبد الصمد از خاندان اہل علم است دو کے بسا ہی وضع بودہ قوۃ عظم	
از لہوئے خان آشفقۃ آموختہ اور است	
بے سبب کامل مشکین کو یہ شانہ کیا تھا	اُنھ جھپٹا نا تھا اگر تو یہ بہانہ کیا تھا
شقیقتہ تخلص راقم آغ است از کم وز نہانے خواست کہ بزمہ موز و نان بشمار آید	
اما ہامید کرم ارباب کرم کہ عیب را ہنر مند ارند و خطارا صواب انکار مند لختے از گفتار	
نوشین کہ ناخوہر چون کردار است سامع خواستے میکند	
شنیدم کہ در روز امید و بیم	بدان را بہ نیکان بہ خمشد کرم
تو ہم ار بد سے بنی اندر سخن	خسرت جہان آن سرین کار کن
دیش از عرض افکار قہر بیا گذار	شس کیفیت خود می نہاید کہ فقیر از
آدان صبا با بن فضل منوط بودہ اشہ عمر گرامے را را یگان داد چون	
رابطہ باین فن از دلگاہ اشغال عالیہ و فنون شریفہ ہادے دارد اکنون	
دیر گاہ است کہ سر و کارم نیست مگر تحریک مخفیان گاہے از دار دات	
جدیدہ اتفاق سے افتد و آنہم بعد سائے نہ کہ ما ہے و چنانکہ پاس چوم ولہ	
مشاقان ریختہ وقتے بغور و فکر ریختہ مضطر سے کند ہنسان رعایت جو شس	
شوق آرزو مند ان پار سے گاہ غنائل بیاسے سے کشد و در مراتب سخن	
اگرچہ اداسے خاص با من است اما طبع باہر رو شس چنان مناسب افتادہ	
کہ بہر شہوہ سخن میکشم کہ چنانا طرز خاص من است و این سخن را اگر عجوبہ نظم و نشر	
من بنی مسلم سپدا سے و ہر اہم در قدسی محسانہ بخش من داشتند از دست	
ساقی مصطفیٰ سخن موسیٰ خان لکاسہ ہم ریختند و این چند بیت از خیالات پریشان خود	

کہ جمہورت دیوان گرفتہ عرضہ می ہر

تیرے رنج و کوجہتے ہوئے عجب ان دیکھا
کہ بہت اُس نے سنگر کو پشیمان دیکھا
جس کو دشوار سمجھتے تھے سو آسان دیکھا
باقی ہے انتقام ابھی عشرت کی رات کا
کیا اعتبار ہے اُنھیں دشمن کی بات کا
رکھا ہے اُس نے سوگِ عدو کی وفات کا
کیا کروٹ مے دل میں سوزِ بان پر آیا
وہ تو اُسے نہیں میں آپ میں کیونکر آیا
اہل ماتم میں یہ چسپہ جا ہے کہ دلبر آیا
دل ہوا رنج سے خالی بھی تو جی بھر آیا
شفیتہ ضد چہ جو وہ اپنی سنگر آیا
جو ہلال غرہ تھا سو ماہ کا مل ہو گیا
طالعِ اعتبار سے جلا دے عادل ہو گیا
کامِ بمان کیلئے دامن ترکا +
خون لیا تو مے کیو ترکا + +
کام ہے یہ اُسی سنگر کا + +
ہو اب تلک خیال اُسی غفلت شعار کا
دیکھا اثر یہ نالہ ہے احتیاء کا +
دعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہیں سکتا
مسک رہی ہو گیا بھٹاب الیم کا
پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا
آپ عاشق ہے مگر وہ بہت خود کام اپنا

کوئی جانِ جہان میں نہیں جیستہ لیکن
تنے کیا جانے کس ذوق سے دی جانِ دمِ قتل
ایک نالے میں ستم ہائے فلک سے چھوٹے
کیا ہو وے شامِ روزِ جزا ڈھبِ بخت کا
تنتی ہن جان جانتے ہیں یہو فاجحے
مے مرگ آ کہ میری بھی رہ جائے آبرو
اُس سے میں شکوہ کی جا شکرِ ستم کر آیا
تیرے اٹھ کے ہی دھیان مکر آیا
لے اجل نیم نگہ کی تو مجھے مہلت دے
دیا ہائے مجھے لذت آزار نے چین
شوقِ مردن تو ہو پر پھینے سے بن آئنگی
بے خراش ناخنِ غم میں بھی کیا بالیدگی
ہاتھ اٹھایا اُس نے قتلِ بگینہ سے میرے بعد
شعلہ رو بارِ شعلہ رنگِ شراب
لقشِ تغیرِ غیر کو اُس نے
میری ناکامی سے فلک کو حصول
کیا دونِ جوابِ داورِ رودِ شمار کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
کب طالعِ خفہ نے دیا خواب میں آنے
لیے جہاں بار میں پائے نرے کہ بس
سکہ آغا نہ محبت میں ہوا کام اپنا
ذکرِ عشاق سے اتنی ہے جو نفرت اسکو

کیون نہ وہ تیرے تیرے مجھے خواہش مرگ
 تاب بوسکی کسے دین بھی وہ اب شیفہ کر
 اب جو سنتے رہے شب بزم میں +
 غنیمت کی گماہیں گے اب شیفہ
 یاس سے آنکھ بھی جھکی تو توقع سے نکلی
 شب بجران لے کہا تھہ کیسے دراز
 کب ہمیں حاجت پر ہی نہ پڑی
 غریبی نجات کہ پیمان عدو
 کس لیے لطف کی باتیں ہیں پھر
 پروانہ بنا میرے جملانے کو وفادار
 پروانہ وار طلبنا دستور ہے ہمارا
 یاں سبک حرف ملاست یان گران عرض نیاز
 ہائے افس برق جہان سوز پر نادل کا
 ہے ترا سلسلہ زلف بھی گنتا دل بند
 دیکھتے ہم بھی کہ آرام سے سوتے کیونکر
 مجھ کو حسن سے سب جن دلبر ہیں تسخیر
 کبھی بیتاب کو دیکھا کہ ہوا اگر مر عثمان
 نہ لکھنا تھا غم نا کا می عشق
 نے ردہ وہ آئے مجھے کس طرح نہ وہ
 شوگر گل موں آگیا تھا دیکھ گل پھر غش ہو
 کیا کہیں گے کہ ستم دیکھے کہ اک ہیدر تر
 میرے آنے سے تم اٹھ جاتے ہو
 کیا بن گیا ہوں صورت دیوار دیکھنا

سب کو دنیا میں پسند آئے ہو آرام اپنا
 کر چکی کام بہان لذت دشنام اپنا
 جان کو دشمن کی مین رد یا کیا
 کچھ تو ہے جو یار نے ایسا کیا
 صبح تک وعدہ دیدار نے سونے نہ دیا
 شیفہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
 غم نہ کھایا تھا کہ ستم یاد آیا
 افس کو ہنگام ستم یاد آیا
 کیا کوئی اور ستم یاد آیا
 محفل میں کوئی شمع بدل جائے تو اچھا
 اُس شمع رو پہ مرنا مشہور ہے ہمسارا
 سخت جان ہم کب نہ تھے اور ناز میں تو کب تھا
 مجھے جو گرمی ہنگامہ جملانا دل کا
 پھنسنے سے پہلے بھی مشکل تھا چھٹانا دل کا
 نہ سنا تم نے کبھی ہائے فنا دل کا
 میرے یقیں کو دعا ہے سلیمانی کا
 کچھ نیا ڈھب ہے ترے رخس کی جولانی کا
 جواب نام نہ نہ عسا کیا
 اے شیفہ ہنگامہ عشر کی شکایت
 یاد آئی مجھ کو اُس چاک گریبان کی بہار
 شیفہ عاشق ہوئے وہ شوق میرا دیکھو
 بزم دشمن میں نہ آؤں کیونکر +
 صورت کسی کی مین سردیوار دیکھ کر

دینا کسی کو دل تو وفا دار دیکھ کر
 اکدم ہوا جو خندہ بند قبا سے ربط
 کیا دیر میں ہوا ہمیں زود آشنا سے ربط
 محروم میں کس واسطے تفریق کے مشتاق
 ہیں میرے کو تو بھی ترے تیر کے مشتاق
 ہے آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلمک
 کے ترے سینے تم ہی پہ جیتے ہیں جب تلمک
 ہو نچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلمک
 شکر بخار ہا گلہ بے سبب تلمک
 ماہر و شمع کو ہرگز نہ جلا نا شب وصل
 ڈھونڈتے ہیں چلے جائیو کہا نا شب وصل
 جنت میں پہلی مری حسان کو ہولے گل
 شعلہ اٹھے زمین تہن سے بجائے گل
 بستر پہ میرے کا نٹون کے بدلے بچھائے گل
 کیون لکھتے ہیں چشم یار میں ہر دم
 مر گئے تیرے انتظار میں ہر دم
 تاسے کو ڈھونڈتے ہیں صبا اور صبا کو ہم
 دیکھے ہیں اُس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم
 اے مرگ داد چاہتے ہیں چل کر خدا سے ہم
 شام شب فراق نہ مرتے بلا سے ہم
 بیٹھے ہیں دیکھ بزم میں کس التجا سے ہم
 شرمندہ ہو گئے تو ملی شرم و حیا سے ہم
 ہوئے نہ اس قدر جو کلمہ بانوں میں ہم

اکتا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفۃ
 زیناخن و خراش میں بگڑی کہ کیا کمون
 صبح شب فراق کیا لطف مرگ نے
 ہر جسم نہیں جرم وفا قابل بخشش
 لکھتا ہوں زبیں آرزوے قتل میں نامے
 رہ جائے کیون نہ ہجر میں جان آ کے ب تلمک
 کتے ہیں یوفا بچھے میں نے جو یہ کس
 ایسے کریم ہم ہیں کہ دیتے ہیں بے طلب
 یان عجز بے ریا ہر سنواں ناز و لفریب
 صبر پر والے کا بھج پر پڑے ڈرتا ہوں
 تنگ اتنا نگرے شوق ہم آغوش کہ وہ
 ہر سنگام غش جو غیر کو اُس نے سنگھائے گل
 از بس کہ دیکھ جلوہ ترا جہل گئی بہار
 خوش ہوں دکھانے لائیکا اُسکو کہ غیر نے
 کب ہوئے حنا راہ غیہ بھلا
 نقش پر تو خندائے واسطے آ
 افغان چرخ رس کی لپٹ نے جلا دیا
 ہیں جان طلب کسی کے اشارت کی ڈیرے
 ہم زندہ اور غیہ پر پیدا و جلد آ
 کیا جانتے تھے صبح وہ محشر قد آئے گا
 اے خوش لشک ب عدد اب موت اٹھا
 کھاتوں کا ہے وہم اہل بزم کو
 کھوں سے یوں اشارہ دشمن نہ کھیت

توین میری گور کی لازم ہے خوب سی
 طوفان نوح لانے سے لے چشم فائدہ
 دشمن تو انہ پارہ فلک بوداوس پرست
 میں جل گیا وہ غیر کے گھر جو چلا گیا
 کب ہاتھ کو خیال جزائے رفو نہیں
 کیا جانے درد زخم کو گو ہو شہید ناز
 کچھ اور بید لی کے سوا آرزو نہیں
 نے اشک لالہ گون بھی میں بے آبرو نہیں
 پھر بھی کو گے چھڑنے کی اپنی تو نہیں
 کیا جوش انتظار میں ہر سرت دوڑے
 شکر ستم سی راس نہ آیا جہن کہ اب
 ہر جا کی اپنے وحشی کو کس منہ سے کہتے ہو
 نیرنگیوں نے تیر سی یہ حالت تیر کی
 کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفہ
 چراغ وقف محبت نے کر دیا افسوس
 تنگ تھی جا کہ دل نامشاد میں
 کیوں کر اٹھتا ہے خدا راج فہنس
 یان اسد قتل ہی نے خون کیا
 لیلیٰ کہے سے بکڑ گئے تھے
 گر کیے کہ غیر سے نہ ملے +
 دشمن کہیں گیا نہ آنکھوں سے شیفہ
 افسوس چہا کے اور بھی شرمندہ میں ہوا
 جو حال پوچھنا ہے تم اس سے ہی پوچھ لو

تقریب سیر سی سے وہ شاید گزر کرین
 دوا شک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کرین
 کس سے جفاے غیر کا یارب گلا کروں
 شعلہ سے استعارہ آواز پا کروں
 کب پارہ پارہ سپر میں چارہ جو کروں
 جو نیم کشت خنجر رشاک عدد نہیں
 ایدل یہ یاد رکھو کہ ہسم بن تو تو نہیں
 گر یہ بن رنگ کیا ہو کہ دل میں ہو نہیں
 عطر سہاگ ملتے ہو وہ جس میں ہو نہیں
 بدنامیوں سے ہائے گزر ایک سو نہیں
 کہتے ہیں وہ کہ لائق الطاف تو نہیں
 کیا آپ کا نشان قدم کو ہو نہیں
 اسید زندگی کی کھو ہے کھو نہیں
 اس گل بہش بن جہن محبت کی ہو نہیں
 کہ مجھ کو دوست و دشمن سہی جلاتے ہیں
 آپ کو بھولے ہسم اس کی یاد میں
 مرتے ہسم تو کف صیاد میں +
 رہ گئی حسرت دل جلا دین
 دیوانہ میں حبان کر بنا ہوں
 کہتا ہے کہ کیا میں بیو فا ہوں
 اسکی گلی میں آج نشان قدم نہیں
 افسار عشق غیر سے وہ منتقل نہیں
 مجھ کو دماغ قصہ غم ہے دل نہیں

جلے کیا کیا نہ عرض سوزش داغ نہانی میں
 عدو سے بات کی اور حن آیا بید بانی میں
 دعوے ہیں بواہوس کو عبث مال و جاہ میں
 رقیب پیئے ہیں کس کس مزے سے جام شراب
 موم پہ بھی بجھے کس طرح اضطراب نہ ہو
 ہے دل کو شکر و وفا کے عدو سے بیتابی
 ناصحوں کی بھی تو مرجھاتے ہیں
 بوسہ لب نہ مانگتا دشمن
 دیکھ کر چشم غضب کو اُسکے میں نے رو دیا
 کب ہو میں گستاخانِ آداب دانِ عشق سے
 کیون نہ شادی مرگ ہو نا کام مجھسا دیکھ کر
 خطِ آزاد می تھا نامہ غیر کا ایجویش رشک
 آہ و زاری نارسا شوقِ اسیری بے اثر
 اک دم شمشیر سے آزار سب جلتے رہے
 جس نے کی ہے کس دم مہربانی
 سحر اُن کو ارادہ ہے سفر کا
 دیت اہل فلک کے درہم داغ
 انصاف لے خدائے دو عالم کہاں ملک
 تشبیہ تیری زلف سے دی ہو نہ غیر نے
 ناب وصال اُس سمن اندام کو کہاں
 جاتا ہوں کوئے غیر میں صحرائے بد لے میں
 لگے رشک اُن کو یاد آنے لگے
 پھر حشر کسم شمعاری ہے

عجب آرام تھا جو شمع ہلکے زبان میں
 غورِ حسن کم ہوتا ہے الطافِ بانی میں
 الماسِ یزی فرشِ بین بانِ خواب گاہ میں
 ہلکے دہریں افسوس اجتناب نہیں
 یہ جو رہیں کہ قیامت کے دن حساب نہ ہو
 کروں میں کچھ گلا لطف اگر عتاب نہ ہو
 عشق سے مجھکو ڈراتے کیوں ہو
 مہر لگاتا ہے کون سا لیل کو
 چلے پانی ملا لیتا شراب تیز کو
 دیکھ کر عزیرا پشی تمکین پوس انگیز کو
 دھم کے منہ میں زبانِ سخن خونِ زریں کو
 پھاڑ ڈالا آپ ہنسنے کیسی دستِ آویز کو
 کون لائے آشیائے تک مرے صبا کو
 ہم سبھا جانتے ہیں شفیقہ جملہ کو
 کہ جب کہلو میں وہ نامہر مان ہے
 قیامت لگے میں شبِ دریاں ہے
 کہ تیرا لہ ایتنا خون چکان ہے
 وصل صنمِ عدو کو ہو رشک عدو مجھے
 سنبل سے عطرِ فتنہ کی آتی ہے بو مجھے
 بس بس چھڑے خلشِ آرزو مجھے
 دیوانی میں بھی ہے تری جستجو مجھے
 ہم جو غیر دن گھر میں جانے لگے
 پھر اُنھیں جستجو ہماری ہے

پھر وہی بقیہ راری نکلیں ہو
 گئے ہے مجھے کہ اس جور پر تو چھوڑ آئے
 خیال تھے اثر جذب دل سے کیا کیا آج
 کہاں ملک ستم یار کا فلک سے نکلے
 غیر بھی بکون تم سے نباہیں گے گر
 کرتا ہوں میں تعریف ز بس لے سکے دہن کی
 جس لب کے بوسے غیر لے اس لب سے تحفہ
 شکر ستم نے اور بھی مایوس کر دیا
 آؤ بھائی ادا ہو چسکی +
 کیا ارادہ اگر سیر باغ کا تو نے
 دیکھ بغیر مرے رنگ کو سوختی سے کہا
 بھج کر کسکو بلاؤں شب غم میں کہ کوئی
 بزم دنیا میں ہر دین بخش کو کب عیش نصیب
 دولت وصل سے کیا کام ہو سنا کون کو
 خود چاک کروں جامہ اعدا کہ نہیں چاک
 لے عدو کس لیے ناناں ہے تجھ تو آخر
 لے چلین لٹوڑا نیک بھی دست میں
 کھول جلد لے شفیقہ آغوش شوق
 اُسے خوش کر نیو بڑھوایا عدو سے خط مرا
 تنگ مہمانی دشمن بھی کیا ہنسنے قبول
 نا صحتی نہ بان تیرے بس میں نہ تو پھر
 کیا سوئی جھوٹو کہ رہا ہوں بھٹ جائیں
 یہ غم اگر نہیں کہ نہ آیا وہ بوسہ

وہی تکین بقیہ راری ہے
 ستم تو دیکھو کہ طعن عدو وفا پر ہے
 ہزار خون ہوس گردن حنا پر ہے
 تو آپ شفیقہ لے شفیقہ جفا پر ہے
 جسم وفا قابل تفسیر ہے
 لیتے ہیں مرے لب مری تفریقے بوسے
 کم نخت گالیان بھی نہیں تیرے واسطے
 اس بات کا وہ غیر سے شکوہ کیا کرے
 ایک دم صبر آزمائی ہو چسکی ++
 قیامت آئے گی ابرہہ کے بدلے
 تجھے ڈرتا ہوں کہ تو دم میں بدل جاتا ہو
 لاکھ خاطر ہو یہ کب سوے اجل جاتا ہے
 سو تجھی کو رہے مجھ کو تو یہ غم بھی بس ہر
 ناز خسر کے یہ خیل و حشم بھی بس ہے
 جیسم ہے کہ لون دھیان آریاب ہو سنا
 جیسے ہم خواہ ہوے ہیں یہ وہی عزت ہر
 آبلے بھوٹین کے آخسر خار سے
 یہ صدا آئی لب سو فار سے
 بسکہ تھا آگاہ حرف شکوہ کے خور سے
 شفیقہ لیکن نہ آئے وہ کسی تدبیر سے
 انصاف کہ کہ دل پہ مرادور کیا ہے
 تیری گلی کی سمت رافقش پانچ
 روتے مرے جنازے پہ کیوں اقربا پانچ

نہی کب سے رگ و حریت دیدار میں نزع لے جان لب یہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ نذر کہ مسلح غیبر کا نہ کرو تم کو اندیشہ گر فستاری ایکدن تیسرے گھر میں آنا ہے ایسی رغبت سے کہ قتل گمان کا ہو سیکو تھا	وہ ایک دم میں آئے جھگڑا مسلح رہن ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے بات اچھی نہیں لڑائی کی + یاں توقع نہیں رہائی کی + نخوت و طالع نے گرسائی کی ثقیفہ اُس کو تو تو تم سے محبت نکلی
--	--

حرف الصاد والمملہ

صاحب تخلص مظفر الدولہ ممتاز الملک نواب تفسیر یا نجان بہادر خلف
شہر و فرانسس اصلاح شعر از خیراتی خان دکنوز گرفت ہنگامے کہ
در جہان آباد می گذرانید رنگ مشاعرہ سے ریخت در دیوان جو آنے رفتہ
حیاتش گنجیت اور دست

لفظ آیا گئے شب بام پر سپار اپنا سوز لطف حلقہ دن خواب و گریہ کے آس پاس	بار سے اب کچھ ہے بلندی پہ ستار اپنا یا اورد ہا ہے فوج سکندر کے آس پاس
--	--

صاحب تخلص از پیشانیان است و صاحب دیوان اور است

زور کیفیت ہے کہ تبسمی چھلکتے ہیں	اجام پر نقشہ جھکا شہیدہ سنجو ار جھکا
----------------------------------	--------------------------------------

صاحب تخلص نامش امۃ الفاطمہ بیگم شہور بصاحب جی کہ ماہ آسمان
نگوئی است آفتاب صفت از مشرق بجانک مغرب آمدہ بتفریب مداوا با موسیٰ خان
کارش افتاد ما ہی چند کار ہا در دود و دوا بود سالماست کہ باز بہ لکھنؤ رفت
قنوی قول غین نام کہ از مصنفات خان معزۃ الیہ است شجہ نسخہ حسن و جمال
ہماں موزون قد است القصۃ بغض صحبت شان دلش بشعر و شاعری سبیل کرد
از موزونے قامت بموزونے طبع گرائیدہ و از آرایش زلف پریشان بو شگافی
اشعار پیچیدہ از دست

رقیبوں کا جلنا کسان دیکھتا تو گنہ کیا صنم کے نظر سے بن زاہد کھولے ہیں اُس نے پیر بن یوسفی کے بند نظر ہے جانب اغیار دیکھے کیا ہو جو خط جبین کا مرے کاتب ہے اُسی کو صاحب جو بنیاس ہے نو مانند زلیخا	سمان یہ مرے گھر میں آیا تو دیکھا یہ جلوہ خندانے دکھایا تو دیکھا تہ کر رکھے نسیم سے کس دقبے گل پھر ہے کچھ نگہ یار دیکھے کیا ہو دکھلا تو مرا نامہ اعمال آ لہی یوسف سا غلام اک مجھے ڈال آ لہی
--	---

صاحبقران تخلص امام علی نام از سادات رضویہ است و از سکنائے
بلگرام شرم و حجاب از دلش براہل دور و طبعش از آداب و اخلاق مجبور
ہر چند در اب جامع این اوراق نیست کہ عیاناً باللہ کے رابہ بدے نام برد اما
در خصوص اینکس نظر نقش و ہر شش خلاف عنوان ناخواست حرفے چند از
نوک خامہ بر صفحہ نامہ ثبت گردید یارب از نامہ اعمال این نامہ سببہ
محبوبہ و المحاصل ہمد اشعار شش از انواع ہزل ملو است اگر حبیہ مضامین دلپذیر
ہسم دارد اما حیا مانع تحریر مگر از یک بیت نتوان گفت کہ در نہایت مرتبہ
عالی رتبہ آمدہ و شاید کہ نوجوانان بیباک و شہبان ہوسناک رانا نوشستن
آن ابیات موجب شکایت و گلہ گردد اما ناچار پدید رفتہ آمد کہ الانسان اذا استبلی
ببلیتین فاخارہا ہونما ظلمہ ان شعر این است

محب کو شہوت ہوئی یتم سے
تھی مقرر کسی چھنال کی مناک

صادق تخلص صادق علیخان از امرای عظیم آباد است اور است

وہ ہے عرق سے یار کے جاہ ذوق بن آب
دیکھے تو خضر کے بھی بھرائے دہن بن آب

صادق تخلص میر جعفر خان از اکابر دہلی بودہ اور است

شرم سے نام وہ نہیں لینا
چشمہ را خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان از اقاہار فوجدار خان کہ لقب پیلبان خاص شاہی است

نسبت شاگردی با افشار احمد خان دارد اور است

صادق اب اور سرد کار نہیں اُس سے گو	ایک بوسے کی رکھے ہے دل غمناک ہوس
صابر مخلص صابر شاہ دہلوی از موزونان زمان محمد شاہ است از دست	
جو ہم بستر نہ ہم سے تو اُسکی کیا شکایت ہے	الظہیر کے ہمیں اک نے کھینا اُسکا کفایت ہے
صانع مخلص نظام الدین احمد بلگرامی وہمیں نام تاج ولادت اوست شخصے است	
یا آداب و اخلاق مہذب و فکر تشویر پارسی زبان آفرین طلب با شترے ممتاز عصر	
غولیش مانند شیخ علی حزمین لایحی اصفہانی دوا لہ و غستانی صحتہا داشتہ احیائا بہت	
بقلو بخیتہ ی گماشت اور بہت	
صنم کی اُس محبت پر دیا تھا جان دل صانع	انتہا معلوم ہو جائے گی لیون نامہ بیان اپنا
صبا مخلص کا نجی مل نژادش از فیروز آباد و مولد و غنما شے لکھنؤ از تلامذہ شخصہ است	
دیوانی مختصر گرد آورده در عنفوان شباب این جهان گزران گذشت اور است	
ابھی تسکین ہوئی تھی اک ذرا فریاد و زاری سے	لگا دل مضطرب ہوئے کہ پھر درد جگر اٹھا
انسوس وہ آرام عدم میں بھی نہ پایا	جس کے لیے دنیا سے سفر ہم نے کیا تھا
جلے دامن اٹھلے کہ یہ کہو اُس شوخ قاتل سے	کہ یہ مدفن نظر آتا ہے رنگین خون بسمل سے
صبا مخلص شخصی از تلامذہ میر ضیا است اور است	
جمع کر کے درد سارے تو نے دل سپرد کیا	کہ تیرے دست قضا پھر اس سے کیا حاصل کیا
زکھ عمود بوسے سے ہمیں قاتل کہ مرتے ہیں	جو مانگے سوئے سے دیتے ہیں جبکو قتل کرتے ہیں
تربت صبا کی دیکھی کل رات دور سے جو	اے نظر نہجے وان شمع و چراغ کتنے
جا کر جو آج دن کو دیکھا کیا انھیں	اکدل جلے ہے اُسین حسرت کے داغ کتنے
صبا مخلص مرزا راجہ شکر ناٹھ بہادر خلف مرزا راجہ رام ناٹھ بہادر منصب پیشکار سے	
نظارت با اوست محفل مشاعرہ می آرست اور است	
کیا پوچھتے ہو جو روستم مجھے یار کا	دیکھو نہ حال میرے دل بے قرار کا
دل جب اُس کی نگہ مست کا خمور ہوا	سر خوش کیفیت بادہ انگور ہوا
صبر مخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم بو	علی خان اہلش از کشمیر

جنت نظیر و مولودش و مولد بعضی از بزرگانِ شہین بلبدہ دلپذیرانکار خود را از نظر
میر عزت اللہ خان عشق گزرا نیدہ اور دست

گئے قصدِ حرم کا ہے سرِ میخانہ لکھتے ہیں | غرض ہم بھی عجب ہی مشربِ زندانہ لکھتے ہیں
صدقِ خلص کے ادا ہا کی حیدر آباد است از دست جو

برقت اشک جو ٹپکے ہے شاید | ہوا آکھون میں اب تحتِ جگر بند
کمان نیلے ہے تار زلف سے دل | کرے پرواز کیونکر مرغِ یر بند

صبا خلص منو لعل کا تھمہ از اہل لکھنؤ دلا اندہ | صحنی است ہر چند جزا میں شعرے
از دور نظر نیامدہ اما می باید کہ صاحبِ این بیت سلیقہ خوشی درین فن دہشتہ باشد

چرخ کا کب یہ سلیقہ سے شکر گری میں | اکوئی معشوق ہے اس پردہ نگاری میں
صفا خلص از اسم و رسم در شمش آگئی دست ندارد از دست ۔

مغسب بھوٹ ہے کسے پھر ی ستیہ میں | زہ گئی ہے مے آفکوی تری شیشہ میں
صہد در خلص میر صفدر علی از سوسے بہت است این ابیات از دست

برقع کو اٹھا منہ ہے جو تم کرتے ہو باتیں | اب میں ہمہ تن گوش ہوں یا ہمتن چشم
تجسرو غنہ سے جب گل نیلے | چاہے بیضہ فالوس سے بلبل نیلے

کھول دینی گرہ زلف صبا کیون نہوئی | تیرے باتوں سے لگی رہتی خاکِ یون نہوئی
صہد در می خلص میر صادق علی کو چاک برادر میر نظام الدین ممنون از ہمیں برادر خود است

یافتہ درین شباب ز دست کافری بیگناہ کشتہ شد از دست

نہیں معلوم بڑا پاپے نگارین کس کا | سیدھی اُس شوخ نے کیا کیا نہ سانی بھگلو
صفدری قد کو کہیں اُسکے کہا تھا کل سرور | جو اشک مسلسل ہے مومن کی لڑی ہے

آکھ اپنی یہ کس کے دردِ دنان یہ پڑی ہے | آشکایت ہماری آپ سے کی
صہد در خلص کریم الدین نام از مراد آباد است در صنائعِ قور گے استاد

آزدانہ میزید اوقات عزیز عبادت سے گذرانہ بار بار ہادی آمدہ اما فقیر ش

ندیدہ ام از دوست

یہ مانا کہ ہین آب دلسرد لیکن	ہمارا ہی دل لیکے دلدار ٹھہرے
------------------------------	------------------------------

حرف الضاد المعجم

ضبط تخلص میر حسن شاہ جزائیکہ از لکھنؤ است دیگر حالش معلوم فقیر نگشت کہ بغضب

تحریر آرد اور است

نقد دل و دشت میں کھو کر اک جنون پیدا کیا	بہنے با دار عبت میں یہ کیسا سودا کیا
--	--------------------------------------

ضمیمہ تخلص شیخ مدار علی اکبر آبادی از تربیت یا تنکابن ولی محمد نظیر است اور است

وہ ابھی کچھ نوگل آرزو دہ ہنوز تازہ بہار	نہ کچھ آئنے سے اسے خبر نہ جاسے کچھ سوکار
---	--

ضمیمہ تخلص لنگا داس نسبت شاگردی بخدومت شاہ نصیر دار و در دل ہم آگئی داشتہ

از دوست

میں بتاتا ہوں ضمیمہ کچھ مجھے بھی بخیاں	بچتم خواب آلودہ کسی فتنہ بیدار ہے
--	-----------------------------------

ضمیمہ تخلص میر ضیاء الدین از باشندگان قدیم شاہجہان آباد است از بیجا نقل کردہ

در عظیم آباد طرح سکون انداختہ ہمدان جافوت کردہ از شعر اسے نامی است شاگردان

بسیار فراہم آوردہ از فکر دوست

صاف تھا جب تک تو ہم کو بھی جواب صاف تھا	بہو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
---	-----------------------------------

راز دل ہین پوچھتے اور بولنے دیتے انہیں	ہاتھ پھیر آ رہی اور لب ہلا نا مٹے
--	-----------------------------------

ضمیمہ تخلص مرزا ضیا بخت پور مرشد زادہ آفاق مرزا فرخندہ بخت دیگر صفائش را

احتیاج انہما نیست از دوست

چرا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن	بندھا جو اشک کا ناہیب تار رہتا ہے
---------------------------------	-----------------------------------

ضمیمہ تخلص ضیاء الدین نام شوریدہ سری بودہ ی پرستہا بسیار نمودہ از دوست

جون جنار اس جانہ بھولین ہین نہ پھسل لانے ہین ہم

جب مراد اپنے کو بھونچین ہین تو جھسل جاتے ہین ہم

حرف الطاء المہملہ

طالب تخلص طالب حسین فرزند عسکری نالان تخلص مشفق قلم خوردہ انشاء اللہ خان
است اور است

دشت میں آہ شر بار جو طالب نے بھری ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
طالب تخلص از باشندگان دکن دہم عسرو کی است از دست

طالب کے خون چیشم سے آلودہ کیا کر نے وہ یا کوں جو حاسہ سے سرگران سدا
طالب تخلص میر طالب خلف سید الشعرا میر غالب علی خان سید تخلص این سطر

از دست

مضطر ہو کب میں شب اٹھ لے باہر وہ آیا گھر سے تری گلی میں تاہام تو نہ آیا
طالب تخلص حافظ طالب تخلصی است از رام پور و در تلامذہ مولوی قدرت اللہ
شوقی مذکور اور است

چیرے سینے کو شش کیجے دل و لکیر کو یہ ہی دو جا کہ سہمہ اور کیا کھا گیا میں تیر کو
طرب تخلص جھنولعل نام کا سیمہ از اہل لکھنؤ شاگرد نواز ش حسین خان نواز ش است
بہتر فکر مانے کامل و در ان نظر بہنا سبت د لکیر تخلص دار دومر شہ ہائش در افواہ
مشہور و بہا السنہ مذکور و فرط اعتقادش با مکہ علیہ السلام باعث بر تغییر کیش شدہ کہ دین
آبائی را گزشتہ بفرست اسلام مشرف گشتہ اور است

مسطر اس کے نہانے سے بسکہ آب ہوا حباب بحر ہر اک شیشہ گلاب ہو ابو
عئے جان سے گذر ہم جو نہ وہ وعدہ کی شیشہ بھانا تھا

طرہ تخلص طرہ باز خان یکے اندر دم بنارس است اور است

مصور کھنچے گراں سوخ کی تصویر کاغذ پر مرے صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کاغذ پر
طفل تخلص مرزا عبدالمقتدر بہادر عرف مرزا طفل شرف مصاہرت حضرت شاہ عالم دربارہ

صاحب زہد و ورع بودہ امد است

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہی | دل ہی میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہی
 طور تخلص شخصی است در کھنوا از تلاذہ محمد رضای تبرق کہ درین ہنگام از رشید
 شاگردان ناسخ شمرده می شود بابتی کیفیتش جلوہ ظهور نگرفتہ حتی کہ نامش
 ہم دانستہ نشد اور است

نہ لیت عمر بھر نام ربانی | تو اپنے دام میں لایا تو ہوتا
 طوماس تخلص فرنگی زادہ ایست مشہور بجا نصاحب شاگرد شاہ نصیر اور است
 سودا ہوزلف یوسف ثانی کا اسقدر | روسے ہیں ہم کھڑے سر بازار زاردار

حرف الطاء المعجمہ

ظاہر تخلص میر محمدی اصلش از جہان آباد دہلی است دوسے سکے
 در اکبر آباد اختیار کردہ اور است

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہمسکا | چاہیے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو
 ظفر تخلص مرشد زادہ آفاق مرزا ابو ظفر بہادر و لیحمد سلطان زمان حضرت
 محمد اکبر شاہ ادام اللہ تعالیٰ ظلہ بہ الشرف صفات موصوف و بہ معام
 مکارم معروف در اکثر خطوط دستگاہی شاہستہ دارو با این فن بسیار موف
 است شیخ ابراہیم ذوق از ماندہ نقوش ذلہ رباعی و ظیفہ خوار است
 وانکار ایشان حکم و اصلاح اور است و ہموار از ہشتعار آباد ایشان است

ضبط فریاد کروں گریہ کور و کون لیکن | دل بیتاب کو تھا مون یہ ہیں ہو سکتا
 چار ٹکڑے کروں دل کے یہ نہیں ہو سکتا
 ہمارے آگے ہر ذکر الگے دو ستر وں کا
 اب بھی وہ آنکھ تری آئندہ رو کر نہیں
 دل دیکھ ان کو ابسی اونیٹ معنی ہیں
 پی لاکھ بار صہب کی لاکھ بار توبہ
 دل بیتاب کو تھا مون یہ ہیں ہو سکتا
 بیچ کو دون لب کو ندون لف کو دون تل کو ندون
 برائے مردون کی وہ ہریان اُکھاٹے ہیں
 اگلے طور وں پہ خدا جانے تو ہو کہ نہیں
 اب دل بھی نہ دے گئے نصیحت ہوئی ہیں
 اب کر چکا میں توبہ توبہ ہزار توبہ

تین دن عدی پہ غمی کے پھرتا ہو مجھے جنون میں کیا مرے پیوند پر ہن کو لے قاصد اشک چلا لیکے جو دل کا پیغام نسل شکل مہ نوجب تری تو سن کو لے بڑھ لے بس صفحہ سے مضمون تری خط حرف کی آب کی باعث وفا ہماری ہو	جب ہوا چاند تو غرہ ہی تپتا ہو مجھے کہ ایک تار بھی جھوٹا ہو تو کفن کو لے کیا نظر اس سے ملاقات کی پھر لٹرائی چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لے کاغذین سیاہی دم تحریر نہ چھوٹی خط اتھاری نہیں ہو خطا ہماری ہو
---	---

ظہور مخلص فلور اشیدریک نژادش از خاک توران است و جاے ولاد لسن لک
شہر خنت نشان بضبط کلام آہی برداختہ از دست

ایسا نہو قاصد کہ مرا کام نہوے | اکم نامہ حال دل کس نام نہوے

حرف العین لہ

عالی مخلص از خانوادہ امیر تیمور است و شاگرد شیخ ابراہیم ذوق اور است
صریح اسکو اگر حال دل جتان لے | تو کیا غزل من بھی بڑھ بڑھ کے سنان لے
بیون تو دل کی لکھے اک آہ امیر سے | ذرا سادار کے بانی بھی یار ملا لے
عالیجاہ مخلص خلف الرشید نواب نظام الملک بہادر نظر مخلص سا راجا
احتیاج ایراد نیست اور است

لات دن اشک سے آنکھیں قہری رہتی ہو | شاخ نرگس اسی بانی سے ہری رہتی ہو
عارف مخلص محمد عارف نام کشمیر سے الاصل ولادتش در جہان آباد دہلی نقاش
افادہ رفو سازی پیشہ اور است شریک دورہ امیر و مرزا است نظر بفکر است
اصلی بفکر شعرا مل شدہ اور است

اس ابر میں بے ساقی و مری بہ بنی ہو | ہر بوند کا کھانا مجھے ہے کی گنی ہو
دخت رز سے کہو کہ ان سے | ورنہ عارف افیم کھاتا ہو
عارف مخلص میر عارف علی سید بہت از امر و ہمہ از جنت بے ہلدا ہوا

جاگزیدہ و مردیست با فہم و فراست عرض و قافیہ نیکو میداند دعویٰ نثار کردی
 مصحفے کند اکنون ترک شاعرے گفتہ حرف از پند و وعظ میزند و خلق
 خدا را براہ خدا می آرد اوراست

رات ساری بچودہ لون کی تسلی میں کئی	ہاتھ دل پر سے اٹھا یا تو جگر پر رکھا
ہاتھوں کو چاک جیب تک دسترس نہیں	میں کس کے بس میں ہوں کہم کچھ ہی نہیں
وہ ہوا اگر دسے جب وقت شکار اوردہ	تیر خاکی بنے مرزا گان غبار آوردہ

عاجز تخلص الفت خان شخصی است از افغانہ خورجہ شعرے
 از د ملا حظہ شد و ثبت افتاد

کیا ہوا اگر حتم تر سے خون ٹپک کر رہ گیا	بادہ گلگون کا ساغ تھا جھلک کر رہ گیا
عاجز تخلص زور آور سنگ گھڑے	از بناؤ نندرام تخلص و از تلامذہ
شیخ نصیر الدین غزت است اوراست	

شعبہ متاب کس کجبت کو ہجران میں بھاتی ہی	کہ اس سے گری روز قیامت داتی ہی
عاصی تخلص منشی اماد حسین بجز اسم	از رسمش ہیج الہی نیست از دوست
میں کس کس شعلہ رو کو سینہ صد جانکھلاؤں	را تھا اکیلے دل شعلہ لگیا کیا خاک دکھلاؤں

عاصی تخلص مروی است از اہل رام پور اوراست
 کھلاے ہو گری سے نگھ کے وہ گل اندام
 عاصی تخلص خواجہ برہان الدین از اولاد خواجہ عبداللہ احمد بودہ
 و در زمرہ قدما بشمارے آید اوراست

جن کے سخت پر جسدن شگل کا بھل تھا	قہر ارون بیلونکی فوج حق اور شوٹھا غل تھا
خزانے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا خبر غار گلشن میں	بتا تا باغبان رو رو کے یان غنچہ بیان گل تھا

عاقل عاقل شاہ شوریدہ سے آماد و مخنے بودہ اوراست
 قید بھی بال کچھ نہیں اور چھوٹ بھی سکھ نہیں
 عاشق تخلص یکے از مردم نوراست این مطلع از دوست +

دے در حالیکہ اختیار تحصیل محال سکندر آباد بیت سے بود دیدہ است چند
در آذربایجان تینر بدو نیک نداشت اما این قدر نیک میدانند که شخص متین و
خلیق بوده گویند که اکنون در لکھنؤ میگزراوند تذکرہ از تصانیف سے سے پاشہ
عشق مستطیع اشعار فارسی از نظر گذشتہ چون سواد علمی نداشتہ روشن
و آشکار است کہ از خطانا چار باجملہ این ابیات اور است

جس سے کہین ہو چون ہون مر عشق کا کیا ہو	رور و کہ یہ کہتا ہو کہ کچھ کہہ نہیں سکتا
پدحواسی ہو یہاں تک ہو چھنے کو اشک کے	ہشتم کو میں بھول کر رکھتا ہوں سر پہ تین

عزیز تخلص میر ضیاء الدین کسب سخن از وہاب محبت خان کردہ اور است
بیتاب نہیں شے کوئی سیاب کے مانند | پردہ بھی نہیں اس دل بیتاب کے مانند

عبدالواسع حالتش نمشتہ ماند اور است

بجز زناقت تمنائی آسرا نہ رہا	سوائے بیکسی اب کوئی استننا نہ رہا
------------------------------	-----------------------------------

عزیز تخلص سید عبدالولی نام خلف شاہ سعد اللہ سورتی خانہ درسیکے
از قصبات لکھنؤ وارد ہا آنکہ مخلص بغزت است جہاں گزیدہ بجان آباد رسیدہ
و بحیدر آباد گزرمودہ و خالی از فضیلتی نبودہ اور است

جلا ایا صحت دل فتنے کیوں برق تعاف سے	جو سچ بولوں تجھے تھوئی قسم کھانے کے کام آنا
شانہ آسن لف میں پھرتے یہ بجا کہتا تھا	بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی رہو
شکستہ گر ہوا دل اب نظر نہ کر پھر	یہ ٹوٹے آئینہ میں منہ ترشی بلا دیکھے

عزیز تخلص بھاری لال مروست خوش معاش فارغ از فکر و تلاش اور است

بات اب امتحان پر آئی	قصہ کوتاہ جان پر آئی
ملین کیونکہ بھلا اُس شوخ طفل لاؤ بال سے	کہ سوتے سوتے جو چو تکی ہو تصویر نہالی سے
آرام وصل و بھیرین ممکن نہیں ہیں	یون ہی ہمیشہ مضطرب اور قحط ہتھے
اب بھر ہو تو حسرت دیار سے ہی جی	جب وصل تھا تو شک تیغ گام تھے

عزیز تخلص عزیز اللہ ازاد کنیان است این بیت از دست

ایسے بیدارے کیوں دل کو لگایا ہمنے	عشق میں جسکے کھوچیں نہ پایا ہمنے
عزیز تخلص مدارج سنگھ کوچر نام از شناس اطلاق نیست اور است	
ضعف سے ہر رگ تن جسکو ہوتا بستر	کیونکہ بستر سے وہ بیمار اٹھے اور بیٹھے
عزیز تخلص شیونامہ از ریخواران دہلی است اور است	
لیا دل اک کچھ میں دلربائی اسکو کہتے ہیں	کیا بیگانہ سب سے آشنائی کو کہتے ہیں
عسکری تخلص مرزا عسکری از شان گردان شاہ قدرت اللہ مرشد آبادی است	
از دست	
کنے کو ادھر ادھر گئے ہم	اتھے تیری طرف جدھر گئے ہم
عشاق تخلص یکے از مرود است و از مردم پیشین اور است	
سیر سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا	آخر حرف ان نے کچھ نہ اکھارا بہار کا
عشق تخلص خبر اینکہ از سگان مراد آباد است دیگر حاشش براقم جلوہ	
ظہور گرفتہ اور است	
گوئی تو ہر گلچہرہ کوئی مرودان ہو	دلچسپا تو بیان ایک نہ اک فشان ہو
عشق تخلص شاہ رکن الدین معروف بشاہ کمبٹا از سخن پردران معروف	
عظیم آباد است بوقار زندگانی کردہ اور است	
تیرے نام پر تر پستیا ہو	اس طرح کا کسین جگر دکھا
اُسکے دامن تلک نہ پہونے ہم	خاک میں آب کو ملا دیکھا
ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ کیا	نہ دیکھا سود نہ کیا جو دیکھا نہ دیکھا
وہ آ یا نظر بار بار ہر کسی نے	یہ حیرت ہو اُسکا سر ایانہ دیکھا
مڑی چین ابرو مرا غجب دل	یہ عقدے ہیں وہ جنگو کھلتا نہ دیکھا
خانہ سالن کر چکا ہوں میں برباد	تو بھی وہ میرے گھر نہیں آتا
کیا کیا جفا میں ظالم ہمنے تری سہی ہیں	لیکن شکایتوں سے لب آشنائیں میں
عشق تخلص حکیم میر غزٹ اللہ خان حلف الصدق حکیم قدرت اللہ خان قائم	

از معتبران دہلی است با رقم اتحاد مو فور دارد اصلاح شعر از حکیم ثناء اللہ فراق گرفتہ
 و از والدہ ماجدہ و دینار استفادہ کردہ در فن طب دستہ بلند دارد و در سنجیدہ و متین
 است و صاحب دیوان اما با وجود خواہش مکرر چشم شوق بران نیفتاد لہذا این
 اشعار از سفاکین منتخبا و ثبت گشت در نہ بزعم فقیر اکثر اشعار شش نیز اور رقم است

کراس ناز کبدن کا دل بنایا سنگ خار اس
 جو خدائے لکھدیا اُسکو مٹا سکتے نہیں
 کچھ دلمین مروت ہو نہ اُکھو نہیں حیا ہو
 اُکھو نہ نہ دیکھا ہو نہ کا فونے سنا ہو
 ہم کون ہیں صاحب ہیں کیوں یاد کرو
 ہوتی ہی بلا مومسہم برسات کی گری

ترا جی صانع تقدیر پہنے کیا بگاڑا کھٹ
 سبز خط کی دسے آفت ہم اُٹھا سکتے نہیں
 بلبل تو عبث بیچولی ہو اُس گل پہ کہ جھکے
 چل ساتھ مے بھلو دکھاؤں وہ طرح دار
 نم غیر کے گھر بٹھ کے دل شاہد کرو گے
 کل رونے کی آمد سے لکھا جاے عقادم ملے

عشق تخلص شیخ غلام علی الدین کہ مبتلا ہم تخلص او سست ارسکلب میر غلام
 است صاحب تصانیف بسیار است اما نظر بیگے از دیوانش کہ از نظر گذشتہ
 داین ابیات از ان منتخب گشتہ شاید کہ آن ہمہ قابل مآشا باشد

کہ خواب ناز کو تازہ یہ اک فسانہ ہوا
 قسمت بین لکے ہی ترا دیدار دیکھنا
 صبح بیلو سے مرے اُٹھ کے وہ مسرور گیا
 اسی تختب نہ جایو میخانہ کی طرف
 ستر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا بہنے
 یان بہار ایک ہی چھینڈی میں خزان ہوتی

کے ہو سنگدہ یوں مبتلا کہ قصہ کو
 بچھا لگئی یوں اپنی تو آئینہ و چشم
 شام کو عشق بچھے بچھے بھی ہو مٹنے کی امید
 دان بر سر فسادین زندان بادہ نوش
 تجھے ای کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رسم آیا
 دل کا تختہ ہی مرا چون گل کاغذ کا چین

عشرت تخلص میر غلام علی از ساتھان بریلی است فن شعر از مرزا علی لطف
 کہ وہ از تلامذہ ہزار فیض ہوا است گرفتہ صاحب دیوان است ملاحظہ شدہ
 اما نظر با شاعر کہ چشم و گوش رسیدہ پیدار است کہ بجائے زبیدہ اور است
 بیان جام خالی پھیر ڈالوں چشم پر خون کو
 نہ دیکھوں کہ صراحی دار اُس مخمور کی گرد

شب وصال میں دلبر فتنہ بھی سے ہو میں لکھ چکا ہی نہیں حال دل کہ اُسکی طرف ہنوز دفن ہوا بھی نہیں ترابسل کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت غیر و نئے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت	سحر ہو دور مرارنگ فتنہ بھی سے ہو ہواے شوق میں اُترنا ورق بھی سے ہو کہ زلزلے میں زمین کا طبق بھی سے ہو کہ بھولی آپ کے منہ پر شفق بھی سے ہو کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے
--	--

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ نرادرش از توران دیار است و مولود و متالیف
این شہر خلد آثار از قلمادہ شاہ حاتم غرور شاعرے بیارونختے طبع ہم
ہموار داشتہ در جواب اعتراض انشاء اللہ خان کہ در مشاعرہ مرزا میندہ ہو
خلف ذاب شجاع الدولہ مرحوم بجلت انتقال از بحر نہرج بہ بحر مل بظرافت
تمام بابے معارض شدہ بود شخصی موزون موزون نمودہ خلاصہ این ابیات اور است

تقریر سرگدشت نہ پوچھو کہ حانہ دار سوزش سے مری بسکہ پوئی منفعل آتش بھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو چھپتا ہو کوئی شمع صفت سوز درل اپنا کس نگاہ مست کا زخمی ہوں یارب میں اب اگر ہماری نمش پہ کیا یار کر چلے مالین بہ مری آکے دم مزع کل عظیم جہلتی ہو شرح سوز سے میرے زبان کلک	آتا ہو گریہ ہر سر حرف بیان پر غیشے میں نہیں سے یہ ہوئی مضحل آتش اے جبرجہ سببھلنا کہ لگی متصل آتش سر کاٹوں اگر تو ہو نو دار گلے سے ہاے خون ہرزخم سے جاری شراب ناب ہو خواب عدم سے فتنے کو بیدار کر چلے رو کر لگا وہ کہنے یہ کیا یار کر چلے ہر دم ملی ہو لے جو سیاہی دوات سے
---	--

عظیم تخلص از دانش مانند حاش و قوفے نیست اور است

کچھ کہ میں نہیں آتا ہو بحسب جلوہ یار عظمت تخلص میر عظیم الشان خلف الصدق میر عزت اللہ خان مرحوم التخلص مجذب در بر ملی از نمان خانہ بطون بجلوہ گا و ظہور سر کشیدہ در آوان صبا بیت والد بزرگوار خود اکثر بلاد را مانند بخ و بخارا و کشمیر و غیر آن دریافتہ	جب کہ ہم دل میں عظیم اپنے نظر کرتے ہیں
--	--

الکون در جهان آباد بوقع و وقار تمام می گذرانند در نهایت مرتبه صاحب فطرت از جندنا
طبع خوشه دارد و فکر شعر کمتر میکنند گاه گاه در بزم مشاعره شریک میشود با داعی
آدم راه و رسم شناسائی مربوط است کسب سخن از حضرت خاں عظیم الشان
مومن نموده اورا است

نام عظمت هر نه شوکت نه شکوه | کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہوں
حلی تخلص مرزا علی قلی از دیوان است و صاحب دیوان اورا است
جدائی میں تری ہم کیا کہیں کس طرح جلتے ہیں | بجائے مودت کے گل کے ٹپتے نخلتے ہیں
نخلی تخلص علی محمد خان اعظم الدولہ گوید کہ شخصے است از قوم افغانہ باشندہ

مراد آباد اورا است

دھیان میں تے ہیں جب بھری کسی کی گاتیم | مارتے ہیں تب ہیں بھپاتی بہ دونوں ہاتھ ہم
عنایت تخلص عنایت علی خان فرزند نواب عبداللہ خان کوچک برادر
عباس علی خان بیتاب بہ نظم ریختہ و فارسی مائل غزل فارسی از فطر شیخ
امام بخش صہبائی گذرانیدہ و در ریختہ بہ امیر حسین تکیں مشورت

می نموده اورا است

میں اُسکے دوش سے محفل میں لگے بیٹھ گیا | تبھی یہ دیکھ کر اخبار بے حیائے لٹھے
عیش تخلص مرزا حسین رضا از لکھنؤ ست طرز فکر سخن از سوز
آموختہ از دست

وہ اگر آوے پشت بام کمین | میں بھی کروں اُسے سلام کمین
عیشی تخلص طالب علی خان لکھنوی بر سر مشق غزل ہائے ریختہ و فارسی است
فکرش شایستہ آفرین و نظمیں دلاویز و دلنشین بپارسی استفادہ از نیک
و در ریختہ از تصنیفی نموده از اعزہ آن دیار بودہ صاحب دیوان بہر دو
زیبان است اورا است

دل گرفتہ ہوں کرونگا ہو کے میں آزاد کیا | مجھ کو کیساں ہو جمن کیا خانہ سیاد کیا

انجم کاری جسم پر کشتو کے جان تازہ ہو لوں یا بند جنوں فصل بہاران میں نہ تھا لے چلے ہم بہ کف آبلہ دار آخر کار میں نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال عیاش تخلص میر یقوب از باشندگان لکھنؤ	آب حیوان میں بچھا تھا خنجر جلا دکیا اس برس ننگ جوانی تھا جو زندا میں نہ تھا خارجی اپنے نصیوں کا بیابان میں نہ تھا اک صراحی کی ٹکڑی کی بھری دکھلائی
عیاش تخلص میر یقوب از باشندگان لکھنؤ	وقت قتل اتنا ترجمہ مجھ پر ایسے خونریز کر صحبت زائد سے جتنا ہو سکے پر ہنر کر
عیاش تخلص خیلے رام از کاتیان دہلی	نہیں عیاش کو اپنے مخریبات سے چھوڑ

حرف لغین المعجمہ

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف تبا زیگ خان کہ اذا کا بر
دورہ ذوالفقار الدولہ بہادر مرحوم بودہ گویند بعد مرگ پدر دادش دامانی دادہ
اموال کثیرہ صرف بزم سورے نمودہ قبل از انشوب و فتنہ غلام قادر خان محفل
شاعرہ از استی مردم را بہ دعائی خواندی شب ہنگام بعد انقضای صحبت اشعار
ہنگامہ رقص شمع و یان مہ جبین گرم شدی بفارسی ہم فکرے کردہ در ۱۲۱۸
وفات یافت اور است

رہتے ہیں آئندہ سے ہمیشہ دوچار آپ بجلی کے چمکنے سے ہو احسان قصہ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے	تنہا ہی لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ شب چھاتی سے لگ گیا وہ ڈر کر یاں تلک روئے کہ اسکو بھی رُلا یا ہم نے
غالب تخلص غالب علی خان نیمہ دونڈے خان است کہ در شجاعت و ہنر رستم زمانہ بلکہ در اکثر اوصاف یگانہ از رؤسائے نامے دور نظر اولوالابصار گرامے بودہ اور است	

جان بلب بین تری اس چشم کی بیمار بہت	تیر خرگان سے ہوئے ہیں جگر انگار بہت
<p>خالب تخلص اسم شریفیں اسد اللہ خان المستہریر لافوشہ از حامد ان فخسم است و از دو ساسہ قدیم سابقا ستقر اختلاف اکبر آباد از استعارش سر گرم کبر و نماز بود اکنون دارا اختلافہ شاہجہان آباد بدین نسبت غیرت افزای صفایان و ششیا ز طوطی بلند پرواز چین معانی است و بلبل نمبر پردہ گلشن شیوا بیانی پیش بندی خیالش اوج فلک پستی زمین است و درخت جنبینی عوش بر فراغ قارون کرسی شین شاہن فکرش جزیش کا غنچہ نہ بردارد و شہب طبعش خربہ صدفک است از اگر امر و ز بتلاش متاع نفس شتابی جز بہ گانش در نیابی سالماست کہ یاد بارہ شاعری نہادہ و اول حال بقاضاے طبع دشوار پسند بطر زمر زاعبد افتاد و بتبدل سخن میگفت و قوت آفرینہا سیکر و آخر الامر از ان طریقہ اعراض کردہ اندازے دیگر مطبوع ابداع نمودہ دیوانش را بعد ترتیب و تکمیل دیگر نگریست فراوان ابیات از ان حذف و ساقط کردہ قدر قلیل انتخاب زدہ مد تہاست کہ بہ نظم ریختہ سری ملود در زبان فارسی نیز دستگاہی بلند و مایہ وافر بہر سانیدہ پایہ اش از خوال ستاد کم نیست غزلش چون غزل نظیری بے نظیر و قصیدہ اش چون قصیدہ ہر فی و لہذیر مضامین شعری را کما ہو حقہ مے قنہ و زہج نکات و لطایف بی می برد و این فضیلہ است کہ خصوص بعض اہل سخن است اگر طبع سخن شناس داری باین نکتہ میرسی چہ خوش فکر اگر چہ کیاہ است اما خوش فہم کیاہ تر خوشا حال شخصے کہ از ہر دو شرعے یافتہ و حظی بودہ بالجملہ چنین نکتہ سخ نفیر گفتار کمتر مری شد دیدنش ہر چند گاہ گاہ صورت ہی ہند اما چوند حسنی است و دیوانش بطر رسید و این ابیات از ان سخن دید</p>	<p>جان بلب بین تری اس چشم کی بیمار بہت تیر خرگان سے ہوئے ہیں جگر انگار بہت خالب تخلص اسم شریفیں اسد اللہ خان المستہریر لافوشہ از حامد ان فخسم است و از دو ساسہ قدیم سابقا ستقر اختلاف اکبر آباد از استعارش سر گرم کبر و نماز بود اکنون دارا اختلافہ شاہجہان آباد بدین نسبت غیرت افزای صفایان و ششیا ز طوطی بلند پرواز چین معانی است و بلبل نمبر پردہ گلشن شیوا بیانی پیش بندی خیالش اوج فلک پستی زمین است و درخت جنبینی عوش بر فراغ قارون کرسی شین شاہن فکرش جزیش کا غنچہ نہ بردارد و شہب طبعش خربہ صدفک است از اگر امر و ز بتلاش متاع نفس شتابی جز بہ گانش در نیابی سالماست کہ یاد بارہ شاعری نہادہ و اول حال بقاضاے طبع دشوار پسند بطر زمر زاعبد افتاد و بتبدل سخن میگفت و قوت آفرینہا سیکر و آخر الامر از ان طریقہ اعراض کردہ اندازے دیگر مطبوع ابداع نمودہ دیوانش را بعد ترتیب و تکمیل دیگر نگریست فراوان ابیات از ان حذف و ساقط کردہ قدر قلیل انتخاب زدہ مد تہاست کہ بہ نظم ریختہ سری ملود در زبان فارسی نیز دستگاہی بلند و مایہ وافر بہر سانیدہ پایہ اش از خوال ستاد کم نیست غزلش چون غزل نظیری بے نظیر و قصیدہ اش چون قصیدہ ہر فی و لہذیر مضامین شعری را کما ہو حقہ مے قنہ و زہج نکات و لطایف بی می برد و این فضیلہ است کہ خصوص بعض اہل سخن است اگر طبع سخن شناس داری باین نکتہ میرسی چہ خوش فکر اگر چہ کیاہ است اما خوش فہم کیاہ تر خوشا حال شخصے کہ از ہر دو شرعے یافتہ و حظی بودہ بالجملہ چنین نکتہ سخ نفیر گفتار کمتر مری شد دیدنش ہر چند گاہ گاہ صورت ہی ہند اما چوند حسنی است و دیوانش بطر رسید و این ابیات از ان سخن دید</p>
گاہ گاہ و سخت جانہا کے تنہائی بچو	صبح کرنا شام کا لانا ہے جوے شیر کا شے بغیر نہ سکا کوہ کن است سرشتہ خارِ رسوم و قیو د تھا

جاتی ہو کشمکش کوئی اندوہ عشق کی
 احباب چارہ سازی و شست نکر سکے
 میں نے چاہا تھا کہ اندوہ و فاسے چٹوٹ
 تو اور سو بے غیر نہ ہاے تیز تر
 دوست غمخواری میں میری سہمی فدا کیجئے کیا
 ہو اب اس مہمورہ میں قحط غم افست آسرد
 اگر یہ چاہے ہو حسرتی مرے کاشانی کی
 کی مرے قتل کے بعد کسے جفا سے توبہ
 نہ مارا جان کر بے جرم قاتل تری گردن پر
 آئینہ دیکھ اپنا سامنے لکے رہ گئے
 مرنے کی ایسی دل اور ہی تدبیر کر کہ میں
 غم فراق میں تکلیف سیر گل مست دو
 دلے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہو
 اعتبار عشق کی خانہ حسرتی دیکھنا
 کوئی ویرانے سے ویرانے ہیں
 میں نے مجنون پہ لڑکپن میں آسرد
 دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
 رشک کہتا ہو کہ اُسکا غیر سے خلاص حیف
 اب جفا سے بھی بہن محروم ہم اشد اشد
 کافی ہر نشانی ترے چہلے کی اندیشا
 کون ہوتا ہے حریف می مرد افکن عشق
 ہجوم گر یہ کاسا مان کب کیا میں نے
 نظر میں لکھے ہو بن تبرے گھر کی آبادی

دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا
 ز نذران میں بھی خیال بیابان نور تھا
 وہ سنگ مر مرے مرنے پہ بھی راضی نہو
 میں اور دکھ تری مرثہ ہاے دراز کا
 رخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائیگے کیا
 ہم نے یہ مانا کہ دلی میں رہے کھائیگی کیا
 درد دیوار سے ٹکے ہو بیابان ہوتا
 ہاے اُس زود نیشیمان کا پیشیمان ہوتا
 رہا مانند خون بیگنہ حق آشنائی کا
 صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا
 شایان دست و بازو سے قاتل نہیں رہا
 مجھے دماغ نہیں خندہ ہاے عجب کا
 اب تلک تو یہ توقع ہو کہ دان ہو جائیگا
 غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا
 دشت کو دیکھ کے گھریا د آیا
 سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا
 میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا
 عقل گستی ہو کہ وہ بے مہر کس کا آشنا
 اس قدر دشمن ارباب و فامہر جانا
 خالی مجھے دکھلا کے بوقت سحر نکلت
 ہو مگر رب ساقی میں صلا میرے بعد
 کہ گر بڑے نہ مرے بانوں پر درد دیوار
 ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر درد دیوار

وہ آہ مارے محسوس ہیں تو سانس سے
 فلک سے ہلکے عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضہ ہے
 اس سب سے کس انداز کا قابل سے کتنا تھا
 ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خواب بچھڑاؤں
 کرنی تھی ہم بہ برق تجلی نہ طور پر
 مر گیا بھڑکے سر غالب وحشی ہی ہو
 ہم نے مانا کہ تغافل نہ کر و گے لیکن
 وہ حلقہ بے زلف کمین میں ہیں اے خدا
 زہر ملتا ہی نہیں بھگ کو ستم کو رو نہ
 دھول اسیبہ اس سر اپنا ز کا شیدہ نہیں
 لون دام بخت خفتہ سے ایک خانہ خورشید سے
 مانع دشت نور دی کوئی تدبیر نہیں
 ترے سرو قامت سے اک قدم آدم
 کتے ہیں جیتے ہیں امید پہ لوگ
 ظلم کر ظلم اگر لطف درخ آتا ہو
 دلو نیاز خسرت دیدار کر چکے
 شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہو دال دوش
 ملنا قرا اگر نہیں آسان تو سہل ہو
 میں نے کہا کہ بزم ناز جا ہیے غیر سے تھی
 مالہ بر حسن طلب اگر ستم ایجاد نہیں
 کم نہیں وہ بھی خرابی میں یہ وسعت معلوم
 قیامت ہو کہ سن لیلی کا دشت قیس میرا نا
 ہو گئی ہو غیر کی شیریں بیانی کا رگر

تدا ہوے در و دیوار پر دروین آئے
 متاع بڑھ کو سمجھے ہوے ہیں قرض رہن سہی
 کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
 تکلف بر طرف لمبا نکا تجھ سے رقیب آخر
 دیتے ہیں بادہ ظرف قسح خوار دیکھ کر
 بٹھنا اُس کا وہ اگر تری دیوار کے پاس
 خاک ہو جائیے ہم کو خیر ہونے تک
 رکھ لیجو میرے دعوی دار سنکی کی شرم
 کیا قسم ہو ترے لئے کی کہ کھا بھی سکوں
 بیم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیشہ سستی ایک دن
 غالب خوف ہو کہ کمان سے ادا کر دوں
 ایک چکر ہو مرے بانوں میں زنجیر نہیں
 قیامت کے فتنے کو کم دست تھے ہیں
 ہم کو جینے کی بھی امید نہیں
 تو تغافل میں کس طرح سے معذ و نہیں
 دیکھا تو ہم میں طاقت دیدار بھی نہیں
 صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں
 دشوار تو یہی ہو کہ دشوار بھی نہیں
 سن کے ستم ظریف نے بھگو اٹھا دیا کہ یوں
 ہو تقاضاے جفا شکوہ بیداد نہیں
 دشت میں ہو مجھ وہ عیش کہ گھر یا نہیں
 تعجب ہے وہ بولا یوں بھی ہوتا ہو یا نہیں
 عشق کا اسکو گمان ہم بیزبانوں پر نہیں

سیر کی داماند گسبان
 ہر سکو شجر سے تذکرہ غیر کا گلہ
 تم وہ نازک کہ خوشی کو فغان کہتے ہو
 عاشق ہوئے ہیں آپ بھی اک اور شخص پر
 مے سے غرض نشاط ہو کس رو سیاہ کو
 رہے اُس خوشے آرزوہ ہم چندے تکلف سے
 مرے دلمین ہو حال شوق وصل و شکوہ ہجر
 ایک جا حرف و فانی تھا سوجھی سٹ گیا
 غیر کو یارب وہ کیونکر منہ گستاخی کرے
 ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا
 غم دنیا سے گریانی بھی فرصت سر اٹھانے کی
 کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا
 ہو بارے اعتماد و قادری اس قدر
 اگر خامشی سے فائدہ اٹھائے حال ہو
 قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے
 ہم بھی تسلیم کی خود ایلین گے
 کھٹا کسی پہ کیون مرے دل کا معاملہ
 آگ رہا ہو در و دیوار سے سبزہ غالب
 بس چوم نا امید سی خاک میں لجا کین گے
 نظار نے بھی کام کیا و ان نقاب کا
 چھڑسی ہو فاپہ مرتے ہیں
 بے اعتدایوں سے بیک سب میں ہم ہوے
 زمرہ و وصال نہ نظارہ جمال

آبلون پر بھی منا باندھتے ہیں
 ہر چند بر سبیل شکایت ہی کیون نہو
 ہم دو عالم کہ تغافل بھی ستم ہو ہم کو
 آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے
 اک گونہ بخودی مجھے دن رات چاہیے
 تکلف طوف تھا ایک انداز جنون وہ بھی
 خداداد دل سے جو اس سے سبق بھی کون وہ بھی
 ظاہر کا غز ترے خط کا غلط پرداز ہو
 گر صابھی اُسکو آتی ہو تو نہر ما جائے ہو
 رنگ کھلتا جائے ہو جتنا کہ اڑتا جائے ہو
 فلک کا دیگھنا تقریب تیرے یاد آنے کی
 بس چپ رہو ہمارے بھی منھ میں زبان ہو
 غالب ہم اس میں خوش ہیں کہ نامہ زبان ہو
 خوش ہوں کہ سیری بات بجھنی محال ہو
 کچھ نہیں ہو تو عداوت ہی سہی
 بے نیازی تری عادت ہی سہی
 شعرون کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے
 ہم بیابان میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہو
 یہ جواک لذت ہماری سہی بجاصل میں ہو
 پڑتے ہی ہر نگہ ترے زنجیر بکھر گئی
 چھڑو ہی زندگی ہماری ہو
 جتنے زیادہ ہو گئے اوتنی ہی کم ہوے
 مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہو

<p>دے بھلو شکایت کی اجازت کہ سنگ نہ ہوئی گریب مرنے سے تسلی نہ سہی ایک ہنگامہ پہ موقوف ہو گھر کی رونق کب وہ سنا ہو کہانی میری اچھا ہو سر انگشت خانی کا تصور کیون ڈرتے ہو عشاق کی جو صلی سے دشمنی نے میری کھوپیا غیر کو شخص مرنے پہ ہو جسکی امید مرنے مرنے دیکھنے کی آرزو رہ جائیگی وعدہ آئین کا وفا کئے یہ کیا انداز ہو گجی سنی تھی اسکے جین گرا جائے ہو بھڑے گر یہ ہو کس کس برائی سے ولے با این ہمہ زندگی اپنی جو اس شکل سے گذری غالب</p>	<p>کچھ بھگو فرامی مرے آزار میں آئے امتحان اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی نوحہ غم ہی سہی نمک شادی نہ سہی اور پھر وہ بھی نہ بانی میری دلمین نظر آتی تو ہو اک بوند لہو کی یان تو کوئی سنا نہیں فریاد کسو کی کس قدر دشمن ہو دیکھا چاہیے نا امید اُس کی دیکھا چاہیے ولے ناکامی کہ اُس کا فخر کا خیر تیر ہو تنے کیون سوئی تھی گھیر گھر کی در بانی تھے جفا کین کر کے اپنی یاد تیرا جائے ہو بھڑے ذکر میرا بھڑے بہتر ہو کہ اُس مخلص میں ہو ہم بھی کیا یاد کر بیٹھے کہ خدا رہتے تھے</p>
<p>خاوی - مخلص از موز و نان دکن است و از مہرہ فن اوست</p>	
<p>تھیں بڑے ہو دیو ابو مقرر پھر ہمارائی</p>	<p>کہ بوسے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوارائی</p>
<p>غافل مخلص راے سنگ در فن حساب نیکو دستی داد و از دست</p>	
<p>دصف کرتا ہو ان لبو نکا جب</p>	<p>غافل اسوقت معل اگلتا ہو</p>
<p>غافل مخلص بختاور سنگ شاعریت از مراد آباد اوست</p>	
<p>بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے</p>	<p>مر جاے یا جے کوئی اپنے نصیب سے</p>
<p>عزبت مخلص شخصی متوطن مراد آباد اوست از دست</p>	
<p>گھر چٹا شہر چٹا یک نہ چھوٹا غم عشق</p>	<p>ہم تو غربت کی اسی کچھ دیوانے ہیں</p>
<p>غریب مخلص شیخ نصیر الدین احمد کشمیری الاصل دہلوی مولد اوست نوشتہ اند</p>	<p>کہ در فارسی ہم صاحب دیوان اوست گاہے ریختہ ہم می گفت ادرست</p>

حال دل خوریدہ کون کس سے غریب آہ	وہ درد نہیں جسکی طبیعت سے دوا ہو
غضنفر تخلص غضنفر علیخان نمبرہ غلام حسین کوڑہ ساکن لکھنؤ از شہ گردان	جرات است از باب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شہ گردان شش متاذاست و فقیر
شعری ندیدم کہ نظر بر آن این منے باید پذیرفت	الابیت اول بسیار مایہ انداز
استاد دوست از دوست	
کہتا تھا اس مریض کو وہ کل شناسنا	کرتے کوئی معاف کسی کا کسنا
تصور رہیں ہو اُس سے دو بدو ہم	کس کرتے ہیں بہرون گفتگو ہم
کھینچی دیکھی جو کل تصور پر بخون	تو گو باستھے ہیں بس ہو ہو ہم
لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ	لگے اُس نقشہ سے وہ اپنا ملانے نقشہ
غلام تخلص راجہ گویاں ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ از مقربان حضرت شاہ عالم	بودہ وہ بہین رعایت غلام تخلص می کردہ اور است
جو ہم بستر کجھو ہم ہوں غلام آغوش بصورت	نہ لبین واسنہ تار و قیامت دوسری کرد
خطائے توشے گوش بر آواز ہنر قاصد	شرہ تو ہمیں بار کے آنیکا سناست
غلامی تخلص شاہ غلام محمد از معاصران حاتم است اور است	
اکل جسکی نظر تیرسی گذری مری دل سے	بھرجان وہی دور سے قاتل نظر آف
عکسین تخلص میر سید علی خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر شاہ نظام الدین احمد	قادری است کہ در عدم ہٹا اختیار نظم و نسق صوبہ جہان آباد بادے بودہ اور است
تو نے صبا و نیا ظلم یہ ایجاد کیا	بال و پر تو زرقص سے مجھے آزاد کیا
مہربان کوئی مزاجز کغم دلداز حسین	خس کا نعلے کے سوا اور خرید انہیں
عینی تخلص از مردم شکوہ آباد است از فکر ت دوست	
اگرچہ زندگانی میں مرزا ہی نا	تو ایام جوانی میں مرزا ہی نا
عینی تخلص شیخ عبدالغنی از اشخاص تھانہ منمنقلات سہارن پور است اور است	
پڑتی ہی نظر جس پہ دم چشم برین	یاں ہم نے پر گاہ بھی بریکار نہ پایا

خواص تخلص اہل دکن است و در ذمہ شعرے سلف معدود از دست
تو اسخہ دیکھ بلبل بچول سے بیزاد ہو جائے اگر گل مجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہو جائے

حرف الفا

فارغ تخلص میر احمد خان مہین پور در تربت یافتہ نظر اعظم الدولہ محمد خان سرور تخلص است
مروے نیکو اطوار ستودہ نصال بحسن خلق وجودت طبع معروفت ہار اقم آشنا سرت این
دوست بہت از کلامش ثبت افتاد

اپنے دیوالے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ پاؤں مرکز بھی نہ نکلے حلقہ زنجیر سے
خط لیکے نہ اس سے جو مرے نام نہ آئے یان شرم سے آتے نہیں اور اپنے گھر آئے
کیا چین سے جا قہر میں آرام کروں گا دم بھبھ بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے
فارغ تخلص از احوال ش اطلاعاتی دست ہم نہاد مطلع از وقت افتاد

نظرہ اشک جو نکلا سو وہ گور ہر نکلا بعد مدت کے مری چشم کا جو ہر نکلا
فارغ تخلص شاہ اصلش اوبرلی است در غفوان شباب کہ آمیزش ارباب دنیا
کردہ بے نیاز اندر غور جہ میگذرانند از تعلقات معتمد شنیدم کہ بشر ب باطن قشر است
بلکہ جذب بر سلوک غالب اور است

مکن نہیں جو حرف تضا ہو جبین سے دور جب نقش ہو چکا نہیں ہوتا نگین سے دور
فارغ تخلص بلند سنگہ از کان بریلی و شاگرد حاتم است اور است

دور سے دیکھ مجھے چین بچین ہوتا ہے تاکہ کچھ کہ نسکون بے رکھائی یہ سری
فارغ تخلص حاتم از جالش و گوش از حالش بے بہرہ است اور است

کل ملک کا وہ گلے غیروں کے یہ آیا جو دھیان بس ہلال عید ہمویش عترت ہو گیا

قد اخلاص معروفت بہ سند شاہ اسمش سید محمد علی اند سکناے بھاری
من تعلقات سہار پور پیشتر معاشش یہ پیشہ سیاگری میگرد آخر خوف معاد غالب
آمدہ دیار اباہل دیسا گذشتہ مجددانہ مسیر و سفر میگذرانید عزیزے حکایت کند

کہ بہین تقریباً دو باہن مصر ہم کردہ مروی بود خوش اخلاط بذلہ سنج از خدا نیان
فن شعر ایات ترد خشک از طبعش مے تراوید احباب بظرافت زیادہ از انداز
مے سوزندش عاقبت مائل بہزل گشت رفتش را ازین دیار یازدہم سال است
بجان مکر آمدن زدہ بود چون وفاتش بگمان است کہ کاتب قضا نامش از لوح ہستی
زودہ باشد با جملہ اور است

اُس سے سین اور بھٹے وہ باہر ہم رہا	ایک مدت تک یہی عالم رہا
جس نے کھایا ہے تیر مرگ کان کا	اُس کے نزدیک پھانسی ہے بھالا

فدا تخلص میر عبد الصمد از طلباء دہلی است اور است

جو درد دل کا لکھو یار کو میں لے کاغذ	تو اشک یاں تلمک اُمٹے کہ بہ جلے کاغذ
فدا تخلص فداحسین خان از مغول است سکنتش لکھنؤ اولاً افکارش از نظر میر تمون	در آوردہ بود ثانیاً بہ مصحفی گردید بزرگان ویرادر فن رمل ہمارے مطلوب و در طلب سلیقہ

مغرب بود اور است

سری جو نگاہ میں سبک ہیں	ہر ایک کے جی پہ بارہن ہم
کیا کوئی سر جھکا کے ہو دے ذلیل	با حق تیر کبھی اُٹھتا ہی نہیں
تا کام کیا رہن گے کچھ کام کر رہیں گے	بدنام ہوں گے تو بھی ایک نام کر رہینگے
وان ہکتار غرے وہ رشک ماہ ہے	یاں کنج غم میں شکوہ بخت سیاہ ہے
نہیں کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی	سچ جو بوجھو تو یہی بات ہے مر جائیگی
ظالم یہ جرم دل ہے کہ عاشق ترا ہوا	قل فدا غنبت ہے کہ وہ بیگناہ ہے

فدا تخلص امام الدین نام شخصے است از فرید آباد اور است

تو بات بات میں ہوتا ہے مجھ سے آزدہ	یہی تو کچھ نہیں لے دہر با تری باتیں
فدا تخلص کبھی رام از سکناے دہلی و تماندہ سودا است اور است	

اکہ نشہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے	نہ ہوں نہ ریفۃ بنو نگر کہ آہن باقی ہے
اکھا جو اُنسے کہ میں دل تو کر چکا ہوں فدا	تو ہنسکے بوسے ابھی تجھ میں جان باقی ہے

فدا غلص عاقبت محمود خان صدر الصدور و مہذب و شوق کسب علم و اُستاد است
 جون شمع ضبط نار تو میں نے کیا فدا | پر بس جیلانہ گریہ سبے اُستیا رہے

فدا علی غلص مرزا عظیم بیگ نام از ناجران است اور است
 یار گشتے میں ہے اور عیش سے مایوسی ہے | نقش بانگ بھی مے در پے چا سو سی ہے

فدوسی غلص با سہم کند بقال پیرے بودہ است بدولت اسلام فائز شدہ
 از اہل لاہور است درین سمورہ آمدہ با سودا طرف شدہ سودا بر لے ادا ہا ہے
 رکبہ گفتہ کہ مشہور است از شاگردان شاہ صابر علی تباہر غلص شمر دہ می شود گویند
 کہ نقش محبت سادہ رویان و نخواہ دل نشین داشت و بان تقریب چند یار جنگہا
 آوردہ و ہر خما برداشتہ آخر ہا بسر کار نواب ضابطہ خان ملازم سفید بعالم آخرت
 رفت و بعض اہل تذکرہ و کے را از مغول و ناسٹش فداے بیگ نوشتہ اند با جملہ
 این اشعار دوست

بد مرنے کے بھٹکتا ہوں تہ خاک مہنوز | ساتھ پھرنی ہے مے گردش افلاک مہنوز
 چشم پر آب ہے اور تس پہ جگر جلتا ہے | کیا قیامت ہے کہ برسات میں گھر جلتا ہے
 آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے | سایہ کی طرح ہسم نہ ادھر کے نہ ادھر کے
 یہ سرونین باغ میں ہے آہ کسی کی | زرگس نہیں نکلتا ہے جن راہ کسی کی

فدوسی غلص میر فضل علی نام شاعرے بودہ اور است +
 یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ لہو | یہ کوئی محفل ہے ساقی داہ یہ ہو وہ نہ ہو

فدوسی غلص محمد حسن لاہوری در آغاز جوانی رخت بدہائی کشیدہ شاہ مبارک آبرور
 با ستادی گزیدہ درد لیشانہ زندگی میکرو اور است

یار ہے جو بد اجین مجسین رہتا ہے | نہیں معلوم ہلا کون سی بیش آئی ہے

فدوسی غلص مرزا محمد علی نام مشہور بہ مرزا بجواہر سکنا ہے ہجران آباد
 بوقائع نکات در حضور احمد شاہ مامور بود آخر الامر بظہیم آباد سونت و استصلاح
 از شاہ گسیٹا عشق نمود شور عشق در سرد اُست عاقبت خود را بدامن یکا ز

صاحب دلاں آد بخت از دست

گالیان کو مگر نہ پسے تو نے فداوی چھوڑ
ایک تو وہ تھا ہی اُسکو اور بھی بد خو کیا
گلہ آپس میں ایسا بھی کبھو کھتا
تکلف برکت ایسا ہی تو تھا
بچھے ہوتے ہیں در و من جدا
گو کہے کوئی بسند بسند جدا
شب حیران کی اور تو فداوی
ہین تقیر کر کہ نہیں آتی
پر یہ وہ رات ہے کہ جن کی ہین
صبح ہوتے نظر نہیں آتی
چل ساتھ کہ حسرت دل محروم سے نکلتی
عاشق کا جہانہ بھی ذرا دھوم سے نکلتی

فرخ نخلص میر فرخ علی در شاہ جہان آباد اطفال را در سے داد
اور است

روٹاے فراغ آج تے کہے میں پیارے
دل توڑے اس طرح نہ زنا رکسی کا

فراسو نخلص باسم می کند از غایبہ نصارے است لبر کار زیب النساء بکرم زن سحر
فراسیس بجدات متعلقہ ذخیرہ اندوز کامرانے ماندہ سخن بر خیر اتے خان دسود
عرض کردہ اور است

ہے خواب میں دیکھا تو بظاہر بھی ملین گئے
نصرت سے نہ گر خواب کی تعبیر ملت جلتے

داین شعر ابنا م استادش ہم نوشتہ اند

فرخ نخلص میر فرخ علی از سکناے جہان آباد دہلی است اور است

چشم سے نور گمان سے توان دے صبر
ہجرت میں تیرے جدا مجھے ہو کیا کیا

فرخ نخلص فرخ بخش شوخ بازار است دیاد لہ اذہ خویش گرم دل دہی و دلدارے

ساکنہ از کاٹھ است کہ محمودہ بیت در بلاد مشرق اور است

ہمارے قل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہو
نگاہ پاک کی شاید ہی تاثیر ہوتی ہے

فرحت نخلص امیر علی نام دہلوی از غلامدہ حکیم میر عزت اللہ خان عشق است نور ہست

کہ بر گزرد علاقہ از وطن بہ لکھنؤ سفر کردہ اور است

رات کو نفع صفت خوب لایا اُس کو
فقتہ در جدائی جو کسا یار سے مل

نکاح کو تلوون سے زکس سمجھ کر نہ بنیاد لایا نہ پنا یہ قدرت	سنا تم نے وہ چشم تر تھی کسو کی + لگی کیا ہی کا فر نظر تھی کسو کی
فروغِ خلص میر روشن علیخان فرزند اکبر علیخان مشتق سخن از میر ممنون سواد روشن کردہ اور است	فروغِ خلص میر روشن علیخان فرزند اکبر علیخان مشتق سخن از میر ممنون سواد روشن کردہ اور است
تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فردغ روشن فریاد و حالش یہ سچ معلوم نشد مگر اینقدر کہ	تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فردغ روشن فریاد و حالش یہ سچ معلوم نشد مگر اینقدر کہ
چن پایا وہ پس مردن دل بیتا بنے قتل کا اپنے لکھاسے مین نے مضمون بشیر	گوشتہ مرقد ہمین آنخوشش مادر ہو گیا واسطے میرے مراد یوان محض ہو گیا
فرانِ خلص حکیم تناد اللہ خان برادر زادہ ہدایت خان ہدایت خلص از شاہیہ اہل سخن جہان آباد است و از خواجہ میر درہم کسب باطن و ہم کسب شعر نودہ در طب ثابیتہ مہارت و اشت فکر تش شستہ و صاف طبخش خالی از اعوجاج و اعتساف و فالتش را سالی چند آمدہ صاحب لوان است این اشعار اور است	دہر بھی مین نے بیا تو بشیر مادر ہو گیا فرانِ خلص حکیم تناد اللہ خان برادر زادہ ہدایت خان ہدایت خلص از شاہیہ اہل سخن جہان آباد است و از خواجہ میر درہم کسب باطن و ہم کسب شعر نودہ در طب ثابیتہ مہارت و اشت فکر تش شستہ و صاف طبخش خالی از اعوجاج و اعتساف و فالتش را سالی چند آمدہ صاحب لوان است این اشعار اور است
یان تلک ہون سکر ذرہ عدم مین فراق صاف دلو گیا اور داغ جگر کو دھو یا بعد مرنے کے بھی اک گردش رہی ہکو علم امٹکایان گھس گئیں یان ہاتھو ٹکی ملے ملنے یہ غم ہے ساعز و مینا مجھے کہ میرے بعد حسرت ذرا بھی دل سے نہ ٹھکی ہزار حیف سمجھے تھے دام زلف سید ہے بلاے جان مین رکھکے ہاتھ جو سینے پر اپنے دیکھو ن ہون خوش آتی ہن بانو ٹکی ترے ٹھو کرین ظالم	قدم جو رکھو ن تو نقش مستدم نہیں ہوتا کام کیا کیا نہ مرے دیدہ تر سے نکلا مشت خاک اپنے رہی تھی کچھ سو بیا زنا لیکن آنسو نس نوشہ نہ شاقہ مرمت کا ذرا بھی ٹکو نہیں منٹھ کوئی لکائے کا نکلا اُدھر دہ گھر سے ادھر جی نکل گیا پر کیا کرین کہ کے گئی تقدیر کھینچ کر بجائے دل بٹھے ہوئے ہے خار سا معلوم سر کو کھجو قد مون سے اٹھائیے نہیں ہم

<p>آنا یہ پچکون کا مجھے بے سبب نہیں آنکھ اُس شوخ شکر سے لڑا بیٹھے ہیں رہتا ہے عاشقوں سے از بس ہجومِ دریا درمن تلمک گیا تھا کہیں اُسکے دست و پیر</p>	<p>بھولے سے اُس نے یاد کیا ہو عجب نہیں بس علیے یا علیے ہی تو چلا بیٹھے ہیں ہو جائے گا گھر اُس کا بازار رفتہ رفتہ اندری ناز کی وہیں چلی مسک لگی</p>
<p>قزاقی خاص پریم لشور میرہ راجہ جو گل کشور باد فردش کہ احوالِش گوشِ آشنائی صغیر بھراست دے ترکِ خلائق نمودہ اطرافِ عالم را بکام سیاحت بیمودہ از افکارِ دوست</p>	
<p>ہوئیں آنکھیں کلانی روتے روتے</p>	<p>گلانی کی ندی کی شکلِ انوس</p>
<p>فرما وخلص میر برب علی از مردم فیض آباد و تماندہ میر حسن صاحبِ فتویٰ مشہور بودہ از دوست</p>	<p>برے بیابان سے وہ بہت رام کیا ہو</p>
<p>قصیدہ غلامِ مرزا جعفر علی از شعر کے لکھنؤ است استفادہ سخن از خدمتِ ناسخ نمودہ از دوست</p>	
<p>بہ تو قسمت میں کمان تھا کہ گردنِ تیر کمان</p>	<p>بیگمالی میں بھی افسوس کہ کامل نہوا</p>
<p>مجھ میں ایک عیب بر طے کہ دغا دہن میں</p>	<p>تم میں دو وصف ہیں بد خو بھی ہو مغرور بھی ہو</p>
<p>فضل غلامِ فضل مولے خان از سر زمین لکھنؤ بودہ مروے خوش و معنی نیک سیرت و جولے زریں صورت خوش اختلاط گرم خون بھمان آباد ہم آمدہ و قصیدہ بدح شاہ اکبر خواندہ و خطاب و حید عصر فضل اشعار ایاںت شیخ طبعی بود شعر کمر گفتے و اکثر اشعار دیگران بنام خود خواندی دیا آنکہ از علم بہرہ نہ داشت ہیچس نہما لکھش یے نہ برد اما آخر خود را بلا ف و گذاںت برصفر رسوا و بدنام کردہ بہ کلکتہ رفت و اناں باز گشتہ بمصاحبت نواب مرشد آباد نام برآورد و یا شعر البصلہ و مرویت پیش آمد حیف است کہ نوجوان مرد این دوسہ بیت بنامش شہرت دار ہو</p>	
<p>اودی سہی وہ امکی کہینے یہ حرف ہے دل خیال زلف سے اُسکے زبں معمور ہے</p>	<p>لب وہ کہ لعل کے بھی کھینے یہ حرف ہے صبحِ محشر بھی مجھے شامِ غرب دیجور ہے</p>

فغان غلصہ اشرف خان مخاطب بکو کلتاش خان کو کہ احمد شاہ بادشاہ کہ بہ ترکے
برادر رضا علی را گویند نہ انوسے ادب بخدمت علی قلی خان ندیم کہ کردہ از اہل شہرت
بودہ از اینجا نقل و حرکت وہ عظیم آباد سکونت اختیار کردہ و در ۹۶ سالہ ازین خاکدان
بہ بہشت جادادان نقل کرد اور بہت

کر تلمہ وصل میں درودیوار پر نظر مکن نہیں کہ غیر نہوے رکاب میں کیا تو شب فراق میں جیتا رہا فغان شکوہ کہ ہے تو جو مرے اشک سرخ کا تہنا اگر میں یار کو پاؤں تو یہ کہوں + آخر فغان وہی ہے اُسے کیوں بھل دیا عشاق تیرے گرمی بازار کر گئے میں مر گیا پر آہ نہ ہو جھان فغان مجھے تخل آتش غم میں دل بمتاب کیا جانے قاصد جناں سید بھرا کوے یا رب سے تیرے ہی دے لے پوچھے اس غم کو ہاں فغان نہ کھوئے تیرے بند قبا تو کیا کیجے	بجھ کو مزا پڑا ہے فغان انتظار کا بجھ کو حسد اٹلائے ہمارے مزار پر یاں تک گمان نہ تھا تیرے صبر و قرار کا بتری کب آستین مرے لو ہوئے ہر گئی الضاف کو بچھوڑ محبت اگر گئی گئی + وہ کیا ہوئے تباہ وہ الفت کدہ ہر گئی اس جنس کو گران یہ خریدار کر گئے در جب کر کے ہے یہ بیمار کون ہے ٹھہرنا ابد میں بھی آگ یہ سیما کیا جانے خفت بچھے ہوئی دلی امید دار سے الفت بڑی بلا ہے کسی کو خدا سے دل گرفتہ کو ظالم کبھی تو داسیجے
--	--

فقیر غلصہ میر فقیر اسد نام در جرگہ شہر بحضور شاہ عالم بادشاہ شرف اندوز بود از گیت
و دہرہ ہم آگاہ بود اخلاق مہذب داشت احیاناً پاس خاطر یاران را فکر رختہ میکرد

اور است

میرے سحاب چشم کو نسیان پہ ہے شرف صافی دلوں کے دید کو مانع نہیں حجاب	ہے کون سی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہیں عینک سے ہے دو چند ضیائے بصر مجھے
--	---

فقیر غلصہ میر شمس الدین دہلوی از ابنی عباس است در دے زبان
سنگا ہی محفل دارد ولا سہا در عرض و قافیہ بے نظیر دقت خویش است

رسالہ جات تصنیف کردہ دسے برین مدعا گواہ در شمس بعد کسب سعادت زیارت
 حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً و تظلیماً ہمکام بازگشت زورق جیانش طوفانی شد گاہے
 ریختہ ہم محنتی این اشعار از دست

حال اس کے بسا اض کردن کا ہے غرض دید سے بان کام محفل سے نہیں اگر ہے آواز ترے کوچے کے یا شند و نی	نقطہ انخسب ہے گو یا + + + خواہ ادھر بیٹھ سکے خواہ ادھر بیٹھ سکے نالے کرتے سے لکر ان کے گلے دیکھ سکے
---	---

فکار تخلص میر حسین بنیرہ میر فخر اللہ فقیر سید لیت دل فکار و طیش ہمیں بلدہ خلد آثار
 سخن را بر مرزا اسد اللہ خان غالب گذرانیدہ از دست

دیکھ آئینہ کو آئینے کیا اس لیے ٹکڑے کرتاب غنیمتیرے دہان کی برابری	یعنی مجھے کسو اسطے مجھسا نظر آیا شاید یہ اینجا بھول گیا ہے دہن کی بو
--	---

فکار تخلص مرزا قطب علی بیگ شخصہ است از دہلی این بیت از داند کرہ اعظم الدولہ
 نوشتہ اند

بیت بوجھ فکار اب تو مرا سکن و ماوا
 فیض تخلص بندت کر باکشن کشمیرے از موزد نان لکھنوا است او بدین گو نہ حرف
 می زند

لوٹے خون میں تہ خاک سے لہلہ اگر فیض تخلص میر فیض علی سپر میر تقی مرحوم است در سرکار وزیر الممالک با پدرش	دیکھتا میرے رہنے کو جو قاتل اگر
---	---------------------------------

بہری برد آورده اند کہ غزدر سخاوتے بسیار داشته و فقیر از ایشان شعرے مصداق
 دعویٰ ندیدم یارب مگر نازشش ایشان بر شاعرے پدر باشند و العجب کل العجب
 کہ بمقتضای الولد سرا بلیدہ دعویٰ را آموختند و وجد دعویٰ را آگذا سختند خلاصہ این
 ابیات اور است

کل کھاموے تھے جنکے لیے جسم زار پر شوق میں تیرے کنار و بوس کے لیے بحر حسن	دو بھول بھی نہ لائے کبھی وہ مزار پر موج کے مانند ہو جاتے ہیں سب آغوش ہنم
---	---

ہماری خاک اُس کو چے میں کب تو لے صبا کھی

کہ دور ت جب تب از اسے نکلا ہی کی تیرے

حرف القاف

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین از سکناے چاند پور وار شد ترازندہ مزار فنج سودا است
شاعر لیت خوش گفتار بلند پایہ موز و نیست غالی مقدار گرامنہ ایہ دالچہ بعض
ناشناسان سخن بہ مکانت سودا می شمارندش حرف در دیوانگی نشان از
جنون است از بسہ اندر دزان دانش بناید پستے زمین را با فراز فلک کے
دانستن وار باب بصیرت چشم از حق متواست نسبت چگونہ ذرہ را آفتاب
میتوان گفتن بہر حال قائم در سخن دستگاہے پسند دارد گو بیایہ سودا مباحش
احاطہ بر اصناف اورا میراست لاسیما در قطعات و رباعیات مضامینی کہ دلائل
بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ بیشتر محل سکونش دار الخلافہ بود کہ محط رجائست
و مجمع اہل کمال نسبت تالیف تذکرہ بقائم ہم کردہ اند و فاش در شمسہ بحر ی
اتفاق افتاد این ابیات از دیوان اول سقط شدہ و درین اوراق نگار شش

یافت

کچھ دور اسے ہاتھ سے جب مام رہ گیا
پر سنا ہو گا کہ تم کو اک جہان نے کیا کہا
میں ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا
مبتذل جان کے ڈھب بادہ بچانی کا
کچھ قصر دل نہیں کہ بنایا بنائے گا
وہ دن کبھی کہ ارادہ تھا بادشاہی کا
ہے دل پہ پھیر اختیار میرا
سو بارے عہد میں تیرے وہ نیکنام ہوا
مرحبہ عشق کا یان حسن سے بھی دور گیا

قسمت کو دیکھ ڈوٹی ہے جا کر گمان کند
غیر سے ملنا تھا راسن کے گو ہم چپ ہے
تا بہ فلک نالہ تو پہونچا تھا رات
گو پہ گردی دل مجنون نے مرے کی ایجاد
ٹوٹا جو کعبہ کون سی یہ جائے غم ہے قبیح
فلک جو دے تو خدا کی بھی لے ذاب قائم
ناصح تو کہے ہے یون کہ گویا +
بہان میں شہرہ تھیں مجنون کی دلتین قائم
بید ماغی سے نہ اُس تک دل رنجور گیا

معاملہ ہے یہ دل کا اسے کئے گا وہ کیا
 یہ سچ کہ جھوٹ ہے دعوائی دوستی لیکن
 لے گیا خاک میں ہمراہ دل اپنا قائم
 ہر دم آنے سے میں بھی ہوں نادم
 کب اُنہ کو تسخیر آئے ہے پیارے
 فی وعدہ اُسکے ساتھ نہ پیغام کیا کہوں
 مبتدل تھا وہ تری چشم سے تیارے مضمون
 ظالم تو میری سادہ دلی بر تو رحم کر
 قائم ضرور کیا ہے اب اُس جھگو سے صلح
 طوفان گریہ کی ہے مرے حد عمر فوج
 ہنسنے کا یار یہ بھی کوئی طور ہے کہ آج
 مجھ کو قائم وصل کی شب سے یہ کیا شادی کی یان
 سب کو آیا ہو ترے حسن کا یان طور پسند
 جو سوز عشق کا چر جاوے ان نہیں قائم
 نالوں سے عندلیب کے آلیہ ہے جی بنگل
 لٹھا مو مجھے آمد میں کوئی اُس کی کہ ناگاہ
 گزیرت ہے تجھ ملک تو پھر کیا
 جھکڑے ہے اشاک گرم مر آہ مرد سے
 عذر قصیر بھی چاہوں گا میں اس سے ایدل
 زبان عشق شکابت سے لال ہے درد
 دو جہان بھی ملین تو بس ہے ہمیں
 لے جھک دل جو نگہ کو تو یہ دستور نہیں
 موی تو بہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن

پیا مبر کے ہین ساتھ آپ جانا بھتا
 کبھی ہین بھی تو اکبار آذ مانا بھتا
 شاید اس جنس کا یان کوئی خریدار نہ بھتا
 کیا کروں پر رہا نہیں جاتا
 کسی کا دل ہے وہ جس نے یہ انتقام لیا
 پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا
 جو ستم جو رخ جفا پیش لے ایسا دیا
 روٹھا تھا آپھی تجھے میں در آنجھی من گیا
 مدت ہوئی کہ جان سے میں ہاتھ دھو چکا
 دریا نہیں کہ آج جڑھا کل اتر گیا
 قائم نے تیرے ہاتھ سے گھبرا کے رو دیا
 گریہی جھکڑے میں کوئی دم میں ہو جاتی ہو صبح
 گرچہ ہر اک کے زمانہ میں ہے لیکار پسند
 تو کیا میں جاؤں گا دے بہشت میں آتش
 کس نے مرے حرا رہ لاکر جسم بھلے گل
 بجائے نہ گھر سے کہیں باہر پیش دل
 صدمے ترے مر ہی جا میں گے ہم
 دیکھیں تو پہلے پونچے ہے تو عرش پر کہ ہم
 ملک تو خاموش ہو دینے سے وہ دشنام کہیں
 ہم اک گلہ کے ترے سو جواب رکھتے ہیں
 یان چھپا تھی تو احتیاج نہیں
 لیک تم دیکھتے پھر تے ہو خریدار نہیں
 نے طلب اب بھی جو بلجائے تو نکار نہیں

یون وہ نادان ہے پراتنا تو بد آموز نہیں
 جہاں کچھ دل سے تو زیادہ نہیں
 باور نہیں تو لایں ترے روبرو کردن
 ابے جو میں نماز کروں نے وضو کردن
 تو چاہتا ہے اُس کو تو کما ہوں میں نہیں
 کھلنے کی ایک دل کے بھی جس میں جگہ نہیں
 سخت کچھ تائے وہ جو ہاتھ سے کھوئے کچھ کو
 لیکن انوس ہی ہے کہ کسان مٹنے ہو
 کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو
 جس کے میں ہاتھ پڑا اُس نے جلایا کچھ کو
 کیا قباحت سے مٹنے میں خرابات کی راہ
 دہجیاں ہو کے اڑے بسکہ گریبان مرے
 ایسا گرا نہیں کہ وہ تجھے سنبھل سکے
 ایک دان تک عمر نے اپنی وفاداری کی
 دشمن کے گھر میں جیسے کوئی کھانا ہے
 ہے کیا برا جو مفت میں ایک شعر خوان ہے
 آپ ہی اب یہ دور چلتا ہے
 تھی ایک بات ہمارے ہی یہ جلانے کی
 کہ دم اپنا سا سکتا نہیں پہلی ہی تنگی سے
 ہاں مگر اس سے بھی کچھ یہ جنس سستی کیجے
 جی دینا کسی طرح سے دشوار نہ ہو وے
 کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گذر گئے
 اب کیا مجھے ڈوبوں گے جل نکل تو بھر گئے

قائم اور تجھے طلب رہے کی کیوں کر کیسے
 یا اگر چاہتا ہے دے ستا تم
 کہتا ہے آئندہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
 قائم یہ جی میں ہے کہ تقید سے غنج کی
 اتنا تو ہوں ذلیل جو پوچھے ہے یہ کوئی
 قائم ہی فضا ہے گراں دہر کی تو خیر
 خاتم دست سلیمان سے ہوں قائم میں عزیز
 سنگ کو آب کرین ل میں ہماری باتیں
 بان وہ تو آدی ہن کہ جن سے تھیں جو ربط
 شمع سان جلنے کو صانع نے بنایا ہم کو
 غنج جی تم نے نہ سمجھی یہ کرامات کی راہ
 ہر گلی کو چہ ہی بستی کا پرانے کی دکان
 قائم کے حال سے ہے قمر من غبٹ کہ جرخ
 بعد خط آنے کے تھا اُس سے وفا کا احتمال
 دنیا میں ہم رہے تو کئی دن پر اس طرح
 قائم کو انجی برم سے جانے نہ دے کیا رہ
 ساقیا دور کیا کرے ہے تمام
 خدا نکر وہ اُسے غیر سے تو کیا سروکار
 نہ زخم سینہ سیکر اور بچھاو تنگ کرنا صحیح
 بقوت تاک ہوں میں دل تو بھی کوئی لیٹا نہیں
 صورت میں تری گر نظر آوے ملک الموت
 اگر ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر سکے
 روئیں گے کب تک اے مژدہ اشکبار بس

تیرا ستم اپنی جان فشانے
دل بچکے مدت ہوئے اب جان طلبی ہی
معلوم ہو کس طرح بچھے چاہ کسی کی
اور ہی چھپرہ بیٹھ گیا چاہیے
سہسکے گئے لگا طالع کے مدد گاری سے
پر غوب تو مسرہ بان نہیں ہے
پر آدمی کو حسد اچھے بہت ملا کر لے
مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا کرے
دیکھیں کس کس سے اب بڑتی ہے
بیکار اُسے بھی تو کرین رو برو مجھے
وئے امیر جس کسی سے خصم افلاک ہے
اندھے دھوم اب کی برس لالہ زار کی

و چہ بن ہن یادگار دوران +
کیا بوجھتے ہو موجب آزدگی یار
نہ نالے میں تاثیر ہے ذی آہ میں بان درد
عشق تو قائم نہ ہوا آب سے
دکے پوچھا جو میر ہو ترا کیونکہ وصال
گستاخ نہیں کہ ظلم ہے بد
کسی بلایں بھنے قید ہوئے جائے جالے
بتوں کے دید کو جاتا ہوں دیر میں قائم
قائم آیا ہے پھر وہ بن بھن کر
آخر تو جرم عشق سے کرتے ہیں مجھ کو قتل
دشمنی سے ایک ادنیٰ کی ہے قائم جانے خوش
کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی

قاسم خلیس سید قاسم علیخان بمبرہ عطا حسین خان تحسین صاحب یوٹرز مرصع کہ مخاطب
بہ مرصع کہ رقم بودہ در فن موسیقی مہارت خوشی دارد سابقہ خدمت تفصیل محالات
بسرکار انگریزی دانشہ اکون در لکھنؤ مسکند اند اور است

میشتر لذت ملی تقصیر سے تفریب میں
نہیں تو کیوں شمشیر اس قدر گانوا کا صم لے
فرغ بیخہ خورشید ہے ہر نقش میں پاک
ہجاری زلیست و مرگ آہکی زبان میں ہے
علاج اس کا کسی سنگ نہ استان میں ہے
پھر بھی یہ بخت ہر دم تشنہ دیدار ہے
بقیاری نے دیا عالم سیلاب بچے

ایک بوٹے کے خوش بن اسنے لاکھوں گالیان
مرا بہ آبل سے کمر تاسکے سبجہ کا دانہ
زمین کو گرد و بار شک فلک خوار جانان نے
جو مان ہوئی تو جہیں گے نہیں تو جانے سکے
مے صدارت کو صندل سے فائدہ معلوم
سیکڑوں دریا بھرے ہیں چشم گریان میں مری
و اعظا غم ہین درد زخمی کے قاری کا +

قاسم خلیس حکیم میر قدرت اللہ خان از مردم ستور دہلی دست بامولانا محمد الدین

اعتقاد وافر داشتہ از مردان خدمت ایشان است علم معقولے دریافتہ امروز و فاش رسالت و اسال و این است تذکرہ در حال فکر و تخیل و نگاشتن است و بلا خطہ نرسیدہ صاحب دیوان است و این اشعار منتخب از ان است

<p>میں مد نظر اپنے کچھ کام نہیں رکھتا یہاں بھی رخصت سیر چین ہو چکا صیاد قاسم کے ساتھ بادہ خوری تھی تمام شب سر سبز قول ترا اے بت خود کام غلط وہ آئے بغل میں کہیں یا جی ہی نکل جائے دشنام دے مٹاتے ہو رٹھے کو آن میں جان جاوے یا رہے قاسم یہ دیکھیں گے اسے تفصیل سے کہ قاسم حال دل دیوانہ مسلمانوں اسے پردا ہو کیا احیائے عاشق کی</p>	<p>آغاز محبت یاں انجاسم نہیں رکھتا کراہی شورش ظالم بہار آنے کا اور نام سے ہے اس کے تجاہل علی الصباح دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط مٹ جائے کسو طرح تو یارب خلش دل کیا جانے کیا فنون ہے تمھاری زبان میں ہے ارادہ یہ مصمم دیکھتے کیسی بنے ہے نہ چھپا ظالم ہم یار میں یاروں کے وہ نصرائی بچہ عیسے نفس تو ہو بہ کافر کی</p>
---	---

قاسم غلص میر قاسم علی نام موطش بریلی بودہ اور است

یقین ہے اعطش گویان دم آخر مردن گامین +

بیاسا ہوں تری آب دم شمشیر بزان کا +

قاصر غلص مرزا میر علی بیگ شخصہ است از دہلی اصلاح سخن از شہزادہ خان فراق
گرفتہ اور است

یاد کس گل و کی اس دل کو ز کیت آگئی | آہ کر سکتا نہیں ایسی تھا بہت آگئی

قابل غلص مرزا علی نجات شخصہ است از دودہ تیمور اکتاب سخن از ابراہیم ذوق
کردہ اور است

<p>سامنے میرے غیر سے تو نے کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا احوال گریہ شن کے مرابا رنے کسا</p>	<p>ستم اس سے دیا وہ کیا ہوگا کہ میں عذاب سے چھوٹا تجھے تو اب ہوا اے لوالہ جی سے عشق میں اس نے تو رو دیا</p>
--	---

تم کہتے ہو حباؤ تم ہاں سے +	ایسے جاؤ گے پھر نہ آئیں گے ہم
درہی جانا ہے عشق میں بتر	نہ چین گے نہ رنج اٹھائیں گے ہم

قبول تخلص غنی بیگ از سخن گویان مشہور پارسی است ایما نا فکر ریختہ ہم پر رحمت
اور است

دل یوں خیال زلف میں پھرنا ہے فرہ زن	نار یک شب میں جیسے کوئی پاسبان پھرے
-------------------------------------	-------------------------------------

قدرت تخلص شاد قدرت اللہ از نکتہ سبحان مشہور است سلسلہ شمس
بشاہ عبدالعزیز شکر مار علیہ الرحمۃ اللہ العزیز الغفار میرسد میر شمس الدین
فقیر رابی غم می شود وطن اصلے وے دہلی و درم شد آباد سکونت در زیدہ
و شہلا ہمدان جا دین مہمان سرے بطن اصلی نقل کرد تا نکتہ اور العظیم آباد
دانستہ اند غلط کردہ اند با کلمہ قدرت در شاعرے قدرت و قوت عظیم دارد
عمرے بر شمشق بودہ طبعے رسا داشتہ اشعار خوش ادا گفتہ این ابیات
از نتایج افکاوست

ہر نگاہ پر ہیز و ورع اب سر آیا	اسے بادہ کشتو مر شدہ کہ پھر ابر تر آیا
پلیدیر ہوئی آشاک نہیں آنکھوں سے گرے	شاید تہ منگان کوئی نکتہ جگر آیا
ہواستہ اس کے گلو میں گرہ دم انجاز	ترے لبوں نے میجا سے کیا سوال کیا
بتا جو نکتہ اب دل میستاب رہ گیا	اپنے پیش میں جہل کے یہ سیلاب رہ گیا
آگے نہ چل سکا ترے کوسے کو چھوڑ کر	غور شید جا کے تابہ لب بام رہ گیا
جہان نظر پڑے پاؤں تلے تلے کا غد	سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کا غد
یہ دل شوریدہ جب سے ساتھ ہے نہیں	شور محشر ہی رہا قدرت کی شت خاک پر
پھائے کو اگر داغ سے چھاتی کے پھر ادون	خاشاک کے پہلو میں چھپے آنکھ لاش
جرم پر تیری محبت کے تین کو تے بن قتل	حفظ جانے واسطے گر کیجے انکار حیف
اگ اس داغ کو لگو کہ تک سود نہیں	پھوٹے وہ آنکھ جو نکتہ جگر آلود نہیں
اڑا می ز بس خاک ماتم میں دل کی	کیا ہم نے آخر ز میں اسمان کو

لب جان بخش کی اُسکے جو پڑی ہے یہ دھوم	لب عیسیٰ نے مگر تیری زبان جو سی ہے
ہر آن اک ستم ہے ہر خط ایک بجا ہے	کوچہ ترا ہے ظالم بادشت کر بلا ہے
سینہ اُس کا ہے دل اُسکا ہے جگر اُسکا ہے	تیر بیداد جدھر دوکے گھر اُسکا ہے
آہ اس کم فرستی پر ہونے سے کیا سرور	شیشہ ناخالی ہو جام زندگی لہر زہر ہے
حسرت اے صبح چین ہم سے چین چھوٹے ہے	مژدہ لے شام غریبی کہ دھن چھوٹے ہے
فوج کشتی سے خبردار کہ یان سینے سے	مرہم تازہ نامور کہن چھوٹے ہے
شب ہجران کی مصیبت کو کہوں کیا قدرت	تن سے جان چھوٹے ہے اور جان سے تن چھوٹے ہے
قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ از اہل رامپور شاہ دقائم چاند پوری نوشہ انداز است	
لاکھوں جلالتے مردہ صد سالہ آن میں	فیض دم مسج ہے اُس کی زبان میں
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا	کتھنوں کے گھر تو جاتے رہے امتحان میں
قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ نام از قلم شاہ اللہ خان فراق است اور است +	
زلفون میں اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا	یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا + +
قربان تخلص میر محمدی خلف میر کلہو حقیر مشورست سخن با شاد اللہ خان فراق کردہ از دست	
ایکون ناک ٹھوکر سے ان اچالے صد جلاد ہو	دست بستہ معجز عیسیٰ جہان استاد ہو
کس کی پرگشتہ نگہ کا ہوں میں بیمار کہ آہ	یان مسیحا کی ہوئی جاتی ہر تدبیر اٹھی +
قربان تخلص قربان علی عظیم آبادی اور است	
لگاؤں کیونکہ دے اسے اس کمان ابرو کے پچاؤ	کہ آزدہ نہیں کرتا ہے کوئی اپنے سہان کو
قربان تخلص جان محمد بزمہ نقبا در سرکار وزیر الممالک بہادر جادا شہ کلامش را بطر شاہ شرف الدین مول در آوردہ است اور است	
ہے ناز سے اُس کے بھی پیغام قضا کا	ایکون نام کیا آپ لے بدنام قضا کا
قربان تخلص میر حسین علی کیفیتش معلوم نیست این شعر از دست +	
کس طرح قرار اُس سے کروں درود دل اظہار	استا ہی نہیں وہ بت مغرور کس کی

قرآن مخلص شخصی است از شاگردان حسرت اور است	
بہارے یو فایا باد فایا ہو +++	غرض تم دل کے لینے میں بلا ہو ++
قیمت تمام الخاطب رئیس الدولہ خلف نواب بارگاہ علی خان استفادہ نظم از جعفر علی حسرت نمودہ از عظمائے لکھنؤ است بسرکار مرزا اجماند ارشاہ اقدار مطلوب آستہ	
ابن ابیات اور است	
الہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے	نہیں تو ہاتھ کی اُسکے امین تلوار ہاتھ آوے
مقدور ہے کس کا جو ترے حکم کو مانے	رستم جو نہ آوے تو دین اُسکا سر آئے
قلند نظر مخلص حاجت ظہار حالش نیرت معاصر خان آرزو است این دو بیت از دگریدہ آید	
بچی کو سر زندگی نہیں ہے	کیا جی کی گردن کہ جی نہیں ہے
چھتے ہی تھمیکا اس شک نا صحیح	رونا ہے یہ چھپم ہنسی نہیں ہے
قرآن مخلص مرزا فرالدین المعروف بہ مرزا حاجی حسین پور مرزا لائق ہوس و تربیت یافتہ تخیل است	
صلح کرتے ہوئے آخر وہ بگنک آ ہی گیا	عشق کا نام بڑا ہے لے تنگ آ ہی گیا +
کتنے ہیں شب کو قمر آج گلا کاٹ موا	آوی ٹھا غم ہجران سے تنگ آ ہی گیا +
بچا نہیں ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب	دیکھا تھا اُس نے کب کسی سہل کا اضطراب
قرآن مخلص مرزا قمر طالع میاں پور مرزا از د بخش بہادر است کہ مرزا نبیلی عرف ایشان بود و کسب سخن از حافظ عبد الرحمن خان احسان کردہ صاحب دیوان است اور است	
نہ آئی تاب تو بھی و لگی لے تابی کے ہاتھ لے	مر پیلو میں وہ رنگاں فر جوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار تو خط لے تجھے	تو بھی اب تولے قمر غلوں کے دفتر بول دے
قیس مخلص مرزا احمد علی بیگ مشہور بہادری بیگ خلف مرزا امداد علی بیگ اصلش از مشہد مقدس وی در لکھنؤ از شبستان عدم مجلہ گاہ وجود قدم ہندہ سخن را بکسرت نمود از نتائج الطبع است	
دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب اُلٹا	ہوا اور مضطرب اُس نے جو ذرا نقاب اُلٹا
اُمینہ دیکھ دیکھ کے کتا تھا کل وہ سٹوخ	اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
پھرتا ہوں ہر کسی سے میں القاب بوجھتا	خدا کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے

حرف الکاف

کامل تخلص بندت ٹٹا کر اس کشمیری کہ بافضل در غالت بوکالت میگرداند اور است
 یث کر جو دیکھا سر راہ اُس نے | لکاتیر ایک باز گشتی جسکر پر +
 کامل تخلص مرزا کامل بیک جز نامش دیگر حاش معلوم نشد اور است
 امراکان سے کچھ دل ابرو کے ہے ٹکڑے | قطعہ یہ بات میں نے مکمل جب اُس سے داد چاہی
 کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہووے خالی | اتوار پھر نہ کہنے تو کیا کرے سیاہی
 کبیر تخلص حکیم کبیر نے از مردم سبیل من متعلقات مراد آباد در طب دستگاہی داشتہ
 اور است

ایک ہی بار سے ہی ناک میں آیا ہے کبیر | زیت معلوم اگر ایسے ہی دو چار سے
 کریم تخلص کریم اللہ خان از افغانہ است از افکار است
 نہ بھی قدرت مجھے کر و بر و جانے کی کریم | زید دیوار ہی جسا نالہ سنایا ہوتا
 کریم تخلص شیخ غلام صدامن اسلش از کوتاہ بال شسل در شاہجان آباد ہر
 سے بردہ تھا در حیدر آباد گزراں دیدہ در ریختہ و فارسی فکری کند قوت نظمیں
 بسیار دارد و زانوے ادب بخدمت تو من خان تہ کردہ باوجود کہن سالی مرد شگفتہ
 و ظریف است و بار اتمہ اشعار است ایسا تش از و طلبیدہ بعد انتخاب درج شد
 یہ ناخو وہ ہمار نکست کیا کیا تو پا | استخوانون میں مے دیکھ پیکان تیرا
 فرہاد و فیس شش من سرگرم لاف تھے | خاموش ہو گئے جو مرا نام آگیا
 نام کب آسودہ جان لین نالہ ہائے دار کا | سرمہ آواز ہے سایہ تری دیوار کا
 ہاتھ ہووے گا مراد و تراد امان ہو گا + | چاک جب صبح قیامت کا گریبان ہو گا
 زلف مژگان سے لپٹی ہے خدا خیر کرے | مشک آلودہ کین خبر بر آن ہو گا +
 کیا ہی برہم ہوئی زلف اسنے جو پوچھا مجھے | اے کریم کس نے کیا حال پریشان تیرا
 سوئیے جو طافت و تاب و توان تلمک | لیکن یہ پوچھتے ہیں بھی سے کمان تلمک

چین چین ہے مون بزم نگاہ میں + سیری نے کی پردہ پوشی بنوں کی + نسبت ہے میرے داغ سے کیا گل کو عنایہ ہر روز شمار جان شبِ حجب کو کرتی نظر سے گر چلا ہوں کون تھا نے بے طفل اشک دیکھ کے برباد کجیو ہر انشودنما ہے اُس خرام لاؤ بالی سے گردان بیٹھوں تو اٹھے وہ مری تعظیم کو دلے قسمت اور اخا ہی ہوا افشاں دار اُس کو شہرت کی تمنا نہ تھی رسوائی کی کس داغ میں دردِ دل گل جلوه کنان ہے گھر کے لگے دیکھنے وہ اپنے بنا گوش	اُدھر ہے مجھے قریب کا تیرے بساں تلمک کیا طوق گردن نے کار گر بساں + گو آہ سر دو باد و سحر و فون ایک ہیں نہ شام اُسے نہ اسکو سحر و فون ایک ہیں بجائے شکر گان بر گردیدہ محسوس ہر پار و دھجگر ورنی انتخاب ہے غبارِ ناتوان کو سرکشی ہے پایا بالی سے خون ہے شاید کہ صحبت کا اثر ہونے لگے روکتے ہی اشک کے تحت جگر آنے لگے ہر کوئی آرزو سے نشوونما رکھتا ہے نکلے ہے دھوان سارے فردوس برین سے چل شک حری آکھو نہ ڈر دان سے نکلے
---	--

نوم مخلص مرزا حیدر علی بیگ خلف مرزا نیاز علی بیگ باشندہ دہلی از شاگردان مشہور

مستحق است اور است

احسرت سے دیکھتا ہوں میں جب دریا کی طرف لوہو میں بہہ رہے ہیں ترے ہاتھ بیچ بستا گلدستہ لادیا جو کل اُس کو قریب نے سرخ نگاہ کس کی دیکھی ہے ہم نے یارب سیلِ گریہ میں نہ ہم تا بحرِ دُوب گئے	گلستاں تب وہ دیکھنے دو چار کی طرف تربت یہ کس شہید کی تو نے چڑھائے گل میں بھی گرم رشک سے ہاتھوں پہ کھائے گل جو زندگی سے اپنی بیزار اس تندرہ میں + یاں تلمک روئے کہ ہمایون کے گھر ڈوب سنا
---	---

گر قمار مخلص سنگی بیگ باشندہ دہلی از شاگردان حاکم است اور است

درد ہو جس کی کچھ دوا کیجیے	اجی ہی بے چین ہو تو کیسا کیجیے
----------------------------	--------------------------------

گر یاں مخلص میر محمد علی از لکھنؤ است اور است

مجھے جب دیکھتا ہوں تھکے کھڑا چھالین	کھال طور اُس نے روز یہ صاحب سلامت کا
-------------------------------------	--------------------------------------

گستاخ تخلص مرزا علی ادرساکنان لکھنؤ است اور است +

اجی لکھا تھا کچھ ہوسے کی فرحت حاصل ایہ لکھا تھا کہ آدے کی قیامت لازم

کلمہ تخلص میر گلواز قارب خواجہ میر درد بوده اور است +

میدانیہ دان کی گرم سنو کے کیا ہو گا | ازا اور کبھی نظم پچھلینا بھلا ہو گا

کلیہ تخلص شیخ کلیم اللہ ساکن سرکوتے کہ از تعلقات غیبہ متمضات مراد آباد است اور است

جلوہ لور رخ یار سے پیدا ہووے | اجل اعجاز نظم سے سچا ہووے

کلیہ تخلص میر محمد حسین کلیم طوینے پر دریت و مسیح مجب بخورے از شعر اسے

مسلم است وہم درجہ کہ موز و نان مانا خند و ماتقم بر مزہ میر سقے میر است و از

ساکنان دہلی طبیبہ افستہ شعر بہر دو لفظ سے گفتہ دانم کہ بیارسی زبان زبان شش

درست و فکر شش صایب نباشد گفتہ اند کہ ترجمہ فصوص الحکم نسخہ شیخ علی الدین ابن

عربی نور اللہ مضجعہ در ریختہ کردہ است لکن الکلام دیوان و شتو بہ از دیادگار

است ملاحظہ آن دست بہ رسم ندارد این اشعار از صف ابن و تذکرہ ہا انتخاب و

ثبت افاد

چھپا ہے امر ہی چشم پر آب میں دریا

کس پریشان نے قدم رکھا ہے بیچ دتا ہے

قبر میں بھی لیے ہم راہ گیا اپنے کلام

آتی ہے دل پہ قتل میں سے اب شکر

ہو چکا حشر کسی دوزخ و جنت کو حسرت

در ازمی شب بجران و زلف یار کلیم

رکھوین آنکھوین کیونکر گئے کہ ہے برسات

دیوانہ ترا وادی پر اپنے اگر آوے

غزو حین کیا مکن کہ اس سے داد کو ہوئے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حین خاصش از کراہہ مانتپور بزر گلشن

کسی نے دیکھا ہے اب تک جاب میں دیا

جادہ آتا ہے نظر جو ان زلف کچھ برہم ہوا

آہ کیوں در دول اپنا نہ کسو کو سونپا

وہ دن کے کلیم کہ یہ شیشہ سنگ تھا

رہ گیا میں ترے کو چہ میں گرفتار ہنوز

مجھی سے بوجھ کہ کافی ہے رات آنکھوین

پھر ایسا لکھ کہ جو خاندہ خد اب ٹکے ہے

شہد دیکھو فلاطون کا جو عہدینے بر آوے

غرض تم سن چکے احوال ہم فریاد کو ہوئے

اذا رباب مناصب بودند و لے ترک لباس کردہ کسوت درویشی پوشیدہ دل بریتا حست
نہادہ ہر نگاہ درود لکھو از جزات امداد میخواست

چہ شکست شیشہ دل کچھ نہ کیسا اور کام	مرتفع جسدن سے ہے یہ چرخ مینا فی ہوا
آہ جو کچھ ہم سے ہو سکتا سو کر سکتے و لیک	ایک دن تم کو نہ شوق کار نہ رہائی ہوا
اور دکھ لایا تماشا مجھ کو وحشت نے کمال	مین تماشا فی تھا جس کا وہ تماشا فی ہوا
یہ بھی کچھ بیٹھنے کا بزم عین اسلوب ہے واہ	جون جون ہم آگے رہیں آپ سرکتے جا دیں

گمان خلص از شاگردان اشرف علی خان فغان از ناشناس آگئی نشد

اور است

واسطے جکے سبھی ٹھکورا کتے ہیں | وہ جو مٹتا ہے تو کہناٹ بھلا کتے ہیں

گناہیکم زنی است از دودمان عفت زوجہ نواب اعتماد الملک غازی الدین خان
کہ نظام خلص ایشان است حسب الامر شوہر شش گھنار غویشتن بنظر میر قمر الدین منت
سے آوردہ اور است

مقابل ہو اگر لب کے ترے مصری بچا جاؤں	ترے آنکھوں سے پچی کرے بادام کھا جاؤں
ترے منہ کی تلخی دیکھ کر کل ات حسرت سے	زمین پر لوٹی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی
شمع کی طرح کون رو جانے	جس کے جی کو تگ ہے سو جانے

کو چاک خلص شاہزادہ مرزا وجیہ الدین مرحوم در زمان جلولہ فرمائی بلا د
مشرق عزم گلگشت بہشت نمودہ جسدش را بدلی آوردند و متصل مرزا کثیر الانوار
سلطان المشائخ کہ نہ فرسخ از دہلی ست و دفن کردند این بیت از گفتہ ایشان
ثبت افتاد

یاں تلک یا تون مین پھو لے ہیں | کہ قدم بھیجے جلا نہیں جاتا

کوثر خلص مہدی علی خان ولد قطب الدین خان ابن آقا علی حسان کو چاک برادر
مومن الدولہ اعلیٰ حسان کا ازامر اسمی عہد فردوس آرا مگاہ محمد شاہ
بودہ مستطرا اس لکھنؤت دو سال است کہ بدلی وارد شدہ بود

بمقرب اعظم الدولہ داسے راہم باو تعارف شہ شخصہ حمیدہ اوصاف نظر آمدہ شریک
محل مشاعرہ ہامی گشت و خود از تلامذہ ناسخ میگرفت اور است

چشم من عشق کے اعجاز سے آنسو ٹھہرے تیرا تو آسرا تھا جدائی میں یار کی ++ خواب میں شب اس پر ہی نے شکل دکھلائی مہین وقت صبح وہ مانند آفتاب آیا ترست پہ سیری ایسی برستی تھی بلکیسی کیا ہی شش پہ کوچہ دلبر کی خاک میں نامہ بر کوچہ دلبر میں گم ایسا ہو جائے خون بہاؤں سے نہ پھر حشر کو مانگوں گامین دل بھٹ گیا کہ درت کسج نگار سے بہن وہ بلبل کہ یہ تھا شوق اسیری بس مرگ	در نہ کشتی میں ہے دیا کا سمانا مشکل اسے موت تو بھی جسے گریبان ہے اندون جاگا اٹھتے نجات خوابیدہ جو نیند آئی بہین آئی شکر شب جھبر کی عمر دیکھی سے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے بیرست و با بھی ہو دے تو مثل صبا چلے نی اشل ہو دے کہ تو تو وہ خفا ہو جائے ایکبار آکے مری لاش پہ قاتل ہو جائے حیرت کی جانے آئے تو غبار سے پر بھی اڑ کر مرے صیاد کے گھر تک پہنچے
---	---

گویا مخلص پنج حیات اللہ ازاہل فخر خ آباد و بنا صوب ممتاز در سرکار انگریزی بہرہ
درماندہ از دست

جس کم کمنی سے بھیجے تقریر بول اُٹھے سے ہم میں وہ کمال کہ تصویر بول اُٹھے	گویا مخلص حمام الدولہ نواب فقیر محمد حسن بہادر از امرائے نامی لکھنؤ است و باد بود جو م دنیا بدین مال قدر دن اہل ہر فن است لاسیما با سخور ان و مقام اتفاق است کہ می باید شعر اے این دیار بخیش رطب اللسان بودہ اند و بسیار ستودہ و دے بجایزہ ہا مراعات نمودہ و در مراتب سخن گسری ارتعلا شیخ امام بخش ناسخ است این ابیات از دیوانش انتخاب زدہ درین عجم الہ ثبت نمودہ شد
---	---

صندلی رنگ پہ میں مرہی گیا اُس نے صندل لگایا ماتھے پر	درد کس کا کہ یان سرہی گیا درد دونا ہوا مرے سر کا
---	---

نہ آنے کا ترس کھوہ عبت ہے
 آئین کو غفلت پر نہ کہ آئین ہم
 محبت سے رہتا ہے اب باغون پہ سہم
 اگر بے دانہ اگر جلتے لگے مثل سین
 وحشل اگر منظر تھا برہر کا گھر کھودتا
 در دیلو میں رہا کرتا ہے جب سے تو نہیں
 کہہ رہے احسب یہ رکھو ہر ہر
 ٹھکانے کے جیسے حسین کو پیسہ کی
 میں گونا گوش ہوں اپنی زندگی سے
 یاد آیا ہے کہیں اپنا ملا تھا کھانک میں
 جی ابھی نکھانہ تھا تن سے کہ وہ زنا ہی ہوا
 مال عاشق و معشوق ہے ایک
 کیا جواب نامہ پس مرگ تب کھلا
 زاہد و جرم کیا کرتا ہو نہیں بہر تو اب

کبھی میں آپ میں آیا تو ہوتا ++
 بھول جانا یاد د لو آتے ہیں ہم
 آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہیں ہم
 یہ جرات بعد مردن بھی ہے اپنی خاک میں
 کوہن دیا نہ ہم شیریں نو بچہ میں نہیں
 ہجر میں بھی ایک مہنتالی مراہلو نہیں
 یہ سہ نقالی کی یہ نشانی ہے
 قیمت کے لکھے نے یاد رہی کی ++
 رہے خوش یا آلمی وہ جہان ہے
 رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے
 تو سن جانا سن عبت کے چالاک ہے
 سنا ہے شمع سوزان کی زبانی
 تھی دیر اس لیے مہ خط کے جواب کی
 دل بے کعبہ اسے کرنا ہے یہ پوش مجھے

حرف اللام

لطیف تخلص میر شمس الدین از مردم بندر سورت است بلکھنہ اقامت در زبہ

از دوست

گھر میں چاہیڈ رہا اُس سے خفا ہو تو لطیف
 لطیف تخلص میر شمس الدین از مردم بندر سورت است بلکھنہ اقامت در زبہ
 نیکو شناختی اور است

روکے ہیں شیخ و برہن سبھی دسکے ہا حقون
 رہتا ہے در در و ز دل نا توان میں ++
 آگبر نکلا نہ یہ کانہ نہ مسلمان نکلا
 کیونکر اثر نہ ہو دے ہماری زبان میں

دامن کشیدہ جانتے ہو بہت غبار سے | اتھیلی سی کیسا ہوئی اس خاکسار

الطاف تخلص مرزا علی اسدش در اتر آباد است در دہلی نشو و نما یافتہ و در لوح عظیم آباد
ساکن ہے جس در آباد رفتہ تصاویر انشا کردہ و صمد ہا یافتہ نسبت شاگردی ہمیر تقی
داشته تذکرہ در حال ریختہ گویان بزبان ریختہ نوشتہ است نظر رسیدن اس شعرا سے
انہ تعالیٰ انتخاب گردید

دور نہ دل تجھ ہی کو دتا کیا کوئی دیا نہ تھا
لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک دہ و ٹوٹ گیا
خسانہ زلف کا تیری بہت دراز رہا
کہ جس کے نام سے آتش کو اجلا رہا +
در قبول تو اس آرزو میں باز رہا +
یہ زندگی جو تھی اس میں تو امتحان رہا +
دیکھے یہ چشم گریان اور اب دکھلا دین کیا
جو ن شمع سبز جلتا ہے ہر سر و باغ کھا +
اسان کو نہ کھینچے سبواور ایسا رخ کا
ہو ایک عالم کو تیرے نالہ و فریاد کا شکوہ
سچ تو یہ تجھ سے ملھی دلدار نہ دیکھنا نہ سنا
جو لجا رہے ہیں بھی کار فرما کوئی شیریں منا
اس منہ سے اسے نیچے پیغام بخت
ملکستان میں دیکھی تھی خونہا کی طرح
قانع ہوا ستوان پہ ہمارے بھاک کی طرح
یو چھ ہو دہ کتنی رہی شرب کچھ نہیں معلوم
دیکھے دل اس بلا میں پڑتے ہیں
لی ہو وضع فلک کی بہت تر ہی خیزن

ہو گئی زنجیر یا اپنی یہ زلف پر شکن
کیسے اس زلف کو مشاطہ سمجھ کر ستانہ
پڑھ یا قصہ سنبھل صبا نے حد لیکن
نہیں سمندر دہروانہ بروہہ آتش ہون
نہ یہ بھی ضعف سے لب شک و عا ہی در نہ نہ
جو ن خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب
نستے تھے طوفان فوج آنکھوں سے دیکھا وہ تو لطف
ہو کون سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے
ساقی نگادے خم مرے منہ سے کہ بار بار
ترے کا دن ملک بھی اٹھ کچھ آواز آتی ہو
ایک دن سال دل دار نہ دیکھنا نہ سنا
دکھادین سے ستون چرخ کا عالم تجھ فرما د
فرما دسانہ رنگ نہ بخون سا کیا حال
ہوئے ہیں بعد قتل طلب کار حق سعی
کیا کم ہو سلطنت سے ساگ کوے یا اگر
ہو بہ سحر نئی پیچیدہ شب وصل میں سو بار
کس کی دیتی بلا جو جانتے ہم
اگرچہ سر زمین آسان کا ہوتا ہم

اپنا تو بدگانی سے بس کام ہو گیا	گو اور طرح اُس کی بوجھ کی مک گئی
خونی کا بسکہ تیری اک عالم گواہ ہو	ابنی بقیہ روکھے ہو حالت تباہ ہو

احرف لمیم

یابل تخلص میر محمدی سیدے بودہ در بہان آباد شاگرد مولوی قدرت الدہ اکبر آبادی استاد
تصیر دلویب است از انکار دوست

کیا کیا کون مین تجھے دل زار کی ہوس	مشہور ہر جہان مین بیسار کی ہوس
------------------------------------	--------------------------------

یابل تخلص محمد یار بیگ از اہالی لکھنؤ و از شاگردان قلمند بخش جرات است اور است۔

پیتا ہوں جام مے کے عوض کا سہ بنگ کا	یابل ہوا ہوں جب سے مین اکہ سترہ ناک کا
-------------------------------------	--

یابل تخلص سعید کاظم علی از اہالی خیر آباد است در ریاض شباب عمر شہر آباد اور است

شب بچہ دن کی آہ ایک طسرفت	لاکھ ابر سیماء ایک طسرفت
---------------------------	--------------------------

ماہر تخلص فخر الدین جہان پور اثر علی خان نقاش از شاگردان سودا و ساکنان لکھنؤ

بودہ اور است

ہلی اتنی نہ فرست بھی کہ اٹھ کر مانگتے پانی	ہوائے سرنگ یون آہ دل مین کارگر کس کا
--	--------------------------------------

بیتلا تخلص اسمش مرزا کاظم بیگ الطالب از پیشکادہ وزیر الممالک بہ مردان علی خان

سلاش از مشہد مقدس دوے لکھنؤ از بہان خانہ عدم بشہرستان وجود در سعید

بزرگالش با احترام زیستہ اند گویند کہ بیتلا پیار سے صاحب دیوان است ہم تذکرہ

فراہم آوردہ اور است

مشہدہ دل پناہ دیا تو نے +	سنگ دل آہ کیا کیا تو نے
---------------------------	-------------------------

بیتلا تخلص تجھے است کہ مرزا از حاشی بخیرداشتند از دوست

وہ ترے سایہ دیوار مین پائی راحت | چاندنی رات کو اب رشک فرج بول گئے

مجدوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ از اہل جہان آباد تجھے است کہ سودا بفرشتہ

برداشتہ بود از دوست

عداوت سے تھاری کچھ اگر ہوئے تو میں جانوں	بھلا تم نہ رہے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں
تھار اہم سے جو عہد وفا ہو اُس کو تم جنانو	مے پیمان میں کچھ نفع دگر ہوئے تو میں جانوں
لوٹنے کے نیچے بیٹھ کے دو دوں گا زار	جنت میں تیرے سایہ دیوار کے لیے
مجنون تخلص مہول الاسم شہور بد درخس سر پر ہنہ شخصے بودہ از اولاد اسے	بھیم ناتھ بزرگانشں بیکد واسطہ باسلام مایل شدند از تلامذہ میر تقی است
گویند کہ در کوچہ دہ زن عورت محض سے گشت و این مضمون دلیل تاشیر تخلص است	اما کثوف نشد کہ جنون سبب گردیدن باین تخلص است یا تخلص سبب گردیدن جنون سخن
کوناہ ابن مطلع از دوست	
جس سے جی چاہے تو تم نہ کسی سے بوجھو	بے کیا بوجھتے ہو اپنے ہی جی سے بوجھو
مجنون تخلص ناش معلوم تشبہ کے اذابل عظیم آباد است سب سخن از میر ضیاء کردہ اور است	
دن میں سو سو بار آسکر و برو جانا مجھے	اس میں سودا ہی گئے یا کوئی دیوانا مجھے
محرم تخلص میر فتح علی سید ریت از دہلی مجتہدے کیا پر آمدہ عنقا شد اور است	
اپنی خواہش بوجھتے ہو تو کیسی چاہے ہو دل	چیکے بیٹھے سامنے صورت تمھاری دیکھو
محرم تخلص رحمت اللہ در اکبر آباد مجسمہ کتب معائن میکروہ ز مدت اذان منسل	
در گذشتہ و لباس فقیرانہ در برگردہ فیض صحبت میر محمد سے بیدار یافتہ ہنگام درود دہلی	
پیشم میر سید اور است	
دل افکار دیا دیدہ خوشبار دیا	چرخ اسانے کیا کیا مجھے آزار دیا
کی میں نے شکایت تو وہ بولایہ خطا ہو	گر ہم جن جانا جو تو کسی اور کو چاہا ہو
کل غیر کے گھر بنے کی کیا جھوٹ ہی پیار سے	کھا جائے حاضر ہوں مجھے گھورتے کیا ہو
مجنون تخلص حق رسا از تلامذہ شاہ نصیر دہلوی است اور است	
شب خوشی سے یانوں پھلا گھر میں سویا ہے	اہم پس دیوار سے مجھے پہنچ تک دیوایا ہے
مجنون تخلص شب ناص جان خلف سید محمد نصیر من تخلص کہ بالفصل سجادہ نشین	
خواجہ میسر در است سلمہ اللہ وغفر لہ کتب درست نیک مستحضر دار و خصوصاً	

در ریاضے اور زہادتے کہ اور است دیگرے راست گاہے لب سخن میکشاید درین ہنگام
بہ مالک شرقی رفتہ با فقیر طریقہ نشانی مسلک است اور است

جھٹ بواوے کب میں نے لڑائیں نکھیں
ناید اس وقت گیا آب کا دھیان اور کہیں
نہ تو نامہ ہی نہ پیغام نہ مانی آیا
نہ تیرے حردن سے مجھے یاران وطن بھول گئے

مخزون مجلس عالم شاہ از مشائخ زادگان گڑھ مکتبہ است مصحفی کہ اور از امر وہم
دستہ از ادب تحقیق بر کان افتادہ در بخاک اہل البیت اورے مافی البیت سخن
شرع الدین سمر در مقبول است کہ دیر از خویشان است و قیام مخزون در امر دہمہ مصحفی را
منشا و خطا کتبہ ہمہ حال ابن اشعار اور است

سے مجاہد چاک کرتا ہو گریبان کے تین
تم نہ فریاد کسی کی نہ نفع ان سُننے ہو
اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں تیرے غم کی داد
کسکے آنے سے چن مین گل کو سودا ہو گیا
اپنے مطلب ہی کی سُننے ہو جہان سُننے ہو
کوہن کو خواب شیرین سے جگاؤن تو سہی

مخزن حصین علیخان اکبر آبادی بکد مات اگر سے برے برد اور است +
نہک پھٹے ہر سری قبر پہ گل کے برے
اگلیان سے ہو پس مرگ بھی قل کے بدلے

مخزن شیعہ عظیم اللہ از اہل میرٹھ است اور است
منہ دل کرانایہ ہو اپنے پاس لے ہدم
کہ دولت اسکو بخشیں گے جسے ہم یاد نکھیں گے

مخزن شیعہ ولی اللہ از مردم این سہر است در لکھنؤ فوت کردہ با سودا سلاقتہ
سنا کردے داشتہ داز و ظیفہ خواران سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادری است از نگار اور است

نوادہ تری چاہہ پوچھنا کیا
خانہ دل کہ نہ ہو عشق کا آئین جس میں
پرٹھن لائن اشک کب چھوٹے ہو خاک آئے جواب
تم ہیں مگر کان اشک سے تیرے نہ جانی نگاہ
تیرے جو ہیں ستم دہیں گے
صدقے نے دواہ پوچھنا کیا
ہو وہ قرآن کہ نہیں سورہ یسین حسین
جتنے خط لکھائے میرے نامہ پر بھیکے ہوے
مانع پر داز ہیں ظاہر کو پر بھیکے ہوے
جیتے کا ہے تو ہم زہیں گے

بڑھو کچھ تو ایک سو سے پہلے یار اور بھی	ہیں در نہ جنس دل کے خریدار اور بھی
محبت خاص میر ہمار علی از شاگردان ثناء اللہ خان فراق است اور است	
سادہ و صاف ہے اب سے ملاقات میں	نازد و انداز و ادغزہ اشارہ دو با
اگر خاتر ہے ہاتھوں سے خون ہساول کا	تو لو نگاہ دست نگارین سے خوبسا دل کا
محبت تخلص نواب بہت خان فرزند ارجمند حافظ الملک نواب رحمت خان	
موجوم است کہ اہانت بریلی و متعلقات آن برایشان سلم ہووہ و فور شہرت	
از تفصیل مستغنی کردہ دے نیز چون پدر صاحب درع و تقویٰ است و خداوند	
فہم و فراست بہرہ و لفظ ظرف میزنہ گزیدہ افکارش این است	
جس کو تری آنکھوں سے سرور کار رہیگا	بالفرض جہا بھی تو وہ ہمرا رہیگا
عاشقوں میں مجھے لکھا تو نے	آج چہرہ مرا بحال ہوا
قید ہوتے ہی ہوا دونوں جہان سے آزاد	میں تو بندہ ہوں محبت کی گرفتاری کا
یہ بڑھا دیوانہ میں اپنا کہ نا صحیح دل ہوا	حقرا ہندرو لیکن مجھ کو سمجھانے لگا
آپ کی غیرت کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہیں	یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہیں
بیٹھنے دیوے نہ وہ بزم میں اپنی جو بیٹھنے	تو اٹھسا لیجولے بار خند ایاجت کو
گالی کا انتظار تو حسد سے گزر چکا	منہ کو کمان تلک ترے دیکھا کرے کوئی
محبت تخلص مرزا حسین علی نام نژاد شاد جہان آباد خود شاد در لکھنؤ نشو و نما	
یافہ مشورہ سخن با قلمد ز بخش جرات سے کرد و بد بنگونہ حکایت سے کن	
احوال مراد صیان سے سناتا تھا و لیکن	کچھ بات جو سمجھا تو کسا میں نہیں سننا
اس بت کے جو غیرت پر کیا لطف وہ بار د	مجھے نکھو بہر خدائیں نہیں سننا
آہ نہ فصل گل کی نسیم سحر سننا	مجاؤں کا نفس میں نہ ایسی خبر سننا
محشر تخلص اکرام اللہ خان ازبداؤن است و در انبا و شہر ہیر بودہ اور است + + +	
اچھا شور قیامت ترے دامن کے تلے	افقہ سوتا ہی ترے سایہ مرزگان کے تلے
ہیں نظر نہیں آتا کہ جی بچے محشر	کوئی دن اور اگر درد انتظار رہے

جدہ کرے اٹھ دل کی تیش کروں پرواز | نہیں ہر برق صفت ہاتھ میں عنان مرے
محشر مخلص مرزا علی نقی اسلش از کثیر و قشادوی لکھنؤ است بہر دوزبان فکر میکرد
وغرور شاعری بسیار داشتہ بعد قتل مرزا علی ہمت کہ تفصیل این اجمال تحت ترجمہ
اوست خوفنازان جافوار شدہ دہلی رسیدہ با خواجہ میر درد پیوستہ از ایشان فائدہ
برداشتہ بہ لکھنؤ رفت چون سالے چند برین گذشت درندہ مقتول مذکور قاتل
مطور را بقصاص کشتند اور است

دوبین اس چشم کے گردون کو اسالیں نہیں | کس گھڑی کس دم نئے فتنہ کی فرمائیں نہیں
جان منظر ہر آنکھوں میں وقت رحیل ہی | جلدی بوجھ کیرے ہی آنکلی دھیل ہی
محسن مخلص میر محسن برادر زادہ میر محمد نقی است اور است

حسرت تیرے عقیق لب کا شوخ | زندہ کرتا ہر نام عیسے کا +
محترم مخلص خواجہ محرم علی خان از کلاسیان عظیم آباد است سخن را بر شاہ گمبشا
مخلص بقیہ گذرانیدہ اور است

اے محترم اتنی اشک باری | کھل جائے ہر ابر بھی برس کر
دوستوں نے مرے کہا اُن سے قطعہ | محترم کو کہو تو یان لالین +
لگے کہنے کہ شرط کر لو تم | ہم جو مجلس میں اُس کو بلالین
روند یوے کہ جس کے رونے کے | ساری محفل کے چہچہ جاتین
پیغام پھر خون کے گنے لگے ہن چھ تک | شاید بہار کے دن نزدیک آن ہوئے

محمود و مخلص محمود خان برادر زادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سردار دولت خوش فکرد
خوش سازد رنج گامش مضامین بسمل بدام است و از نیم تیش کار دل خون شد گلن
تمام جوایت با تخیل کہا کم سخن و با صد زبان سنے نہ بان بہ پیرایہ حلم و ادب آراستہ
از احباب راقم است از شائع افکار اوست

گھر سے بے پردہ وہ رشک مدد روشن نکلا | بالاول بھی مری جان کا دشمن نکلا
اپنی برکشتگی بخت کا دیوانہ بھون | کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا بھون

کیا اہل بھی آئی تھی اغیار ہی کے حصے میں
 گوشہ ہجر ہی پر صبح ہووے تو ہو خوب
 بقراری سے ہر کچے اسکے عجب مجھے عذاب
 واہے شوق اُدھر جب کوئی جانتے دیکھا
 افسوس ہوا حشر میں کیا بیگنی کا
 میں اپنے تصور نے حالات کیسے سہل
 بھگو جس مرگ عدسے بھی ہوا رنج
 دشمن کو مری گور بہ لانا نہیں اچھا
 ہر دُخم جگر نادک قاتل کی نشانی
 بیدار گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت
 حشر میں ذلت کی ہیں گور میں رہتی ہیں
 پیچھے ہٹنا تھا قدم چلتے ہی اُس کو بے سے
 میرے لیے ہر قریبِ ندامت بھی اک ستم
 تھا وصل میں اک ہجر میں دہن کے عشق
 وہ یہ سمجھا کہ ہوا ظلم اٹھانا مشکل
 نہ ڈرانا رجنم سے عبت اے واعظ
 غلبہ شوق کے عالم ہر نظر میں تاریک
 بھاتی پہ لٹانا تو اُسے کب ہو میر
 اُس وعدہ فراموشی نے آنیکو کہا تھا
 جو بایں زہر ہیں یہ گران جانیو نہیں ہم
 عجز بے تاثیر کو اپنے صدمہ سمجھا فرب
 جان کیا چیز ہی عشق میں تاثیر کو ہو
 وہ رخ اسروختہ ہر جرم عدسے شاید

اے فلک گرد وصل جانان کے نہ میں قابل ہوا
 لائی ہر ناک میں دم گردش ایام اپنا
 کس طرح غیر کو دے دون دل ناکام اپنا
 سُنہ سے ناخواستہ بکلا دہن پر پیام اپنا
 قاتل جو ہمیں سر بربریاں نظر آیا
 پر دے میں بھی جھکوارخ جانان نظر آیا
 وہ شوخ جو انکشت بدندان نظر آیا
 مردے کو مسلمان کے جسدِ نائین اچھا
 اے چارہ گرد اُس کو مٹانا نہیں اچھا
 اُس کو وہ مزہ یاد دلانا نہیں اچھا
 اُس نے کیا جھگو گین یاد کیا میرے بعد
 وہ ہوا بام بہ کیا جلوہ نہا میرے بعد
 ہرگز تو اپنے بور و جفا پر نظم نہ کر
 کہ موت کی جانب نہیں جانان سے تعلق
 ہم کو جلنے سے بھی اب زہر ہو کھانا مشکل
 ہر بجز ذکرِ عدم ہم کو جسدِ نائین مشکل
 جس کے جو باتھے ہوا اُس کا بھی پانا مشکل
 تصویرِ مگر سینہ پہ لیتے ہیں بنا ہم
 دروائے ہی پر سننے لگے آٹھ پھر ہم
 اعدائے گھر گئے تری ہمائیو نہیں ہم
 کیا ملاو لگی خدائے یہ جبین سائی ہمیں
 کوئی مرجاے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
 کہ نہیں نیم نظر تاب ناسا ہم کو

وہ صید ہون کہ شوق اسیری ہی خود مجھے
ایسا ہی سبک زبانت نے ہجران میں کیا ہو
اس ناتوان کو یام پہ اپو بچا دے ہمتیں
دیکھتا کون ہی خود غم کو کو کھوشی
خاتمِ ملت ہو اُس کے مگر کوئی خواہش
بعد اُس کے ستم سے یہ کہ بعد فنا
ابوعد تاثر کی اے اشکِ خونین ہو چکی
مرتاب ہم سوئے کہ ہو چکے ہو ہر خوش
بس لگیا میں گری زلفت سے
لا غم ہے میں نظر آتا نہیں
حسنا یہ کہہ کی تعظیم تو سچا جان اللہ

صیاد و بید ماغ کو رنج کین نہ ہو
اگر چاہے تو اُسے کوئی بیمار اڑا دے
نشانید کہ اُس کے گھر کی طرف کی ہو چلے
جب نظر کرتے ہیں اسلاک پہ ناچاری سے
ہمارے ہاتھ جو گناہی تھے دھانے اُٹھے
عدو کی گھر کے مری خاک سے بنانے اُٹھے
سب طراز دامن و دلدار رنگین ہو چکی
کیا وہ خود بھی قدردان لذت و شام نہی
کیسا چلے تم ملنے کو اغیار سے
چارہ گر بیٹھے ہیں ماتم دار سے
لشکِ زحمت بھی مو اُس دریا کی جہن بہاؤ سے

مخلص تخلص میرزا اهل اکبر آباد است نسبت تلمذ به مصطفی خان کیرنگ داشته
در زمان دولت محمد شاه لول سخن می افراشته از دست

میں تو بندہ ہوں زے جور و جف کا لیکن سخت دھڑکا ہر مجھے اس بل سودائی کا

مخلص مخلص علیخان از پیش سفید کردگان مرشد آباد است اوراست

نونی اپنے اسیر دستے کا غافل یہ بھی کرتا ہوا | نفس میں مر گئے جب ہم خبر جیسا د کو ہوئی

مدرست لکھنوی کے از قلم نذیر العظمیٰ علی حسرت است اور است

لے گئی بھر تری گورین پار آخر رکاو

مخلص نامش معلوم نشد از شاگردان میسر نوزلوده اور است

میں نے ہاتھ سے توتے لیا دل | خدا کا ہے جو اُس کو پیام اور

مرزا قلیچ باقر آقام زانامدا مالش ازمائندرازم است دوسه در کفیف متولد شدیم

نام تجارت منسوبه و از قلم منسوبه است از دوست

المعبر من حب وويله كذا عشر

مختار من سلاسل العزائم

بہیمانے تانکھوئی کہ یہ کس کی لاش ہو | سرتن سے لے گیا مرا قاتل تراش کے
مرزا تخلص مشہور بزرگ اینا اسمش حکیم میر فضل اللہ از سکناے قصبہ بانی بیت اشعار فارسی
ہم سے گفتہ در طلب ہمارائی نمایان داشتہ اور است

دل جو اپنا تھا سو ہو بیگانہ	اس زمانہ میں کوئی یار نہیں
لحنت مشکل ہو تجھ میں جینا	زندگی اپنے اختیاری نہیں
خالی اُس سے نہیں ہو کعبہ و دیر	کوئے سنگ میں شہر انہیں

مرزا تخلص ہدایت اللہ دہلوی از ہرہ فن موسیقی است اور است +
دل ہائے شک و گھم سے جی تن سے چلا جائے | اے دے مصیبت کوئی کس کو کھینچا لے
مرزا تخلص خواہر زادہ حکیم مرزا محمد خان و تلمیذ رستم بگ شاگرد است اور است
اگر زلف دراز یار میں ہو صد گزہ مرزا | دل صد جاگ پر ہم بھی بسان شانہ لکھتے ہیں
مروت تخلص صغیر علی نام فرزند حکیم کبیر علی از مردم سنبھل است از شاگردان جسارت
آوردہ اند کہ شوق بہ شمع میر حسن گفتہ و مناظر دعوی وے درین فن ہمان بودہ این بیت
ازد خوش کردہ مشہد

غیروں پہ دیکھ دیکھ کرم اُس نگار کا	چین بوجین ہو نفس ہمارے مزار کا
------------------------------------	--------------------------------

مرزا تخلص مرزا علی رضا وطن اصلی دے شہد مقدس است و خود دس درین بلکہ تولد
شدہ مجید آباد رفتہ از تلانڈہ میر ممنون است اور است

ہر آرزوے دل کو حیران نے خون کیا ہوا	اگر دن پہ یاس کی ہو خون اپنی آرزو کا
جز یک نگاہ خشم کبھی اُس کی خونین	قیمت تو دیکھ یہ بھی کبھو ہو کبھو نہیں

مرزا تخلص مرزا شاہ از قندماست این بیت از دست +

میں نہ کہتا تھا کہ منزل دے نہ دل	نقد ایسا رایگان کھونا نہ تھا
----------------------------------	------------------------------

میرزا تخلص فرخ پیر بخش از سکناے قصبہ کا کوری کہ بیخ فرخ از لکھنؤ است اصلاح
نظم از مصحفی گرفتہ ہر کاب مرزا سلیمان شکوہ بہادر گذارش میں بلکہ افتادہ
بود اور است

اکتی ہر یہ ہر وقت مجھے آبلہ پائی ++	آگے کو قدم نہ تھمت مخیلان سے نہ ٹٹھے
اگر نہ بن وہ غم سے اشک لکھی دن سے	ہیں پیچھے پڑے دل کے ہلکے کئی دن سے
اگر بہر سیر کیسی محل سوار جاے	مجنون بھی ساتھ چون شربے مہار جاے

مسرور غلام مرزا کے ایک از مردم جهان آباد تلمیذ میر عزت اللہ عشق است

اور است

سدا اس چشم بگون سے یہ دل متانہ رکھتے ہیں	اصراحی کی ہوس فی خواہش چمانہ رکھتے ہیں
--	--

مسرور غلام مرزا الدین احمد پسر غلام محی الدین عشق مبتلا از مردم میر طر است اشعار
ریختہ بعبارت ریختہ گرد آورده است اور است

ای غیر کے گھر وہ شمع محفل	دن رات مجھے یہی جلن ہو
---------------------------	------------------------

مسکین غلام سید عبدالواحد خان جوانی حریف و ظریف است ہنگام ورود و ہستی
معنی کہے گفت بر مومن خان میخواند و نہ سزا بفقیر بلے پیدا کردہ بود اکنون باندہ بر سر
سے برد اور است

کیون نہ اٹھنا بیٹھنا شکل ہو اس رنجور کا	اجس کو از خود رنگی بھی اک سفر ہو دور کا
---	---

مسرت غلام شیخ وزیر علی استفادہ شعر از حکیم عوت اللہ خان عشق کردہ از باشندگان
دلی است از چند سال بعد آباد رفتہ ہو کہ شہرے چند و لال است اور است

اگر پیر دوتے دوتے کھوئیں آنکھیں	انہ رکھا دیدہ خوب بار پر ہاتھ
---------------------------------	-------------------------------

مستقیم غلام یار علی خان از اہالی عظیم آباد است و تلامذہ مرزا ابو فدی اور است
نیت نمک وصل کی ہو یار امید

سچ غلام براتی نام سوداگری است کثیرے الاصل بودہ اور است	ہر شل ایک دم ہزار امید
--	------------------------

شاعر کہ بوسے رفت کا شائد تھا دست غیر
مشرقی غلام قطب الدین از مردم جهان آباد است گوشت کہ از ارشد تلامذہ شاہ نصیر است
فقیر اور اسفل مشاعرہ دیدہ و کلاشس ہوا بجا شنیدہ پسہ و طریقہ استاد است

اور است

پھر دست جنون سلسلہ جہان نہوا	یہ غل ہو کہ وحشی نے ترے ہاتھوں نکالے
مشتاق غلص عبد اللہ خان الحافظ بشتاق طلیخان ایرانی نژاد است بزمہ شعر اے	پایہ تخت بشار می آید پارہ جگر دل را میداست ہوس کیمیا سازی بسیار دست اکثر خطوط
را چون خط زیبا و ولاد یزنی نگاشت اور دست	
سویر چہ بیان لکین دل امید دار پر	کی اک نگاہ یاس جو پڑے کان یا پر
اے چشم آفرین ہو ترے انتظار پر	جی بند ہو نکل بھی گیا تو کھلی رہی
و کھائی ہے یہ صید کچھین تقدیر کا نقشہ	سے ہو دمدم بیان وصل کی تبر کا نقشہ
زبان پر گرہ گفتگو تھی کسی کے	دم مرگ مت بوجھ لکنت کا باعث
کہ مگر نظر آبرو تھی کسی کے	کبھی اشک بھر آئے تو بتی گئے ہم
کسے دیکھا ہو تجھے ہر بھری آنکھوں سے	رنگ کیون بزم ہو چہ کہارت لے مشتاق
پر جو دیکھا وہاں حسد آئی ہو	اپنی ہسم بندگی یہ بھولے تھے
مشتاق غلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ چشم از حلیہ نور عورت اور است	
کو بہن و پر ویز کو قصدا بنا اپنا سنانے دو	ہو یہ وہی افسانہ شیریں ایک پری دیوانے وہ
مشتاق غلص محمد داصل نام شاعریت ادب ادون اور است	
ہم سارے کام پہ ہر چند آسمان بھرے	تھے قسم ہو جو تو اُس طرف کو آن پھرے
مشہور غلص از کاتبان بریلی است باوجودیکہ غلص بہ مشہور است حالش مشہوریت اور است	
تو شہی سے کیوں نہ لے شہور اب تلخین بجا لکین	ملیکا یا رہم سے آج پھر بازو پھرتے ہن
مصدق غلص میر اشاد اللہ خان بدر میر اشاد اللہ خان است عادت کہ سپر بنام پر شناختہ	
یشود و گا ہی بخلاف نیز کہ اندازے در طب جا نکا ہی شائستہ دارد گا ہی بخنجم توجہی ارد اور است	
کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسوی	صورت نہ دکھاوے مجھے اللہ کسوی
مصطفیٰ غلص غلام بہانی اصلش از قصہ امر وہہ نمضافات مراد آباد درغفوان	
چوانی بہمان آباد آمدہ طرح اقامت افلندہ آخر ما بہ لکھنور رفتہ و تا نفس آخر ہمد را بجا	
قرار گرفتہ وفاتش را اموزدہ سال گذشتہ عمر بسیار یافتہ ابتداءیش انتہائے دوہ سودا	

بود باجرات و انشا مشاعر و مطارحات کردہ است شش دیوان بختہ و دو تذکرہ تمام
 کردہ و دیوانی و در فارسی و تذکرہ ہم دارد و قوت مشق او از بجا تو ان یافت و در بلاد مشرق بسیار
 مسلم و بہ استاد سی علم بودہ و اکثر سخنوران آن بلدان الکتاب فن از کردہ اند ہر چند بقاضائے
 شیوہ بسیار گویان اکثر کلامش بر کم پایہ و از لطائف خالی است اما گزیدہ اشعار او در نہایت
 رقت و اللہ قوت عالی است چنانچہ ازین ابیات کہ از دوادین می گزیدہ آمد یہیت و بہت

ہاتھ ہر نگام قسم کون ترے سر پر رکھا
 ورنہ پہا نہ بہار می عمر کا کبریا تھا
 یہ بھی قسمت سوا نہیں ملتا +
 ہم بھی سمجھتے ہیں یہ سناتے ہو ہلو کیا
 وہ جو اک دن اُس کے ملنے کا مقرر ہو گیا
 دل پھر کیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا
 کہتا ہو میرے تیر کا پریمان رہ گیا
 نامے کا میرے قاصد یہ کیا جواب لایا
 تو میں دو چار برس کو کہیں تل جاؤں گا
 روز ظالم یہی کہتا ہو کہ کل جاؤں گا
 حاملوں نے دوش سے تخت سلیمان رکھ دیا
 جاک پر دیسے نہ یوں ہاتھ دکھانا اپنا
 تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا
 گر بوہیں ٹھو کرین دمہ فگار کھائے گا
 رنگ ایکسا اہلشہر کسی کا نہیں رہا
 جنازہ دوش پہ یاروں کے تھا گران میرا
 سر خاک پر پڑا ہو اکثر کبوتر و ن کا
 مرغ دل کو نے موسم میں رہا ہو وے کا

میں اسی رشک سے مرتا ہوں کہ کل غیر نے ہائے
 کی تک اک آب دم شمشیر قاتل کے کی
 درد و غم کو بھی ہو نصیبہ شہر ط
 کہتے ہو ایک آدھ کی ہو میرے ہاتھ موت
 تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے
 لے لے مٹھنی بتوں میں جوتی ہو یہ کہ لست
 شوخی تو دیکھو تیر کو سینے سے چھین کر
 نامے کے میرے رہنے لاڈ لے میرے آگے
 مرض عشق سے گر بلی سنبھل جاؤں گا
 مجھ کو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہو ہو
 اڑتے اڑتے اُسکے کوچ میں جو جائے کہیں
 جاک ہو جائینگے لاکھوں ہی گویان ظالم
 نصھنی ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ہو گا کوئی زخم
 ورنہ ترابے گا گریبان عاشقان
 مت میرے رنگ زرد کا چر جا کر وہ یان
 میں حسرتیں لیے از بس جہان سے جاتا تھا
 صیاد کی گلی ہو وہ کوچہ کیا کہ جس میں
 فصل گل فصل خزان دونوں لکین لے صیاد

بھیج دیتا ہی خیال اپنا عوض اپنے مدام
 عشوہ و ناز و ادا اسکی لپی کہتی ہے
 چین سے کیونکہ بن سوؤن کہ شب بھر بچھے
 کیا یا رے کے دامن کی خبر پوچھو ہو ہم سے
 تلوار کو کھینچ ہنس پڑے داہ
 ترے کو میں اس بہانے تجھے دنگورات کرنا
 آنے کی تیرے کلمے مادل تو خوش کیا
 گلی کو یا رے کی بچھے ہو اپنا وہ کعبہ
 تھا آپ ہی دیوان مرانا مہ اعمال
 چھبڑست ہر دم نہ آئینہ دکھا
 سن نے پائے نہ دہن اس کے دشام تمام
 آنے دو اسے جس کے لیے چاک کیا ہو
 جب تک کہ چھڑکے گا گلاب آپ وہ آکر
 ہر دم کو بچھتے ہیں دم باز بسین ہم
 پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
 دہی دشت اور وہی گریبان چاک
 تو آئے نہ آئے وے ہسم تو ہر شب
 ہاے وہ دل کہ جیسے میں نے بسل میں پالا
 فلک گر ہنسنا تا ہو مجیر کسی کو +
 بھلا تو ساتھ تو چلتا مرے جنازے کے
 کھانے نہیں دیتے ہیں مجھے خون جگر بھی
 وہ سنے یا نہ سنے اسکو ہم اپنا احوال
 جو کھٹ پہنکی میں نے رو رو کے رت کاٹی

کس قدر یار کو غم ہو مری تنہائی کا
 لے کے کون بیان نام شکیبائی کا
 یاد آتا ہو وہ راتوں کا جگا نایترا
 یان ہاتھ سے اپنا ہی گریبان گیا تھا
 ہو مٹھی کشتہ اس اس ادا کا +
 کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا
 قاصد نے گو کہ اپنی طرف سے بنائی بات
 یہ مٹھی سے نہ پوچھو کہ مر ہو سجدہ دست
 کا ہے کو فرشتوں نے لکھا نامہ اعمال
 اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہیں ہم
 جنبش لب ہی میں اپنا تو ہوا کام تمام
 تاج سے گریبان کو سلاتے کے نہیں ہم
 اس غش سے کبھی ہوش میں آئیے نہیں ہم
 غافل تو ہوا ہم سے ذرا بھی تو نہیں ہم
 ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں
 جب تک ہاتھ پر ہاتھ پالوں چلتے ہیں
 تری راہ تا صبح دم دیکھتے ہیں +
 اب اُسے یون ہوت ناوک رخگان دیکھوں
 میں ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہوں
 نہ آئی موت بھی روز وصال میرے تین
 تاملے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہیں
 پس دیوار کھڑے ہو کے سنا جانے ہیں
 سنتا ہوں صبح کیا وہ مہمان کسی کے گھر میں

کہ جس سے نکل کر ترے میں نالہ کردن کا
 میں ہوں وہ تلخ کام کہ روز وصال بھی
 بننا بھی جی سے جانا اب ہو چکا مسلم
 اپنے مرگان رخسہ کو دیکھ
 زلف کا بوجھ دے کر پہ نہ جان
 تھی شب وصل لعل لگی جو ہیں آنکھ
 لک رہی تری یان تک تو شہرہ آفاق
 کچھ نفس میں ہم تو رہے مصطفیٰ اسیر
 ہم نذر تیغ یا کر کرن اس کو مصطفیٰ
 جو فلک سے ہم نہ کبھی سراٹھا سکے
 مصطفیٰ یار ہیں اس وقت کے سب مردہ پسند
 نہ کہیں صبح ہی ہوتی ہر خواب آتا ہی
 میں ترے واسطے سر ٹکون ہوں دیوار دہنے
 یار کا صبح تک ہی وعدہ وصل
 اودا میں اٹھ کے جانے والے
 تو دیکھے تو اک نظر بہت ہی
 آتا ہی جی میں روکے ڈوبو دون اسے بھی سب
 از بس دو چند شوق رہا جس کو نامہ بر
 ہائے کعبہ سے پھر اب تک نہ ہر کو مصطفیٰ
 تو آ کے بیٹھے دم نزع جس کی بالین پر
 تمہاری تصویر کو لے کر شیرین
 دیکھے دھڑکون کا یہ عالم کہ بے دست
 یہ شب ہر میں اٹھ اٹھ کے طلق کے مارے

معلوم ہوا اب مجھے تاثر نہیں یاں
 آئے جواب پہ خندہ مے زہر خند ہو
 ہم رہ سکین ہیں کوئی جب تم چلے سفر کا
 آن کر بھید مے جگر کو دیکھ
 زلف کو دیکھم اور مکر کو دیکھ
 رنگ فق ہو گیا جسم کو دیکھ
 کہہ کے بال ترے دیکھنے مکر کو چلے
 فصل بہار بارغ میں دھوین چھا گئی +
 گریہ کے ہاتھ سے جو بدن میں لہو رہے
 چون شمع زیر تیغ پیمان عمر کھٹ گئی
 بدنہ تھا ہم بھی نخلص جو مزاری رکھتے
 رات کیا آتی ہو اک مجھے عذاب آتا ہی
 چین کس طرح ستھے خانہ خراب آتا ہی
 ایک شب اور بھی بے ہی ہو +
 تک ہم کو بھی خاک سے اٹھالے
 اُلفت تری اس قدر بہت ہی +
 یہ تھوڑی سی جو پانی کے باہر زمین ہی
 آیا جو دان سے ایک تو پھر یاں سے دو لگے
 اُسکو وان کیا جانے کس بت سے نجات ہو گئی
 وہ مر بھی جائے تو آنکھیں کبھی نہ بند کرے
 اپنی چھائی سے لگا رکھتی ہی +
 پرزے ہو مہر کے گربان اڑا جانا ہی
 دل کو دیتا ہوں سلی کہ سحر جوتی ہی

<p>ہندی کو اپنی دیکھ کے کنہ لگا وہ شوخ وعدہ قتل سے رکھتا ہوں اپنے کو میں شاد پیریز میں بھی ہم الفت طفلان سے چھوٹے وہ جی میں یہ نازان کہ مرارعب تو دیکھو صبح کی شام ہوئی شام کی پھر رات ہوئی جس کو پامال کر گیا ہوا بھی + کس کے مرگان نے یہ کیا جادو اس کو صحبت کا گرد ماغ نہیں رشک ہو بخت زلیخا پہ کہ ہم سے بخت ہرگز در اس کا وادہ ہوا ہم سے سیکھوں غم کھاتا ہوں جتنا مری نیت نہیں بھرتی جب ساری سری خون میں تے تیر کی بھرتی</p>	<p>ہر کسی کا خون ہوا میسر ہاتھ سے کہ اسی وعدہ میں ایک وعدہ دیدار بھی ہے لکھ پڑھ بھی چکے قید بستان سے چھوٹے میں خوش کہ خیال نگہ دور کے ہے + یہی وعدے ہیں تو کب اس سے ملاقات ہو یہ جو دامن اٹھائے جساتا ہے ++ میرے دل میں گری جو کیل سی ہے + طبع اپنی بھی کچھ عیسیٰ سی ہے خواب میں بھی نہ بھی وصل سے سرور ہوئے سر کو نیاک نیاک پس دیدار مر گئے کیا غم ہے مرنے کا کہ طبیعت نہیں بھرتی تب زخم سے نیت تیرے پیر کی بھرتی +</p>
---	---

مضمون مخلص کے از ہمسراں میر و مرزا است دیگر جانش معلوم شد اور است

<p>سے اس بن کون ہے خوش وادہ یہ ہو وہ ہو مضمون مخلص شرف الدین از اولاد خج فرید شکر گنج است نور اللہ مضجیہ از مردم قبیلہ حاج نو کہ از متعلقات اکبر آباد است نوبتے وار دجہان آباد شدہ بود از تلامذہ خان آرزو است فکرش مقصود براہم است کہ شیوہ اہل زبانش ہوہ اور است</p>	<p>کس کو ہے خواہش معاذ اللہ یہ ہو وہ ہو مضمون مخلص شرف الدین از اولاد خج فرید شکر گنج است نور اللہ مضجیہ از مردم قبیلہ حاج نو کہ از متعلقات اکبر آباد است نوبتے وار دجہان آباد شدہ بود از تلامذہ خان آرزو است فکرش مقصود براہم است کہ شیوہ اہل زبانش ہوہ اور است</p>
---	---

<p>ہم نے کیا کیا نہ تیرے عشق میں محبوب کیا تیرے مرگان پرستے ہیں مجھ پر ہمارا شک قاصد کی طرح ہرگز نہیں بھٹتا</p>	<p>صبر ایوب کسا گریہ یعقوب کیا آب پریکان کا اس طرے ہو ڈھال ول بیتاب کا شاید لیے کتوب جاتا ہے</p>
---	--

مضطر مخلص کنور سین از سکناے لکھنؤ است از عرصہ دو ازدہ سال بعلاقہ تحصیلداری
 ڈھائی کہ از متعلقات بلند شہر است بسر اوقات میسازد با فقیر بار ہا بر خوردہ شوق شعرش
 از اندازہ اقرون است و مضمون انکسار فراوان دارد قصیدہ در واقعہ کر بلا نوشہ

دوسریت ازان برین خوانده بود معلوم میشد که مضامین معقول یا فتنه باشد خود را از ملائذ
مصطفی سیکر داور است

صل انداز و قافا کو سا عمارت هوا	که جواب خط مضطر قلم انداز هوا
سوز حلی کو دیده پر غم کو دیکھے	ان آفتون کو دیکھے اور ہم کو دیکھے
الهی سے بقراری ہو تو ہم نے	دل مضطر مقدر رات کافی

مضطر تخلص اسمش مرزا سنگین تخلص است ذہین و خوش اخلاق با فقیر تقارنی
دارد وقتی از ملاقات در چند زمین تھے افتاده بود این اثر است

کیا کیا دست جنون یہ تری سیمانی نے	مین تو خوش تھا کہ کفن مین بھی گزبان ہوگا
تھا خود وہ ترپنے سے خجالت زدہ ہم تو	مضطر کے بھی خون کا دعویٰ کرین گے

مضطر تخلص درکار شاد از کایتان لکھنؤ است و از ملائذ محمد عیسیٰ تنہا داور است

ترے وعدوں پر اب ہوں دشواری	اہبت اختر شمار می کر چکے ہم
----------------------------	-----------------------------

مضطر تخلص محمد حاجی فرزند قاضی رحمت اللہ خان کہ قاضی القضاات دہلی بودہ
از ملائذ ممنون است بالفعل سری بنظم ندارد مرد خوبی است بعد مرگ پدرش خدمت رضا
یوپی تعلق گرفتہ گاہ گاہ بر بخوار داور است

لش کی طرح سے نہیں یہ شب فراق	شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہیں
------------------------------	---------------------------------

مظہر تخلص اسم شریفش مرزا جاجا ثمان علوی کسب است بزرگان ایشان از باب
مناصب بودہ اند پدربزرگوار ایشان بعلنی از عالمگیر بادشاہ آزرده ترک منصب گفتہ
مرزا در اکبر آباد نشو و نما یافتہ عاقبت میانہ جہان آباد طرح سکونت انداختہ کسب باطن
از خدمت سید نور محمد بدائی نقشبندی مجددی فرمودہ نور اللہ مضجعہ و قدس سرہ
و بسبب پاکیزگی گوہر حسن فطرت قطعاً بخارفت دینا نو نکردہ از ریجان شباب
طالب نیچہ وہ تہذیب نفس مایل و بریاضت مصروف ماندہ شام غلام علی کہ از مشاہیر
شیوخ دہلی است از مریدان اوست و با ہمہ فضایل ہمہ تن در عجم دل نرم و ہنگامہ
عاشقہ گرم داشت سورش در سربہ رعنا جوانان نظرش بود اگر نختہ بشرح نفاست

و نزاکت طبعش بر دزد و دفرے باید نوشت و فور شهرت اذان معذور داشته سخن کوتاه
 فکر سخن فارسی بسیار میکرده هر چند اهل سخن را در زبان ایشان حرفهاست اما واقعا
 بعض خیالات لغایت پسندیده و مطلوب و مقبول دارد و دیول مختصر را هم آورده بیا ضی
 جمع کرده است خرطیله جو ابرنام بر تاشایش پیدا است که سلیقه انتخاب هم سفالیست
 و مشتبه بشیوه در مکرار باب تذکره که در طب دیایس تفرقه و تمیز نمیکند نمایند وقتی ابیات
 ریخته هم میگفته در ماه محرم ۹۶۲ بعضی از نقصب کیشان بیاک و بیدردان سفاک
 شهیدش کردند و او خوش بقاتل بخشید میرزاالدین منت عاش حمید امات شهید اتاریخ
 و فاش یافته این اشعار از خیالات اوست

لوگ کتے ہیں مو اظہر کیس افسوس	کیا ہوا اس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
ہمنے کی ہو تو یہ اور دھوین چاتی ہو بہار	ہاے بس جلتا نہیں اور مفت جاتی ہو بہار
خدا کے واسطے اس کو نہ تو کو	یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہو

مظفر تخلص سید مظفر علیخان خلف سید قلندر علیخان بہادر از تلامذہ ممنون اور است

جلو ہی پوچھتا تھا کل زرع میں مظفر	آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا
-----------------------------------	------------------------------------

معقول تخلص حالش واضح گشت از فطرت اوست

رقیبوں پہ غضب درہم گئے ہیں	ہو از خمی کوئی مرہم گئے ہیں
----------------------------	-----------------------------

معنی تخلص محمد امین از سکنا کے چو اہل شرقی است و فاش میانہ کول افغانی افاد اور است

سیرہ منظور نظر ٹھہرا ہی چشم یار کو	نسیلا گستا ہو پچھا یا مردم بیمار کو
------------------------------------	-------------------------------------

معین تخلص معین الدین خان از تلامذہ رفیع سودا است در الہ آباد بصری بردہ اور است

ہوں میں وہ دانا کہ بہار آنے سے پہلے	از خمیر میں رکھے ہیں معین جلو جگر کو
-------------------------------------	--------------------------------------

معروف تخلص الکی بخش خان نام کوچک برادر خیر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر

اکین پور مرنا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان کہ از اعظم امر لے عہد

ذوالفقار الدولہ نواب بخش خان بہادر بودہ غفر اللہ لہم اجمعین بغض صحبت درویشان

جلالت ایشان در آمدہ ترک زنی و دنیا نمودہ با فن شرافتے پیش از پیش داشت

۱۲۴۲ گھنٹہ گزاردو صد و چهل و دو دواز ہجرت خیر البشر علیہ الصوات اللہ الاکبر ایہنما ن
گذران را گذشت صاحب دودلیوان است اکثر خیالات رنگین و مضامین دلنشین دارد
این اشعار از دیوان اول القاط یافت

آنکھ میں سے ہر چھٹا ایک مگر دیکھت
سارے گھر کو ترے پیاسے سونے ندیا
دیکھ کر کہ ہٹا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
جس نے اُس سے مجھ کا مارا
عشاق کا دل حال پریشان میں رکھتا
چونک پڑتا تھا کہ اب کی تو مگر آیا
اُسے بھی تو نوح کے طوفان پہ پانی پھر گیا
بزم میں تصویر گویا میری جانتی میں نہ تھا
آتا ہوں اور مجھ کو ملے اختیار رونا
جب تک بچے نہ آئیں وہ اُسکی صورت
غیر سے وہ مرے پھولوں میں ملا میرے بعد
مثل قارون کچھ نہیں جانتے ہم یاں جھوڑ کر
جو ادنیٰ حید کی خاطر بچھائے دام سو کوں
سجد و حنا نقاہ ایک طرف
دوستی کا نباہ ایک طرف
ایسے دیول نے نتھے گھر میں جو در رکھتے ہم
غرض کہ ختم ہو بس اس سے اب سو تعظیم
کسا کہ حال سنانے وہ ناتوان نہیں
ہکو اس تقصیر پر اُسے بٹھایا دھوپ میں
یہ مفلسی ہو ختم گو گھر میں حناک نہیں

اور بوجہ تین بڑی چھٹ گئیں سب جیتی جی
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات
غیر روتے ہیں مری حالت پہ وہ تو بار تھا
آہ وہ کون تھا خدا مارا
اس حوصلہ زلف پر نشان کا ہوں عاشق
تھا شب وعدہ یہ احوال ہر اک کھٹکے پر
چشم تر سے گرجہ آمرنگان پہ پانی پھر گیا
کرو یا بھٹا اُسے حسن حیرت افزا نے یہ رنگ
گستاخ ہو جب وہ ہنس کر ہو گریہ اختیار
ہم سے کیا جان کہ یوں جان فرستے لیجا لیں
باغ ہستی میں کھلا گل یہ نیا میرے بعد
سینہ پرداغ کی دولت لیے جائیے ساتھ
بچے کیا طائر دل ایسے صبا دستگر سے
کلبہ میں سے پیالے کے ہیں بار
بات کا اپنی دان پناہ نہیں
اُسکے جانے کی اگر کچھ بھی خبر رکھتے ہم
اٹھ جہاں سے ہم آئے ہی اُنکے معروف
کہا جو میں نے کہ اس ناتوان کا سینہ حال
سو گئے جو اُس کی ہر دیوار کے سایہ تلے
رضو کو مانگ کے پانی نخل نگر معروف

نہ تو سو بجھ ہو نہ نکار کب جاتا ہو
 کہے ہو مجھے کوئی تجھ کو ما د آیا ہو
 یہ ادج خاک نشینی میں عشق نے بخشا
 ڈبو دیا مجھے اس جہنم ترکو کب کو سون
 دیا ہو اپنے سے ظالم کو اس نے دل معرو
 آپ جس وقت رقبہ نکلی قسم کھاتے ہیں
 اپنی آنکھیں باندھتا آئے نہ تجلو مجھے رحم
 سے کے پینے سے تو ہر چند نباہی تو بہ
 کیسی پیر جی خدا نے اُسکے جی میں ڈال دی
 دیکھ کر رفتار اُس خوش قد کی کہتی ہو نسیم
 جواب خط نہیں دیتا دے جواب تو دے
 در دس رہی ہو کسے صندل لگانے کا دماغ
 کچھ تو سمجھ لیا ہو جو اُس کو دیا ہو دل
 تو ایک مجھے کاشش و فاکر کہ بعد ازین
 لاغر ہوں یہ کہ سب اُسے باریک بین کہیں
 دیکھی جو سب نے شدت و ان بھی مری بلکی
 عمر آخر ہو چکی قاتل نہیں ملت کوئی
 و ان زخم جسکے بھی تر حسم نہیں کرتے
 صید شاہین کی طرح ہوں میں اسیر الفت
 کس سے زیادہ یہ میں جا کے گردن مثل سپند
 گریہ و آہ و فغان سے ایک دم فرصت نہیں
 ہائے اُس شوخ کلون روٹھ کے جانا معروف
 میرے مرنے سے موی اُس پر خلق

رگ جان ہو کہ کھچہ بہین معلوم نہیں
 گردن ذرا جو نہ اُس بدمان سے باتیں
 کرے ہو آہ مری آسمان سے باتیں
 جلا دیا مجھے سوز جسکے کب کو سون
 اب اور اُس بت بیدار کر کو کب کو سون
 ہسم رقبہ نکلی کے نصیب نکلی قسم کھاتے ہیں
 میری آنکھیں کیلے باندھے ہو اے جلا دیا
 پر معنان سے یہ خجل ہوں کہ الٹی تو بہ
 بات رونے کی مرے سن کو ہنسی میں ڈال دی
 جان یہ کس نے تن سرد سی میں ڈال دی
 کہ قاصد آئے جو کچھ دے خبر شتاب تو دے
 اس کا اک گھسنا لگانا در دس یہ بھی تو ہو
 کیوں نا صحا عبت بہین سمجھائے جائے ہو
 مقدور کیا جو کوئی سمجھے ہو وفا کے
 اگر میرے دست دبا کو کوئی دست و پا کے
 کیا کیا ہنسی ہوئی ہو دیوار قہقہا کی
 کاٹ ڈالوں جی میں ہوا پنا گلا تو اسے
 کیا فائدہ پھاڑا جو گر بیان کسی نے
 ذبح کرتا ہو مجھے جو کہ چھڑاتا ہو مجھے
 خو برد جو ہر ہسان میں سو جلاتا ہو مجھے
 ہم سمجھتے تھے محبت کام بیکاروں کا ہو
 اور یہ کہنا کہ ہمیں اب نہ منائے کوئی
 میں نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی ++

ہم توجھوئے بن محبت میں گر خسرق عادت اپنے دیوانوں کی دیکھ بعد مرنے کے ملی میسری سیہ سختی کی داد و مسہدم پاگوں سے تو ہم کو نہ ٹھکرا جمل جا کس کی چشم شریکین نے بے اجل مارا مجھے مسترد و فابو دیکھتے ہو تم ہمیں غریب ڈور جو بزم میں وہ آن کے بیٹھے ہم سے روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم دانے ولے تا تو ان مجھے کو کس طرح کرے قاتل دو اس بڑھاپے میں بھی کم ہو وٹگے لہریاں ہسے	امتحان بھی نہیں کرتا کوئی + جس طرف کو وہ چلے پھسر چلے لغش کے ہمراہ تھا وہ موس سر کھٹے تھے غیر ہم دیکھ چکے فساد بااجبی ہو سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمانی ہوئی فلک منہ لگائے یار تو پھر ہم کو دیکھیے کیا ہی بچائے کے آگے سے وہیں کیوں نہ تھے مٹ کے نکلتے تھے کہ اب کوئی منہ کر لیا جائے ہوں میں وہ جبر کہ جو لاتھیری ہو دے سبزہ رنگوں سے چھنا کرتی ہو گریا ہم سے
---	--

مخلص شخص مقل علی خلف محمد عسکری کشمیر الاصل است اور است

خود شنید جو نکلا ہوا سفت یہ لرزان ہوا معلوم مخلص میر شیت علی از تلامذہ حکیم عزت اللہ خان عشق است اور است	اکوٹھے بہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہو گا
خال چشم سیاں میں قدم مستانہ رکھتے تھے مفتون مخلص در اکرم بخش از دو دمان گور کا فی است اور است	ادولے میں ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہیں
مفتون خسار بادہ شب ہو تو پھر پیو مفلس مخلص محب علی حالش از مخلص پیدا است در راہ پور بطرف و حقن کسب محبت ہوگا اور است	ایک جام جا کے سنائی بیان شکن کے پاس
آؤں تو لاکھ بار پہ دربان ترے کہیں مقبول مخلص مقبول نبی فرزند انعام اللہ خان یقین است او از سکناے این بلدہ ام زمین	مفلس مجھے تجھ کے نسبت ہو کر و کرین
دل رگزاری کو اس زلفت کی کب چاہیے تھا مقتول مخلص ابراہیم بیگ اصفہانی نزا اور است بولہ ش جہان آباد اکتساب فنون نظمیں	عشق نے ڈالی ہو یہ پاگوں میں زنجیر بزدل

از تلامذہ شاکر اللہ خان فراق نوردہ بود اور است
از خدمت غلام ہمدانی تصحفہ کردہ اور است

مین یان خون رویا ہوں ہاتھوں سے لے لے	اجو باغون میں اُس کے حنا باندھتے ہیں
مقصود غلص از سوز قیام لکھو ست خرافاتش نہ مزے آئنت کہ درین اور ان مذکور	گرد اما چون نوشتہ اند نوشتہ شد
اوسہ لینے سے خواہوتے ہو کیوں مشفق من	اوسہ دہتے ہو کہ دونوں کو مرادیتا ہوں
ملال از ساکنان لکھو است از دست	
موت آئی نہ سر شام جدائی مجھ کو	تخت جانی نے عجب رات دکھائی مجھ کو
ملول تخلص شاہ شرف الدین از درویشان است در دست	
تری جدائی نے میان تک ہن طول کیا	کہ زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا
مملو تخلص صفیہ خاطر مولف از نقوش احوالش خالی است اور است	
سروسافت گل سا بھرہ جب دکھایا آپ نے	قری دیبل کو آپس میں اڑایا آپ نے
مصعب زخار پر لھتی قدم ہو بار بار	زلف کا فرقو عبث سر پر چڑھایا آپ نے
ممتاز تخلص کیے از سکناے فیض آباد و تارک دان سودا است اور است	
ہمارے رونے سے دل کا بھار اٹھتا ہی	کہ جیسے پانی کے چھڑکے عبار اٹھتا ہی
ممنون تخلص میرامانت علی از ارباب عظیم آبادی کسب علوم بدلی فایز شدہ در معامل	
مشاعرہ شامل سے شدہ استفادہ از سیر و زند علی موزون میکر اور است	
اے دے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو	جون باد لیے پھرتی ہی گھر گھر پیش دل
ممنون تخلص نقادہ دودمان سیادت نظام الدین نام مہین پور قسّم الدین منت	
است اصلش از قبضہ سونی بہت من توابع دار اخلاقہ شاہجان آباد و مولد و منشایش	
ہمین شہر خجستہ بنیاد کسب فنون از خدمت والد بذریعہ خود کردہ مدتے بلکھو بسر بردہ	
زمان دراز بزمہ شرف پایہ تخت حضور والا سرافراز ماندہ از بزرگ گاہ خلافت خراسان	
لقب یافتہ اکنون از چہند گاہ بکو بہستان اجمیر میگزرا نہ نظر نہ گفتارش خیلے دلچسپ و دلکشین	
است و ملاحظہ کلاش بہنابت عذب شیرین در بستن مضامین میگاہ نہ بگاہ نہ است و فکر	
صحیح صایب از غلطش استادانہ قوت نظم اکثر اصناف سخن وارد دیوانش بنظر رسید	

واذان انتخاب درین اوراق ثبت گردید

تھیں حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
 کیا تو نے غبارے چرخ ہلو کسے دامن کا
 گردن پر کس کے خون ہو اس بیگناہ کا
 در نہ یان کس کو سر آبلہ فرسائی تھا
 دل گرفتہ نہیں سینے میں سمانے کا
 رات رکھ کر دوبر و قسم تری تصویر کا
 یان گنہ سے بھی زیادہ ہو مزا خدیر کا
 کچھ کم رگ بسل سے نہیں تار لہن کا
 جگر کا فکر جدا سوچ ہو جسد اول کا
 نامہ اغیار لکھو ابکی زخم کیجیے گا
 دیکھتا بوسے کے خاطر لب و لالہ تھا
 سودہ بھی نذر کاشش و تشویش ہو گیا
 پژمرده جو پھو لون کا سحر ہار نہ پایا
 یون نقش جو شیرین کا سر سنگ نہ کھینچا
 کہ مرے نامہ کے بازوے کبوتر توڑا
 کہ مرادست جون بستہ زنجیر ہا
 سمجھا تھا ارطائی کو یہ نادان کشا
 تن آئینہ ہو دل ہو مرجان کا لوہا
 دیکھو پردہ محفل نہ اٹھانا اپنا
 ہمسایہ قریب خانہ کوئی ماہر ہو
 کبھی کھولی تھا کہ طرہ غبر فغان باندھا
 دل نہیں ہاتھ میں اور ہاتھ ہو پر اپنا

بڑا مانے مت مرے دیکھنے سے
 اڑے سو شو و شمر گرد ہو یان ایک جنبش میں
 قسربان ناز نغش مری دیکھ کر کسا
 ہاتھ میں جنبش محل کی عنان ہو اپنے
 غم کے گریبی بالیدگی ہو تو آخر
 صبح تک کیا کیا نہ جھکو تھیں سما جہلم شوق
 لے لیا بوسہ تو آئے دین نہ کیا کیا گالیان
 بیتابی دل تیرے شہید و نکی کمان جائے
 مردان ہو خون چپ و راست دونوں آنکھوں نے
 مجھ دست سے کا وہ ہی خط آدای ہو
 بدگمانی سے ڈراور نہ لیا تیرا جو نام
 ممنون قضا نے ہم کو دیا کیا بغیر دل
 کس نے ترے سینے سے لے دیدہ ترات
 کس سینہ فولاد نہ تھا تیشم فولاد
 کس قدر شج گرا ہمار سی غم لکھی تھی
 ہاے مری بکسی دامن و بے یادی جیب
 لڑتی تھی بہم آنکھ مو اسیرین دل مفت
 یہ سانس سے میلا ہو وہ آہوئے ہنوز مر
 ہن روان ناقہ کے دنبال ہزاروں بیتاب
 کچھ جان نہ سی ہو درو دیوار پر مگر
 قصور شب ترا صبح کس کس طرح یان باندھا
 ہاتھ سے ترے یہ احوال ہو دلبر اپنا

اے فوج چاک اب سر تاراج کس لیے
 شغل شب فراق ہی تھا کہ دھیان میں
 ولین جو جو ہو نکالین وہ ذرا بول کے خوب
 یوں کرین چارہ بیمار ی اغیار وہ لب
 آمد سے ترے ہمہ جو ہوئی تھی سو ہوئی
 انین دیتی دکھائی صورت زلیست
 میں نثار اُس شوخ کے اپنی بلا میں آپلین
 یہ بجانا تھا کہ اُس محفل میں دل رہ جائیگا
 تو سن ناز کو یوں رخصت جوں کب تک
 خط پارہ پارہ کر کے دیا پھر دیکھ لطف
 شاید کہ جائے طول سے وان خود بخود پوچھ
 قاتل ہی وہ نہو دے جو مٹنوں کی نقش پر
 خط نہیں جسا چکا کہ کب سر آیا
 یوں تو وہ ہونے فرشتہ خو لیکن
 مدت ہوئی کہ غریب سے جھٹکے تھی وہ عذار
 اس مرگ پر حیات فدا ہو کہ اُس نے آج
 پیش دل نے چھوڑا کہ کبھی ہم اکبار
 میں اس سخن کے تصدق وہ دیکھ آئینہ
 جہلاو کی ماں جنبش ساعدہ بہ نظر تھی
 اس ذوق سے کہتے ہیں حدیث لب نہرین
 بوچھسین گے گر آرزو دم ذرا
 یہ کہاں نصیب کرے تو یہ خیال اپنے میں ہو ہو
 شب عہد چشم سراہ پر جو زبھی کھٹکے کسی کا در

نخست تباہ تو مرے دامان کا ہو چکا
 اک اک شکن گنا تری زلف دراز کا
 آج اُس شوخ سے لے لیجے دل کھولے خوب
 یہ مرے درد کی ہوتی ہو دوا یا قسمت
 اب دغدغہ حشر نہ پروا سے قیامت
 غضب صورت ہوں آیا دیکھ کر آج
 آئینہ میں زلف چھوئی اپنے منہ پر دیکھ کر
 ہم یہ سمجھے تھے چلے آئین گئے دم چھ دیکھ کر
 کیا ترے زعم میں باقی ہر مری خاک ہنوز
 میرے جواب خط میں ہیں بھیجے ہزار خط
 تحریر کیجئے جو بصد اختصار خط
 لکھا تھا اک جوان بہت بار با حیف
 پھر رہا ہوں جو آپ کا مشتاق
 ہو ذرا آدمی گشتی کا شوق
 کوندے ہو برق سی طرف ہام ابتلاک
 بدھی کے اپنی خاک پہ میری چڑھائے گل
 ملائین تسکین کے لیے لب پہ ترانام تمام
 یہ مجھے پوچھے ہو کون کیسے طرح دارین ہم
 کچھ ذرا کی ایذا دم بسل نہیں معلوم
 گویا ترے ہونٹوں ہی سے لیتے ہیں فراہم
 جہلاو ہی کو بستا ئین گے ہم
 تراقتہ لہجے کے رد و کلمہ شکوہ دود و دہر کرین
 تو صدے پاتری جانگر کون ابتلاک تھے کہ خرمکان

کیا کیسے وہ ان مزاج تو نازک ہی اور یان
 ممنون مباد آئے کمین ہجر ناگمان
 نہ کسی چشم کا سرمہ ہوں ندامن کا غبار
 درد دل تجھے سنا جائے ولیکن ظالم
 بزم عشرت میں ہنسوں کیا کہ برنگ مینا
 ترے غم نے یان تک کیا بیزہ
 ہنستے ہی ہنستے کل گئی بسمل کی آرزو
 یوں رشک کے کم جو وہاں رنگ حنا ہو
 افس مرگ پہ سو جان مری صدے کہ دم نزع
 آہ خلوت میں جو تہما کبھی پاؤں تجھ کو
 کمین جانا ہی تو جا چاک کہ اگر جان بھی جائے
 باؤ لاین ہی تصور میں ترے ممنون کو
 شب کو گشت دھون رہا فوج غم کے ساتھ
 کون آئے ہے کہ سینہ میں بیدار ہو گئیں
 کتب میں بھی سبق تھا الف لام میم کا
 باؤں ممنون نے نکالے ہیں بہت دھوکا
 کس بت ہر جانی سے جا کر لگا کر ہاتھ آئے
 غیر کو دے سے غلین مجھے چوں میں سے
 اضطراب دل فراز صحت کہ لون پوسے کئی
 دل کیسیان وہ ہم سے کہاں اب کہ آج گل
 مہربانی کے تصدیق لگے سینے سے مرے
 رکھ دیجیے تسلی میں دم تنہا یہ دل
 مجلس میں تیسری اور تیسے آنکھیں لٹکیے

قصہ دراز بخت زیون ہولناک نہیں
 تاکا میون سے وصل ہی میں آؤ غور میں
 خاک اپنی یہ ترے دے کے سوا جائے کہاں
 ہم سے یہ قصہ جان سوز کہا جائے کہاں
 بند منہ کرتے ہیں اگر خندہ کجھو کرتے ہیں
 کہ جینا بھی اپنا نہ بھایا ہمیں
 تھی خوشبہا میں خندہ قاتل کی آرزو
 ہاتھ اُس نے کسی دیدہ تر پر نہ دھرا ہو
 گھر کے کئے تو کہ بس اب دیکھئے کیا ہو
 جس لیے تجھ کو بنایا ہی دکھاؤں تجھ کو
 نہ بلاؤں نہ بلاؤں نہ بلاؤں تجھ کو
 تو اگر آئے تو اک سیر دکھاؤں تجھ کو
 سو حسرتیں شہید ہو میں اپنے دم کے ساتھ
 صد آرزو سے خفتہ صدائے قدم کے ساتھ
 ظلی ہی سے ہوا ہونین خوگر الم کے ساتھ
 ہیں بھی اس شہر میں زنجیر بنانے والے
 دے سو عکسے کہ دن اسکی یہی تعذیر ہو
 تو ذرا رشک سے خون دل بیتاب توئی
 پھر لب مثنوی سینے میں کسی کا تیر تو
 ہنگامہ محبت اغیار گرم ہو ++
 یوں لگا کئے کہ ممنون آرزو چھ اور ہو
 لیکن خیال بوسہ ابرو دہنہ مجھے
 پھر پاس جنگ زکس جادو نہ کیجے

<p>اچھین صبا سے شانہ سے یا لبتین بار بار بس حنا زور آزمائی ہو چکی رات تھوڑی حشر میں دل میں بہت تفاوت قامت یار و قیامت میں ہو کیا ممکن رخصت کی وقت ہون ترے گریبان کہ آدمی جگر کے دود سے رنگین نشان آہ کیے دامن ہی جھٹکنے کا ہو دوسواں کئی روز میں نامہ و پیغام سے گذرا کہیں یارب اُس دست حنائی نے آنسو جو مرے پونچھے ہوتی ہو پھر اغیار سے صحبت کی درستی اللہ سے فرط شوق جو ایک دم ہو تو ہیمان کون وہ چاندنی میں عطر لگا کر ٹھہرا</p>	<p>بالون کا تیرے شکوہ سر مونہ کیجیے دلبر دن سے ہاتھ پائی ہو چلی صلح کیجیے بس لڑائی ہو چکی وہی فتنہ ہی لیکن یاں ذرا سا بچے میں ہلتا ہو رووے ہو اُس گھڑی کہ نہ جہوقت بس چلے دل شہد کے غم میں علم سیاہ سے گلے غلطی سے جو مری خاک پر آئے کچھت اصد بجا رہ کی اپنے خیر آئے حسرت سے تھوڑکا دو چار مٹی آنکھوں سے تھے عہد ہی عاشق غناک سے باندھے بیٹا فتنی جھنکا لے ہو کس کس کے گھر مجھے آج کچھ چادر دست تاب میں خوشبو سی ہو</p>
---	---

<p>منیر خالص وجہ الدین نام پور شاہ نصیر الدین است طبع خوشی داشتہ اما از بعلے کہ بیچ از ضروریات این بنید است از طریقہ راستہ بران است برعان جوانی داعی اجل البیک اجابت گفت اور است فسر ہا دے کتنی تھی قیشہ کی زبان ہر دم اس باغ جہان میں کبھی پھولے نہ پہلے ہم بیان جو زغبان کل ترا بیمار غم سن کر خونگی دھار میں یہ چھٹن دلے دل افکار و سنے غضب جہتہ و یا یا ستر آن پائی</p>	<p>منوم نہ ہونا دان سنگ آمد و سخت آمد چون خسل چنار اپنے ہی آتش میں جلے ہم یہ کبکمر گیا ایک آہ بھر لیے نہوتی تھی + روٹے سن کے کھڑے ہو گئے فواروں کے مجھے پائے تصویر کیا جان پائی +</p>
---	---

منیر خالص خواجہ آفتاب خان شاگرد سعادت یار خان رنگین است از دست

<p>بھی جیسا ہوتا ہو زلف کا تیری بیان کریں منشی خالص میر محمد حسین خلف سید ابوالحسن المعروف بمیر کلن کہ بحسن خط از مشا ہیر این معمورہ بودہ اصلش از ایران دیار است و بزرگانش درین شہر سکے اختیار کردند</p>	<p>انسانے کے دانت توڑ کے اپنی زبان کریں</p>
--	---

مے آخر ہا بلکھنورفت و در حضرت مرزا سلیمان شکوہ بہادر بخیریت انشا پر دازے مامور
بتقاضاے محبت لب بخن آشای کرد و بہین تقریب منشی خالص سہار دادہ دے ہم
بدستی خطوط معروف و موصوف بودہ اکہست

بہوچو اس پر کے حسن کا عالم کہ آفت ہو | بلا سوختی غضب و تار قیامت ک قیامت ہو
جو پوچھا اس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہو پوچھا | مجھے کچھ یوں ہی اس سے دور کی صبا سلامت ہو
فشی تخلص ہو چنڈ از شاگردان نصیر کاہتی است در دہلی قصص شاہ نامہ را بر خیتہ نظم کردہ
است اور است

چشم ہو قمر بلا زلف قیامت قیامت | اس لیے لوگ تمھیں آفت جان کہتے ہیں
خواہش نہیں کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے | یہ آرزو ہو سینے سے وہ سیمبر لگے
منظر خالص نور الاسلام نظر بطریق اکابرش بصدق و صلاح مایل است حتی از صرف
نمبرہ و راز گزین تلامذہ مصنف است و است

ہر دم خیال یار چو پیش نظر رہا | ہجران میں بھی وصال ہمیں بیشتر رہا
مل شب وصل چو تھی کیسی چائی تھی دھوم | بولت آج نہیں مرغ سحر آخر شب
ہوئی تھی جسامتہ یوسف کی بو کم | سو پائی تیرے پیرا ہن کے اندر
چاہت مرے دل کی آزما دیکھو | تمام کہیں تو بھی دل لگا دیکھو
طرف چمن نہ جانے سوئے لالہ زار دیکھو | تو آپ باغ حسن سے اپنی بہار دیکھو
دولت حسن ہے جس پاس یہ اس سے ہے سوال | کچھ نہ ملے اور نہ ہے پرہیز نو کر تھے
کچھ نہ پا جا جب نثار عید قربان کے لیے | بچے ہم جان بکفت تب نذر جانان کے لیے
مارا ہو کوہن نے سر اپنے پہ تیشہ ہائے | دل کو ملی ہو چوٹ تو کس آدمی کرے
کیون سیر لالہ زار کو اس بن گیا میں ہائے | جو تازہ ہو گئے مرے داغ کہن کئی +
ہا ہا ہے جی میں تو ہر زہر کھا کے سو رہے | ولے یہ ڈر ہی نہ تہمت ہو یا رہا اپنے

منظر خالص شیخ امام الدین از سکناے اکبر آباد است اور است

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہی | اٹھ ہر گل کا گریبا تلی طرف جاتا ہی

منعم تخلص قاضی نور الحق خدمت قضاے بریلی باوے بودہ اعظم الدولہ وصف بسیارے
از مذکورساتہ از شراب سلم فارسی مشہورہ و با مراتب علمی منوط و التسلطین مطلع کہ با عدم التفات
برختہ بخاطر خدمت کے گفتہ بود از تذکرہ ایشان نقل کردہ شد

وہ نوک مرزہ جسے مرے دل میں گڑی ہو | ایسی تو ٹھکتی ہو کہ جینے کی پڑی ہو

منعم تخلص موبین لال از تربیت یافتگان شاہ نصیر بہت اور بہت

کین آیا ہو دلا آج متدیار نظر | کچھ قیامت کے سے آتے ہیں جو آثار نظر
وہ ان اشارہ ابرو مطلع ہلا لی ہو | ہر یہ آہ کا مصروع مقطع فغانی نہان

منصف تخلص منصف علیخان قوم افغان از تلامذہ نظام خان معجز بودہ از وطن اصل
خوش کہ عظم آباد باشد حرکت بدلی نمودہ چند سالست کہ ہم درینجا وفات یافتہ بعلت تنگ
سحاشیہا بتعلیم اطفال بسرے بردہ در مدرس کتب مشہورہ فارسی سلیقہ خوشی داشتہ
و تحقیق کات مفصلہ و حل غوامض مشککہ ہم ہمین صحبت اساتذہ باوے بودہ در نظم اشعار
چندان و متکا ہی نہ داشتہ فقیر را ہم اتفاق در خورد ایشان شدہ اور بہت

گر عشق تریا یہ ہو تو پھر زرت جنوں سے | و اماں ہے گانہ گریبان رہے گا
خیال جائے ترا کیوں کہ میرے سینے سے | جدا ہوا ہو کین نقش بھی نگینے سے

منیر تخلص میرزا الدین سیدیت پاک گوہر اعلیٰ از مشہد مقدس دوسے بقصبہ
سونی بہت از عدم بوجود آمدہ میمانہ جهان آباد دہلی نشو و نما یافتہ کرب فنون علمے
فرمودہ بہت طریقت با مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نمودہ در آن مدت کہ بچان آباد
بود کہ عادات اہل سنت داشت حالیکہ لکھنؤ آمد بروشن امامیہ برآمد قضاید بمرج
صاحب دولتان آنجا گفت و جایزہ ہایافت و بہ کلکتہ رفت و ناظم آنجا کہ مشہور بہ گورنر جنرل
میںا شد ستودہ ملک اشرف القب یافت و مجید را آباد شتافت و از بیگاہ لڑاب نظام الملک
بصلہ نصیبہ وہ ہزار روپیہ را نقد و جنس و خیرہ اندوخت بعدیر و سفر دراز باز بہ لکھنؤ وارد شد
در اجابت لے را ندیم گشت و بمرجیل و نہ سال در کلکتہ بتقریبے گذارش اتفاق افتادہ
بود و اسے اجل را الیک اجابت گفت و کان و کان فی سنت عثمان و مامین بعد الف و

<p>خطا کرد آنگہ مرگ اور اب لکھنؤ نوشت بزبان فارسی در مراتب نظم قدرت و قوت داشته خیالاتش یکین صد ہزار بیت نوشتہ اند و سہ بیت از مثنوی ادیبستان نام کہ بشرح تصنیف انش گفته است آوردہ میشود امیات درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام + بہائین و طرانی گفتہ ام + چو اشعار من در عدد میرسد + شمار قصاید بصد میرسد + بود شعر من بنزل سی ہزار + نہا نصدر باعی گرفتہ شمار + در نثر کتابے موسوم بہ شکرستان کہ بزعم خود بشیوہ سعدی نوشتہ از ویادگار است گاہے بظاہر ریختہ ہم می برداخت و بہت</p>	<p>اس نے کچھ جو لطف پیارے گر اس لب جان بخش کی مین بات سناؤں قدم رکھ گیا کون سینے پر اپنے مدعی اس سے سخن ساز بسا لوسی ہو محنت عشق عبث کرتے ہیں مجکو محنت</p>
<p>ہر دم جو کہو کہ جہاں میں گے ہم عیسیٰ بھی جو کچھ بولے تو صلوات سناؤں گل داغ میں آج مسندی کی بو ہو پھر تنہا کو یہاں مژدہ پا بوسی ہو یاں یہ سچ ملنے کی خوب نسلے تو اک غوسی ہو</p>	<p>موزون مخلص میر فرزند علی از مردم سامانہ از علامہ شمس الدین فقیر است طبعی موزون و نہ از تاج گوئی بہرہ برداشتہ بہ لکھنؤ رفتہ رنگ سکونت ریختہ اور راست</p>
<p>منہ دیکھ کیوں نہ ہر اک لے میر جان تیرا دل جلون کا بھی کسا کیجیے گا یہ بخانا برہمن پاپن ہم کس کی آمد ہو اکی کہ یہ گھر چھڑتے ہیں معلوم تاکہ وہ مرے انتظار کو دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن بکھلے حسن اور عشق کی کیا خوب گل افشانی ہو</p>	<p>ہر جو آنستہ سرمان سارا جہان تیرا شمع ہر بزم نہ ہونا ہر گز اپنے کو بے کو خار بست کیا سینہ دل کو بین کرتا ہوں کہ دتے صاف زنگس کا پھول بھیجے ناسے مین یار کو وابستہ محبت تھے بیان کی درستی پر پھول چھڑتے ہیں ترے منہ سے مری آنکھوں سے</p>
<p>موزون مخلص چتر سنگھ از کاتبان دہلی است خود را بہرہ ماہ و ہورام کہ انشاء دی ہستال اطفال است میگفت اور راست</p>	<p>بیت ابرو کو ترے دیکھ گئے مطلع حسن</p>
<p>جو ترے کو چہ بے نکلا سو غزل خوان نکلا</p>	<p>بیت ابرو کو ترے دیکھ گئے مطلع حسن</p>

موج تخلص خدائیش از سر ایندگان مشهور است خانه در اکبر آباد در فن خویش ساز و برگ
خوشی داشته بیشتر بدلی گزاینده بارها پیشم آمدی مدخوش صحبتی ظریف بود چند سال است
که در لکهنو فوت کرده طبعی موزون داشته گاهی فکر شعر میکرد و در است

لاکھون کو آویسے سران میں ہستے ہستے | اے مرجبان کوئی تو نہ متباہا نکلا
مونس خاص حکیم سعادت علی نام از سادات کرام است و از باب بنارس مردی جستہ
و لطیف و شگفتہ و ظریف است بقرب در و دہلیند شہر فقیر با ایشان ملاقات دست
بہم دادہ بلکہ از جانیں ابواب ربط و وابستہ بر رخ ہم کشادہ طیب مسخ نفس است
سابقا گاہ بیگاہ بفکر اشعار پر دلخنے اکنون مطلقاً بدین فن متوجہ نیست روزی علی سبیل
الحکایت ایستای چند از داوہ ہائے طبع و قاف خود خواندہ بود شعرے از ان ثبت گشت

زبان جویش گریہ پچکیان لینے لگا مونس | خلل انداز ہوا ب نالہ شبگیر میں آئسو
مومن تخلص نے بہا لعل کان سخن دانے کیدانہ کمر دریاے معانی فرمان فرماے اقلیم
سخن پایہ بلند سازین فن بدور آور ساغر بادہ میغش نو اگر نغمہاے دلپذیر و دلکش
صاحب جایگاہ رفیع صورت معانی بیان و بدیع مہر سپر نکتہ دانے واقف سیر آسمانے
شاعر حکمت پرور حکیم سخن گستر فرید عصر بکتاسے دوران جامع فنون شتی حکیم محمد
سومن خان الذی اعطاه اللہ تعالیٰ استعداد امن الجمع من اشتات الکمال و جبرئیل
فی ریاض قلبہ من بنایع فیضہ الا قدس انہار الا فضال از دو دمان گرامی و از خانہ ان
نامی است عد فضائل عیم و جلال غمیش حد رقم نیست و شمار محاسبہ بزرگ و مکارم
سحرش اندازہ قلم فرود مہدالین عمار ہم از اطالت آبی است و در بہین زبان الکن
نغمہ بر لب مرغ گلستان شکستہ و بہین بیان گچ طوطی خوش لہجہ را زبان گفتار
بہتمی داستانہاے پاستانیان کہ بطراط تمام افسانہ گوش غالم است عمد الہکسان
فراموش میکردند و حکایات پیشینان کہ بصد شور و شغب ثبت جریہ روزگار است
سہو آیدانی آوردند با جملہ کلم مالا بدگ کلمہ لا تیرک کلمہ بندی از ان اشعار میرود کہ ہر چند
نظر بکلمات متنوعہ شاعری دون مرتبہ اوست اما چون سخن درین فن است اعراض

نامحسن زبان جاد و طرازش سحر را بر تبه اعجاز رسانیده و سخن و لیدیرش طول را همپایه
 ایجاد گردانیده گوهر افشانی طبع نسیان بارش و امن دامن کان جواهر در جیب آستین
 مفلسان انداخته و کلر یزدی اندیشه بهار تبارش چمن چین ریاض جنت بچشم نظار کیمان
 جلوه گر ساخته در جنب تفرذاتش ماهتاب که بکیتای علم است مانند ستارگان بتعدد
 مشهور و بضیای شمع فکرش ذرات نامحسوس جلوه خورشید رشتان شاهد منظور
 در پیش چنین شیر گیتی آرا نوری کم از شما و در بارگاه چنین خدیو فریدون سر خاقانی
 کمینه چاکر اعنی سیکه از وظیفه خواران خوان نعمت ادرت دایو نر اس سیکه از
 غاشیه برداران میدان کرمات او دعوی گران بلند آهنگ همه دانی در حضرتش نعمت همه دانی
 می سرایند و مدعیان طلیق اللسان به پیشگاهش لب می بندند و زبان با طهارت گفت
 میکشایند باین همه صفات که مذکور شد بیک حرکتی فکر سخن نمی پردازد و چنانچه
 اکثر کلامش بخوابش داعی آتم صورت ظهور گرفته و هم تدوین افکارش را فقیر باشت
 گفته و بیایه آن که رنجته خامه مست دران بتفصیل این ماحول باز کرده ام و اکنون
 که التفات بنظم رنجته کمتر دارد گاهی گاهی که دوا سخن سخن و سحر آفرینی میدهد بر جان
 در رزبانان گنت با می نهند بر عم فقیر بقوت شاعری ایشان کم کس بر خاسته در هر
 جنس سخن آچنان مکانی دانی دارد که کس را در یک صنف هم میسر نیامده و با وجود
 تحالف لسانین بهر دو لفظ چندان دستگاہی نصیب او نشده که پارسیان از
 آن خودی انگارند و هندیان خود بشارت این نسبت چه ناز با که دارند فرد مناجاتیان
 مع خوان من اندر خراباتان خود ازان من اند ملا ظهوری ترخیزی سه صد سال
 پیش این مبت گوئی در خصوص ایشان گفته و شاید که ترا ازین دراز نفیها اشتبا ہی
 بخاطر زحل بر کثرت ابتلاف و التیام کنی یا ازین گفتگوهای غرضی در میان دانی
 لابل بگذار تبه فیه اگر خطی از فهم خدا داد داری بیا و بدو انش نظر کن و بتصدیق و
 تکذیب من زبان انصاف بکش از روز ولادت الی حال بسبب موافقت جهان آباد
 و اهل جهان آباد بسمتی حرکت نکرده بوجاهل یاران رنگین و بوصل شاهان شیرین

عمری خوش میگزارد و دلوانش ملو از اصناف سخن است و مثنویات متعدد دارد کہ ہر یکے
شک گلشن است و غیرت چمن مکرر لحاظ شد و از ان احتساب یافت و ثبوت افتاد

اس نقش پاکے سجده کی کیا کیا دلیل
بجاؤں گا بھی جنت میں میں بجاؤں گا
یہ ناتوان ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا
محو مجسام نظر آ رہا جانان ہو گا
خواہش مرگ ہوا تانا ستانا ورنہ
کیا ستاتے ہو کہ ہی جس میں جینا شکل
کیونکہ امیر وفا سے ہو تیلی دل کو
درد ہو جائے عوض ہر گ دیے میں ساری
اُن سے پریش کونہ دیکھے کوئی
دعوتے تکلیف سے جلا دے
خدا کی یاد دلاتے تھے نزع میں احباب
دھل کی شب شام سے میں سو گیا
ساتھ نہ چلنے کا ہسانہ تو دیکھ
دل لگانے کے تو اٹھائے منے
تو فلک مرگ ہم سے سب غافل
سوے صحرا پہنچا اُس کو سے میرے نقش پا
دما تو نکا نصیحت پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا
نفت جان تھا نہ نہلے دیت عاشق حیف
چھوٹا دام شکستہ سے بھی آسان نہیں
اکشتہ ناز بتان روز ازل سے ہوں مجھے
کیا تم نے قتل جہان اک نظر میں

میں کو چہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا
اگر نہ ہوئے گا نقشہ تمھارے کھ کا سا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
آئینہ آئینہ دیکھے گا تو حیدر ان ہو گا
دل میں پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہو گا
تم سے میرے چہ مرنے سے تو آسان ہو گا
فکر ہو یہ کہ وہ وعدہ سے پشیمان ہو گا
چارہ گر ہم نہیں ہونے کے جو دریاں ہو گا
نچ کو مری شرم نے رسوا کیا
روز جزا قتل پھر اپنا گیا
ہزار شک کہ افسردہ بد گمان نہ ہوا
جس لگنا جبران کا بلا ہو گیا
آکے مری نقش پہ وہ زد کیا
جی بلا سے رہا رہا نہ رہا + + +
اب کسی کا بھی آسرا نہ رہا
تھا یہی ڈران دنوں تو امر انجلائے تھا
کہ ہر بات میں نا صحت تھا رانا نام لیتا تھا
خون نہ ہا د سر گرون نہ ہا د ہا
میں گرفتار خیم کیوے صیسا در ہا
جہان کھنے کے لیے اللہ نے پیدا کیا
کسی نے نہ دیکھا تا شاخ کشتی کا

دم حساب رہا روزِ حشر بھی یہی ذکر
 وہ کرتا ہر بیاک عاشق کشی یون
 الجھا ہوا یون پار کا دلف دراز میں
 ان نصیبوں پر کیا اختر شناس
 مہ نوبتے ہم طول شہائے جدائی سے
 یہ عذرا امتحان جذب لکھا نکل آیا +
 روزِ جزا جو قاتل دیکھو خطاب تھا
 پھرنے سے شام وعدہ ٹھکے یہ کہ سو رہے
 وقتِ وداع بے سبب آزدہ کیون ہوئے
 دیکھا نہ ہو یہ رشک و حسد وہ بلا کہ آج
 ہوں کیون نہ جو حیرت نگر نگاہ سے شوق
 کیا جی لگا ہو تذکرہ یار میں عیبت
 خود گلا کاٹ مواب جب کہ میں بے مل ہوا
 کیا گلے ہوئے گرا ورون یہ بھی رحم آجانا
 بخود تھے غش تھے خوشے دنیا کا غم نہ تھا
 موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آئے لاش پر
 دشنام یا رطبِ حزمین پر گراں نہیں
 بد کام کا مال بڑا ہے جزا کے دن
 میرے گھر بھی پھرتے چلے ایک دن آجائیکا
 واعظ بتوں کو خلد میں لیجا میں گے کہیں
 بوسے دم غضب لیے اٹھی تجھ تو دیکھ
 بجلی گری فغان سے مری آسمان پر
 بر میں عدوئے موئے نعل سے مری اٹھے

ہمارے عشق کا ہر جا کمان کمان ہوا
 نہیں کوئی دنیا میں گویا کسی کا
 تو آپ اپنے دام میں صیبا د آ گیا
 آسمان بھی ہر ستم ایسا دیکھا
 کمان تک نہیں وہ سن روز افزون نہ ٹھہر گیا
 میں الزام اس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
 میرا سوال ہی مرے خون کا جواب تھا
 اہرامِ شکوہ ستم اضطراب تھا
 یون بھی تو ہر میں مجھے رنج و عذاب تھا
 سنبل کو تیری زلف کا سیاح تھا
 جودل میں شعلہ تھا وہی آنکھوں میں آب تھا
 نا صحت سے جھک آج تلک اجتناب تھا
 اُن کو آسان ہوا جو مجھے مشکل ہوا
 شکر صد شکر کہ میرا سا ترا دل ہوا
 جینا وصال میں بھی تو مرنے سے کم نہ تھا
 جو دیکھا تھا تا شام عمر بھر دکھ لایا
 اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
 حالِ سہر تفریقِ انداز دیکھنا
 دو مبارکبا داب کی یار ہر جانی ملا
 ہو وعدہ کا فردن سے عذاب الیم کا
 بل جو طرہ اجین پہ پتلا کولب ہوا
 جو حادثہ بھی نہ ہوا تھا سوا ب ہوا
 وہ کیا کہ سب کو جذبہ دل سے عجب ہوا

دکھلا رہے گی جلوہ نرکت کہ ہے انھیں
 یہ زلف خم خم نہ ہو گیا تاب غیر ہی
 آغوش گور ہو گئی آغوش ہولمان
 دھو دیا اشک مذاست گنا ہو نکو مرے
 تھسار و زخمتیں عم شہماے دراز آہ
 اس حال کو پہنچے تھے قصہ سے کہ اب ہم
 راز انسان زبان اغیار تک نہ ہو بچا
 یہ کاہ ربار سے بھی ہیں کم اک کشش دل
 آغوشہ بخون دست کو لو پو پختے ہیں وہ
 چشمہ حیوان بنا اُس کے ہو نگی شرم سے
 ہٹ گیا ہو گا ڈو بیٹ منہ سے سو ہیں کہیں
 یہ کسی سے ہو کہ ان لہون پہ گستاخی نہ ہو
 سر نہ تسخیر سے ہم خود مسخر کیوں نہ ہوں
 نوزلک ہیں کیا کرے یہ نالہ اک کش نشان
 ہجر تمان میں جگو ہو تو تن تلاش نہر
 شوخ کہتا ہوئے حیا جانا
 شعلہ دل کو ناز تا بشس ہی
 کیا پوچھتا ہو تلخی افقت میں پسند گو
 بوئے سخن سے شاد تھے اغیار بے تمیز
 وہ پیسے سن کے نالہ بلبل کا
 جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین
 آفرین دلیں رہی خیر دشمن کے سبب
 وہ ہی خالی تو یہ خالی یہ بھرے تو وہ بھرے

دشوار چاک پردہ حائل کو کھٹا مٹا
 تیسے جنون زد کی سلاسل کو کھٹا مٹا
 آسمان نہیں ہے آپکے بلبل کو کھٹا مٹا
 تر ہوا دامن تو بارے پاکہ امین ہو گیا
 طفلی سے ہو اختر شمری مشغلہ اپنا
 راضی ہیں گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا
 کیا ایک بھی ہمارا خط یا رنگ نہ ہو بچا
 مذکور کچھ ایسا پس چلون ہو ہمارا
 اُسے کف جلا دین دامن چہ ہمارا
 پانی پانی بس کہ اعجاز سجا ہو گیا
 شب یہاں رہنے کا تیرے سین چرچا ہو گیا
 غیہ ہما کب ہوا ہر چند ہما ہو گیا
 آنکھ کی بتی جو تھی جادو کا پستلا ہو گیا
 ایک دشمن سے کھویا اور پیدا ہو گیا
 غم پر حیرام خوار تو گل نہ ہو سکا
 دیکھو دشمن نے تم کو کیا جانا
 اپنا جلوہ ذرا دکھا جانا
 ایسی تولد تین ہیں کہ توحبان گھا گیا
 اُس گل کو اعتبار نسیم و ہبا گیا
 مجھے رونما ہے خندہ گل کتا
 میں نے دعا کیا حسیل کا
 اپنے قاتل سے تھا تھا کہ میں خاموش ہوا
 کا سہم عدم عدو حلقہ آغوش ہوا

کیا شاد شاد ہوں کہ وہ ہر لحکام تر
 مٹی ندی مزار تلک آکے اسپہ بھی
 دے تسلی تو وہ ایسی کہ تسلی نہونی
 سجدے پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے
 رکھ کے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق
 چشم غضب سے شورو قتل کھل گیا
 تارے آنکھیں جھپک رہے تھے
 اس ضعف میں تو سینے سے آتا ہر لب تلک
 لے ایز حشر کچھ شب عمران بھی کم نہیں
 مانع قتل کیوں ہوا دشمن
 تو جن آکیش عبت میں کہ ہر سب جایز
 خورج رشتاک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
 رجب کہیں کہ تو غم جہان سے چھوٹ جا
 تو بہ کمان کہ دست باطن کے پوش تھے
 شوق وصال دیکھ کہ آیا عدو کے گھر
 زلف مشکین میں کاسے کو رکھتے
 نا اتران سے پر چھوڑا مشکل خار
 جہان سے شہید سے اٹھا یا لاش کو
 رسل بیان کہان تو ہمیں یہ کہ ہو وبال
 ایران چھوٹ گئے گنا کہ شوق ہکنار میں
 مجھے نہ تو قوم سے کیا کہتے ہیں بھلا
 بیزار زبان سے جو نہ ہو کے تو مانگتے
 اس کو میں جا مرتے مدد سے ہجوم شوق

میرے جو شور شون نے عس و کو مزادیا
 کتنے ہیں لوگ خاک میں اُس نے ملا دیا
 خواب میں تو مرے آئے وہ مگر آخر شب
 گویا نہ وہ زمین ہی نہ وہ آسمان ہوا
 تیرا مریض عشق بہت ناتوان ہوا
 جو بات دین تھی سولہ سے عیان ہوا
 تھا بام پہ کون جسلوہ گرا ت
 کہتے ہیں اپنے نالے کو ہم نار ساجت
 بدنام ہو جہان میں تیری بلا عبت
 جان ہی جائے گی ہساری راج
 حسرت حرم صہبا و مزا میر نہ چھینچ
 اب اور کچھ نکالے نوا کی طرح
 کہتے تو ہیں بھلے کی دہ لیسکن بری طرح
 غش ہو گیا میں رنگ سے ناب دیکھ کر
 سو جھانہ کچھ سچے شب مہتاب دیکھ کر
 کیسا خبر تھی اُنھیں دنگار ہو دل
 خود اُچھ کر رہ گئے دامن میں ہم
 اپنے پاؤں سے چلے فن سے ہم
 تو من نماز قصر کرین کیوں سفر میں ہم
 لگاتے تھے گلے سے عبر کی تصویر اکثر ہم
 انصاف کیجے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم
 شاہد شکار توں پہ تری مٹی سے ہم
 آج اور زور کرتے ہیں بیطاقتی سے ہم

کھا کھا کے زخم سولے ٹمک زار پر دینے
 شجر تو نہ توڑ سخت جانی
 اگر ہے دل غیمہ نقشِ نغمہ
 آبِ دیوانہ ملکِ محبتِ اس نہیں ہی ہو کو تو
 وہ جفاکش ہیں اسے فلک کہ کیا
 اے تب حشر دیکھ مومن ہیں
 لاش پر اٹنے کی شہرتِ شبِ غم دیتے ہیں
 کیا دوائے ہو تری رنجشِ نجا کا علاج
 کیا پڑی رہتی ہو اے پردہ نشینِ جونِ بہار
 شو نہ با قاتلِ بیدار سے مانگتا کئے
 دیکھ مضطرب کیوں نہ بچھے دشنہ
 ہے دعا بھی نے اتر گویا گسین
 نہ میں اپنا نمل اپنا نہ تم میرے نہ جان میری
 خرا بھو تو جان من وصالِ غیر پر ہر دم
 اگر ہی شوقِ شہادت ہو تو مومن جی سچے
 یا رتھے یادِ شمنِ جان تھے آگہی چارہ گر
 اضطرابِ شوق شاید غیر اُسکے پاس ہو
 یہ نے تجھ اپنی پڑی گو گچی کو جھانکو تم
 ہر جلوہ ریز نورِ نظر گردِ راہِ میں
 مت کیجہ ویر آئے میں کیا جانے کیا بنے
 جانے سے چارہ گر شبِ ہجرِ امینِ رتِ بلا
 ظالم وہ یوفا ہو عدو جس کے رشک سے
 شیریں پہ طعنِ تلخیِ سرِ ہاد کس لیے

کھو بیٹھے اپنی جان تن آسانوں میں ہم
 پھر کس کو گلے لگا لیں گے ہم
 تو ترسے لیے جلا لیں گے ہم
 ہوتے ہیں لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہیں
 اُس ستر کرنے انتخابِ ہلکین
 ہر حرام آگ کا عذابِ ہمیں
 اے ری ہم ملکِ الموت کو دم دیتے ہیں
 چارہ گر کیوں مجھے بے اہم دیتے ہیں
 بددعا لیں ترے چہ لون کو جو ہم دیتے ہیں
 کہ فرشتے مجھے یاں داغِ درم دیتے ہیں
 یا رے وہ بچھے تماشائی نہیں
 عرضِ عاشق کے پذیرائی نہیں
 اگر کس کس کو ہو ہو بھی گریبا دیکس میں
 مری جان کون ہو یہ کسی جھوٹی کھاتے ہوش میں
 مار ڈالے کاش کوئی کافر ہو جو ہمیں
 پہلے مرتے ہی زندان سے سوسے صواب میں
 جانبِ چلون نظارہ و مہم کو نہ کر سن
 کہ روزِ پردہِ حائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہیں
 آنکھیں ہیں کس کی فرشِ تری جلوہ گاہ میں
 پھینکا ہو جذبِ شوق نے یوسف کو جاہ میں
 وہ کیوں خربک ہوں مے حالِ تباہ میں
 اتنا کچھ آگیا خلل اپنے نساہ میں
 مجھ کو بھی کچھ عزا نہ ملتا تیری جاہ میں

ہر دوستی تجو جانب دشمن نہ دیکھنا
 تانہ پڑے خلل کہیں آپ کے خواب ناز میں
 اُن سے اب التفات کی غیر کوہن مشک کا رین
 منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہیں
 کیا خوش ہوں کوے غیر میں گر نقش پا ہو
 نے التفاتیان جو عدو سے سخی یہ یقین
 عجب رم پا مال عدو کو کیا کیا
 تاصح کمان تلمک تری باتیں اٹھا سکوں
 عاشق کشتی ہو شیوہ اگر وہاں سہی
 دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
 اگر یقینی دان دعا ہوتی ہوئے تو من قبول
 بسکہ بن آئی مر گئے ہم شب انتظار میں
 مرگ ہو اٹھائے عشق یان ہی ابتلائے شوق
 تھا فلق برہنگی دشمن جان شب فراق
 اُس بت کو ترک دین سے نہیں تو من اعتماد
 دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہنچا دیا
 میں گلہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سن غیر دنگی بات
 غیسر سرگوشیاں کر لیجئے بھر ہم بھی کچھ
 نیم بسل ہیں پھر لے قبش دل کہ الہی +
 لے اجل کاش اُلٹ جائیں شب ہجرانین
 محض قتل ہو مکتوب گنہ گاران کا
 آبرور ہوئی مرنے کی کہ روئے تو ہیں وہ
 وہ ہونغا میں تو بھی تو یان نہیں اڑ گئی

جادو بھرا ہوا ہر پھاری نگاہ میں
 ہم نہیں چاہتے کی اپنی شرب دراز میں
 سن کے مرا سب لفظ منت استرازیں
 آسرا ہوں دور کہ ہجران کا غم نہیں
 وہ شوخ جانتا ہوں کہ ثابت قدم نہیں
 ہم جانتے تھے وصل میں رنج و الم نہیں
 مجھ کو خیال بھی ترے سر کی قسم نہیں
 سچ ہو کہ تجھ میں طاقت جو روستہ نہیں
 آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہیں
 بسکسی سے جان تھی اپنے کفن کی فکر میں
 جائیں گے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر میں
 دن جو رہے تھے عمر کی جیتے رہے مزاج میں
 زندگی اپنی ہو گئی بخش بار بار میں
 کٹائے اپنے سر کو ہم بھیجتے ہیں کنار میں
 کیونکر نہ میں شریکیت اغولے دل کروں
 بخت تیرے عاشقوں کے نارسا کئے کوہن
 ہیں یہی کئے کو وہ بھی اور کیا کئے کوہن
 آرزو ہائے دل رشک آشنا کئے کوہن
 روئے قاتل کا نظارہ کوئی دم کرتے ہیں
 وہ دماغین کہ تری حبان کو ہم کرتے ہیں
 سر قاصد کو وہ فتوے سے قلم کرتے ہیں
 اشک شادی ہی سے گو جہنم کو کم کرتے ہیں
 یہ سوچ ہو گیا انوار عدو کے خواب میں

ان نالہ ہاے شب کا اثر صبح دیکھو
 کشتہ غیرت ترے پانی چوانے سے ہی غیر
 بچا ہوں روز جزا دیکھو ستم دیکھو
 ہن غیر مرے نکلنے سے خواہش
 ربط اس سے ہر مثل شعلہ و شمع
 اس کو میں چھوڑ جائے مجھ کو
 اس نام کے صدفے جبکی دولت
 کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہر نہیں
 جزئہ سپرین مرے دشمن تو اور بھی
 پانی کے بدلے برے گی آج آگ اپنے
 شبنم خراب مرے دو کتان سینہ چال گاہ
 کیلے کئے رقیب کے کیا طعن افر با
 نہیں منظور اگر الوہوسی کا مشکوہ
 رشک سے جلتا ہوں روز لے شمع ہار عام میں
 یاد دلوادی پیش نے تیری شوخی وصل کی
 مجلس میں مرے ذکر کے آتے ہی اٹھتے وہ
 اس غیرت ناہید کی ہر تان ہو دیباک
 وفا سٹھلا رہے گا دل ہمارا
 پسنے کی جگہ آنے لگا خون
 سمجھتا کیونکہ دیوانے کی باتیں +
 ہمارا غش تو کیا مر جائیں تو بھی
 وزارت فکر جو میں یوں رنج اٹھانا کب تک
 موتیں تم اور عشق بتان لے پیر مرشد خیر ہی

ایا خلل گراؤں ستم آرا کے خواب میں
 مرتے دم پاتا ہوں ذوق خون دشمن کین
 کب آزمائے ہن جب وقت امتحان نہیں
 گویا کہ میں آن کا مدعا ہوں
 درجہ اؤں گرا ایک دم جدا ہوں
 ہر چند عد و کائناتش پاتا ہوں
 موتیں رہوں اور موتوں کو چاہوں
 جتنے وہ نہ حجاب ہیں ہم شرمسار ہن
 لیکن بڑے غضب ہی دو تین چار ہن
 اٹھتے چار ہی قبر سے بھی کچھ بخار ہن
 لو اور بھی ستم زدہ روزگار ہن
 ستم ہی جی بچا ہے تو باتیں ہزار ہن
 غیر کو تم مرے اشعار سناتے کیوں ہو
 دن کو ہی تجھ وہی صدمہ جو تجرات کو
 مرے ہنس دیکھ کر چین ہاے بستر ات کو
 بزم نامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
 شعلہ سا چمک جائے ہو آواز تو دیکھو
 تھکائی خاطر نامہ بیان کو
 چھپاؤں کس طرح و حشم انسان کو
 نہ پایا محرم اپنے راز دان کو
 لکھو لے طرہ عجب نشان کو
 میں بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو
 یہ ذکر اور مٹھ آپ کا صاحب خدا کا نام لو

گو آپ نے جواب بُرا ہی دیا دسلے
یاں وصل ہو تافی بجران میں لے فلک
جب تو چلے جازہ عاشق کے ساتھ ساتھ
سنگ اسود نہیں ہو چشم بتان
شکست رنگ پہنستے ہیں پہنستے ہیں ہم بھی
مجھے تو کہتے ہو مست دیکھ میرے جانب تو
کچھ شورِ محبت کی تولدت ہی نہ ہو چھو
اُٹے وہ شکوہ کہتے ہیں اور کس اولے کے ساتھ
ہے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے
اُسکی نگلی کہاں یہ تو کچھ باغِ خلد ہو
تھے وعدے کیکے پھر آئیے خوش یہ خبر تھی
میں اپنے گریہ کے ٹکڑوں کا ہوں پرد
ہو دست مریٰ نبض کی نف سے یہ بیضنا
ہر گام و دواعیہ کلا کاٹ رہے تھے
جون شاخ گل لے جوش جنون زار ہوں یعنی
ہم اور یہ بدعتِ نیش دل کے سبب سے
لے جامہ زیب میں ہوں وہ مجنون کہ قس کا
میرا قلق بھی قبلہ غاسے نہیں ہے کم
جس بنا ترابون میں بھی تاثیر کر گیا
منظورِ نظر غیب سہی اب ہمیں کیا ہو
بس بس کرو بات کہ یاد آئی ہو جگو
تو بہ گنہ عشق سے فرمائے ہو دواعظ
ازردہ حیرانِ ملاقات نے کیا

مجھے بیان کیجئے عدد کے پیام کو
کیون سوچتا ہوتا زہِ مستم انتقام کو
پھر کون وارثوں کے سنے اذنِ عام کو
بوسہ مومن طلب کرے کیا اٹھنے
دکھائیں گے اُنھیں وقتِ خمار آئینہ
اور آپ دیکھتے ہو بار بار آئینہ
ہو آپ کے بھی حسن سے کتنا نکلیں یہ
برطانتی کے طعنے میں عذر جھٹکے ساتھ
اُٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے جیا کے ساتھ
کس جا یہ جگو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
ہو اپنی زندگی کا فی اُسی ہو فاس کے ساتھ
چلتے ہیں جنون میں مرے بالون سے سوا ہاتھ
یہ بچہ نہ نازہ مسحا کے لگا ہاتھ
کیا لھنیجے دامن کو ترے کام میں بٹا ہاتھ
جب چاک ہو اجامہ تو بس ٹوٹ گیا ہاتھ
مومن مرے سینے پہ رہے بعد فنا ہاتھ
بھٹ جائے سینہ میرے گریہ کے جوڑ دیکھ
یاد نہیں تھے تو ذرا اٹھ کر کو موڑ دیکھ
مومن یقین نہیں ہو تو پھر کو بھوڑ دیکھ
بید تری آنکھ سے دل پہلے بھرا ہو
ناصح سے جو کچھ بخود ہوں میں بھی سنا ہو
یہ بھی کہیں دل کیے گنہ گار ہوا ہو
یعنی کہ نہ ملنا ہی نہ ملنے کی سزا ہو

پر ہر سہیہ اُس کے گئی بیمار ہی دل آہ
 مین ترک و فاسے بھی وفادار ہوں مشہور
 مومن نہ سہی ہو نہ پاجہ کہ سن کے
 خوشی نہ ہو مجھے کیونکر فضا کے آنے کی
 ہو ایک خلق کا خون سر پہ اشک خنکے مے
 کچھ کے اور ہی کچھ مر جلا میں لے نا صبح
 مین اگر آپ سے جاؤں تو قرار آجائے
 کرذا اور بھی لے جوش جنون خوار و ذلیل
 باندھو اب چارہ گر چلے کہ وہ بھی شاید
 ٹھہر جا جوش تیش ہو تو تڑپنا لیکن
 فساد کی حاجت مجھے کیا چارہ گر
 مت کر دکنکھی نہ یہ دزد حنا
 کر نصیحت گر مین سچ ہوں سادہ لوح
 وعدہ کر کے وہ نہ آئے نامہ بر
 جا بجا ہنرین ہن جباری مین نے اشک
 لاخیر لیے زندگی شکل ہوئی
 گر علاج جوش و حشت چارہ گر
 پھٹ کے ہو کان ملاحیت نون کیا
 حسن روز افزون پہ غرا کس لیے ماہر د
 پونچھے آنسو دار نیک کیا گردن اب ہائے
 اہو مر جانا بھی شکل ہی ترے بیمار کو
 بند گو یہ تو ہی فرما کس کو سودا ہو یہ کون
 مشکوہ دشمنی کر مین سے

بیگانگیوں مین بھی عجب و بطور ہا ہر
 لیکن سہیہ جملے دشمن ارباب و فاضل
 وہ بخت ہو اور دن کا تو اپنا بھی خدا ہر
 خبر ہر نیش پر اُس بیوفا کے آنے کی
 سکھائی طرز اسے دامن اٹھا کے اپنی
 کہا جو تو نے مین جان جلے کے آنے کی
 پر یہ ڈرنا ہوں کہ ایسا نہ ہو یا آجائے
 جسے ایسا ہو کہ نا صبح کو بھی عار آجائے
 وصل دشمن کے لیے سوے مزار آجائے
 چارہ سازون مین ذرا دم دل زار آجائے
 کیا خون دیدہ غنبار سے
 دل حیدر اے طہر طہر اے
 تو سب سے گی خوب اُس عیار سے
 تو نے پوچھا ہوئے گا نکرا سے
 پوچھے ہوں گے دامن کسار سے
 ہو گر ان ترجمان جسم زار سے
 لادے اک جنگل مجھے بازار سے
 خود لپٹ جا سبب افکار سے
 بوہنی گھٹا جائیگا جیسا کہ بڑھتا ہے
 داغ میرے خوف کا دامن سے جھوٹا جائے
 ضعف کے باعث کمان دنیا سے اٹھا جائے
 اور کی سنا نہیں اپنی ہی بکنا جائے
 وان شکایت ہو دوستداری کی

تابِ نظارہ نہیں آئینہ کیادیکھنے دون
 غور سے دیکھتے ہیں طوف کو آہوے حرم
 ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
 تم اٹھ گئے محل سے ذکر آتے ہی مجنون کا
 لئے پردہ پس جلون یکبار تم آئیٹھے
 کیا ہو گئی خود بینی اب غیر سے چٹاک ہو
 آتا ہو مرے آگے وہ بچہ عدو غش ہو
 پامال اک نظر میں تدار و ثبات ہو
 پیغام بر رقیب سے ہوتے ہیں شولے
 چھٹ کر کمان اسیر محبت کی زندگی
 کیونکر خدا کو دون کہ بتوں کو ہو احتیاج
 جسکو مارا مرے حال متغیر نے کہ ہو
 لذت مرگ سے بھران میں دعا ہو کہ خدا
 جو مر جاتا تو یہ دکھ کا ہے کو سہتا اگر زمین
 اگر تصور سے ہو ہم بزم تو بقیاب رہے
 عیش میں بھی تو بجا گئے کبھی تم کیا جانو
 بخت بد سے یہ ڈرایا ہو کہ کانپ اٹھتا ہوں
 ذکر کر بیٹھے بڑائی ہی سے شاید میرا
 سنا اسے مرانا لہ افز بھی کچھ ہو شاید
 نگرانی تھی نصیحت اس کے بیٹھے پر قیامت کی
 خیال خواب است ہی علاج اُس بدگمانیکا
 کیون ہو رنگ زرد پر کلکونہ اشک سنج کا
 میسر ہی تفسیر رنگ کو مت دیکھ

اور بختا میں گئے تصور جو حیران ہوئے
 کیا کہیں اُسے ساک کو چہ کے قربان ہوئے
 ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہے کہ ارمان ہوئے
 سایہ سے مرے دشت لے رشک پری اتنی
 ہو تاب نظر کس کو کیون جلوہ گری اتنی
 یا خوش تھی وہ چھ یا بد نظر سی اتنی
 ہو ہو مری الفت سے ہو بختی اتنی
 اُس کا نہ دیکھنا گمہ انقضا ت ہو
 سنا نہیں کسی کی یہ کہنے کی بات ہو
 ناصح یہ بند غم نہیں قید حیات ہو
 مومن یہ نفت دل زر جانکی زکات ہو
 کچھ گمان اور ہو دھڑکے سے دل بونے
 یہ مرا ہونہ نصیبون میں کسی جیس کے
 گمنا میں تو شاید دشمنوں کی بد دعا لگتی
 کس قدر وہ مے ملنے سے حذر کرتا ہو
 کہ شب غم کوئی کس طیر سحر کرتا ہو
 تو کبھی لطف کی باتیں بھی اگر کرتا ہو
 اب وہ اختیار کی صحبت سے حذر کرتا ہو
 کہ دشمن کہ گیا بیفائدہ کیون غل بچانا ہو
 عجیب فتنہ ہو نا صحیح بھی کہ یہ فتنہ اٹھاتا ہو
 وہ کافر کو مین مومن مراشنا ہلاتا ہو
 کس سے ملنے لگی رنگت ہمارے کی
 جسکو اپنی نظر نہ ہو جائے

بات ناصح سے کرتے ڈرتا ہوں +
 اسے قیامت نہ آئی جو جب تک
 رشک دشمن کا فائدہ معلوم
 وفائی غیرت شکر جفا نے کام کیا
 ہنسو نہ تم تو مرے حال پر عین ہوں وہ دلیل
 میں اور اسکو بلاؤں گا روز حشر میں لو
 وہ بد دم رنگ ہر تغیر مرا حیران ہے
 دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
 لے تو ہی بھج دے کوئی پیغام تلخ آب
 عدو اس اوج پر شاکی ہو شاید غصہ آجائے
 عذاب ایزدی جانکاہ ہی مانا بس اب تو میں
 اجل سے خوش ہوں کسی طرح ہو وصال تو ہر
 کہاں تک گلہ ہے تغافل مت اٹل
 جفا سے یا کوہو پناہ مسالہ اپنا
 تسلی دم واپسین ہو چسکی +
 وہ ہمہ دوش ہو گا بھی تو غیر سے
 خیال اجسل سے تسلی کروں
 چشم خونبار مرے آپ نے تلو و نسل
 ہو گئے آزدہ پشیمان ہوں کہ میں جس سے کہوں
 جان بلب ہوں خبر وصل نہا نے قاصد
 وہ بہ خواہ جسا تو میرا نسین
 کھلائے نہ کیوں سسر مہ گو سالہ کو
 کیونکر یہ کہیں منت اسدا کرین گے

کہ فغان ہے اثر نہ ہو جساے
 وہ مری گور پر نہ ہو جساے
 مفت جی کا غم نہ ہو جساے
 کہ اب ہو س کے بھی اعلیٰ بالہوں گدے
 کہ جس کی ذلت و غاری سے تم کو شان گی
 اسل بھی کرے نجات کا امتحان گی
 رنگ کیسا مری تصویر میں بزا د بھرے
 عاشق ہوئے ہیں وہ مرے آزار کے لیے
 تجویز نہ ہر ہر ترے بیمار کے لیے
 ملائے خاک میں یہ تو بھی شکر آسمان تیجے
 خدا کے واسطے ذکر سناہے بتان تیجے
 نہ آئے نقش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہی
 ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر و بال تو ہی
 اب نگے ہو نہ ہو امید افضال تو ہی
 عین ہو چسکی جب نہیں ہو چسکی
 مری قسمت لے شانہ بین ہو چسکی
 وہ طاققت بھی جان حزن ہو چسکی
 ورنہ ایسا بھی کہیں رنگ حنا ہوتا ہی
 وہی کوئے کوئی ایسے سے خفا ہوتا ہی
 لب ہلانے میں ترے کام مرا ہوتا ہی
 عیث دوستی تم کو دشمن سے ہی
 جھسل سامری چشم برفن سے ہی
 کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نکرین گے

ہنس ہنس کے وہ مجھے ہی ملے قتل کی باتیں
 اگر ذکر و فاسے بھی غصہ ہو تو اب سے
 تو بہ ہو کہ ہم عشق بتوں کا نگر بن گئے
 اگر حسن کلمہ سوز نے پھر آگ لگائی
 تہی بدگمانی اب انھیں کیا عشق حور کی
 بے سزا زندگی کا جینا محال تھا
 واعظ کے ذکر مہر قیامت کو کیا کمون
 رشک دشمن بہانہ تھا سچ ہو
 آئے وہ دست غیسر میں دیے ہاتھ
 مر گئے پر ہر پنجہ سید
 روز جزا ندے جو مرے قتل کا جواب
 کچھ بھی کیا نہ یار کے سنگین دلی کا پاس
 اُن کو کسان ہو گلا چین زلف کا
 شک پر ہی کہے سے عدو کے یہ وحشتیں
 یار سب انکا بھی جنازہ اُسٹھے
 شلہ روکتے ہیں اغیار کو وہ
 جان گئی پر نہ گئی جو رکشی
 اب یہ صورت ہو کہ اسے پردہ نشین
 جان سے جاتی ہیں کیا کیا حسین
 اُس دہن کو غنچہ دل کیا کمون
 نا توانی سے نزاکت ہے زیاد
 شب جسم میں کیا ہجوم ہلا ہو
 نہیں یا صنم مومن اب کفر سے کچھ

اس طرح سے کہتے ہیں کہ گویا نگرین گے
 گو قتل کا وعدہ ہو تھا ضا نگرین گے
 وہ کرتے ہیں اب جو نکسا تھا نہ کریں گے
 کیوں اب ہم تنہ سے ٹھنڈا نگرین گے
 جو آکے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے
 وہ بھی ہماری نفس کو ٹھوکر لگا گئے
 عالم شب وصال کے آنکھوں میں جھا گئے
 مین نے ہی تم سے یو فانی کی +
 اس ٹوٹی لٹکتے پانی کی
 اب تو قلعہ نسین رہا پانی کی +
 وہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہو
 سب کاوش رقیب نکا کو بہن سے ہو
 خوشبودان زخم جو مشک خن سے ہو
 نفرت بلا تھیں مے دیوانہ بن سے ہو
 یار اُس کو سے اٹھاتے ہیں مجھے
 اپنے نزدیک جملاتے ہیں مجھے
 بے مردن بھی دباتے ہیں مجھے
 ہے احباب تھپانے ہیں مجھے
 کاش وہ دل میں بھی آنا چھوڑ دے
 ڈر لگے ہو مکرانا چھوڑ دے
 مجھے تو دامن چھٹا نا چھوڑ دے
 زبان خشک گئی مر حبا کہتے کہتے
 کہ ہو گئی ہو سدا کہتے کہتے

وہ ہٹا دے نامہ مضمون وصل
یوں بنا کر حال دل کہتا نہ تھا
دوستوں نے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے
کام جزا الفت نہیں لے کا تب اعمال بان
لے فنونگر چشم جادو پر نہیں چلتا اعل
حسن کی نیرنگی آنے کم نہیں ارزننگ عشق
ہو گئی ساری زمین صرف حروف نور تم
کیونکہ کہا تھا یہ کہہ جلتے سر پھر لے لگا
کہتے ہیں سب یہ رہا آوارہ بعد قتل بھی
اُن کو جلدی جانے کی جگہ عذاب جانانی
میسرے لکھے کو مٹایا آپ نے اچھا کیا
ایسے نازک کے شمایل کیوں نہ دلیں نقش ہو
لے جنوں اپنی اسیر ہی بعد مردن بھی رہی
نالہ ہائے بلالوس نے کھو دیا آزار سوز
بزم دشمن سے نہ اٹھے وہ کسی تدبیر سے

گر ہو خط کتابت قدیر سے
بات بگڑی میسر ہی ہی تقدیر سے
سہ کٹاٹنگے کہ ابو جنگ پر تقدیر سے
فائدہ صرف تکرر کی بھلا عذیر سے
دیکھنا بھی چھٹ غسانے سر نہ تغیر سے
نوبو جلاوے ملاو رنگ کی تغیر سے
اک جہان دیران ہو میرے نام کے تغیر سے
ابو باندھو لگا میں نا صحت اس کو بھی تغیر سے
ہو گئی کتنی مری نام آور ہی نہیں سے
دونوں کا دم ناک میں ہو موت کی تاخیر سے
حقا شگون ہی مدعا بان نامہ کی تحریر سے
کچ گیا سینے پہ نقشہ غیر کی تصویر سے
حلقہ ماتم میں آئے حلقہ زنجیر سے
لوہم اچھے ہو گئے در مان نے تاخیر سے
مل لے گئے ہم خاک میں عسرتی تاخیر سے

مہر غلص رجب بیگ از نکرت ادرت

آیا ہوا حسن لب نازنین مجھے

بن جان لب ہونے دے لے نکتہ صحن مجھے

مہر غلص منی مہر چند وطن اقامت نے فرخ کیا دست پشیر در لکھنؤ و اکبر آباد بسبر دہ
عمرش صرف پیشکاری تحصیل مواضع مختلفہ نمودہ ادرت

مہر غلص منی مہر چند وطن اقامت نے فرخ کیا دست پشیر در لکھنؤ و اکبر آباد بسبر دہ
عمرش صرف پیشکاری تحصیل مواضع مختلفہ نمودہ ادرت

ہو پست ہو ایک دم میں باس میرے پر لگا
تھا خواب میں گھٹنے ہوئے تلوار کوئی شخص
ہم خیال وصل جانان بشر باندھا کیے
بولتا ہی نہیں کہتے ہیں بڑی دیر ہوئی

لے کمان ابرو جہان جاتا ہوں دان بتر لکھنؤ
نیں آگئی ابرو کے تصور میں جو جگہ کو
یہ تو اپنے خواب میں بھی بڑھ آئی اتر زو
سر ملین چشم کے بیمار کی لے جلد ہمسر

مهرت مخلص مرزا علی از لکهنو است عرض سخن با جرات کرده نوشته اند که دیر ا
 با علی نقی عشر منازعت اتفاق افتاد هر دو بر کشتن هم را ضی مند نداز دست عشر زخم کار
 باور سید با اصرار بر سنگان نامش بر زبان نیاورد و این قصه را به عشر داشت و بهمان
 صدمه روحش کالبد خاکی را گذشت و دست

مسنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی پیمیش | آرام زیر رحمت اک بھی اب خاک کیجیے
 میر مخلص افصح فصحا شعر استخوار عالی مقام محمد نقی نام از اہل اکبر آباد خواہر زاده
 سراج الدین علی خان آرزو دست لطافت با طبعش بپرداز است و با کلامش حرف غیر زمر
 بلبل و فغان خاد طوطی ناطقہ شکر بارش رونق باز انعام دل شکستہ و صفر خامہ گلستان
 نگارش نالہ برب مرغ بستانی بستہ صفحہ خیالش بجلوہ ریزی لالہ عذاران افکار
 دلاویز چون اندیشہ عاشق قطعہ گلزار است در شمع قلمش در شگفتانیدن گلہائے
 مضامین نازہ ہر رنگ آبر و ہمار صد آہ در دناک بتاثر یک مصراع او نیست و ہزار
 عزایم تیر ہم فسون نیم بقیش کو حلاوت بنفسش بکام مشتاقان گوارا ترازش
 لعل شکر بار است و نمک گفتارش بذاق شوریدہ طبعان با مزہ ترازیستہ تبسم
 و لہر نظمش اگر سحر است سحر جلال است و فکرش اگر از قوت بکتبی است
 از چہ اعجاز مثال بانزن نظمیہ ربط تمام دارد لاسیما در غزل سرائی و مثنوی گوئی
 گوئی سبقت سید باید بہت و بلند کہ در کلامش بینی در طب و یا بس کہ در ایانش
 بزرگ نظر کنی و از نظرش نیفتنی کہ گفتہ اند فہم و شعر گر اعجاز باشند بلند بہت
 نیست + در بدیضا ہمہ انگشتا یک دست نیست + و پنج سخن درین باب تحت ترجمہ
 مزار فہم سودا گذشت و بغایت چیدہ و سمرہ است فلیتذکرش دیوان ریختہ باصناف
 سخن نظم کردہ مسدس کہ بمضامین و اسوخت گفتہ غازہ شہرت برود و از انتقام
 شاعری و قصیدہ فکر خوشی نداشته چندانکہ غزلش بلند مرتبہ تراست ہیچان
 قصیدہ اش بہت پایہ تر در بد و حال بشا بہمان آباد آمد و متعنیافہ تا کام
 برگشتہ در لکهنو میگزرا نید و ما محتاج از سرکار نواب وزیر الممالک بساوری یافت

ہمدردان جاگیر ملک عدم شناخت یواہمالیش ملاحظہ شد و اذان انتخاب افتاد و درینجا بقلم آمد

دل ستم زدہ کو ہم نے تمام تمام لیا
دل کے گجانے کا نہایت غم رہا
نقطہ کے آنے پر بھی اک عالم رہا
نادان پھر وہ جی سے بھلا یا بھلائے گا
صبرِ مرحوم عجب مونس تہائی تھا
ہم نے جانا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا
ہوٹوٹوں پہ جب نفس باز لبین تھا
کل تک تو بھی تیرے ربات نشین تھا
دل سا عزیزِ جہان کا جنجال ہو گیا
وہ جی کو بیچ کر بھی خسریا رہ گیا
رہتا ہوں میں تو ہائے صرغہ نگاہ کا
پر ترانہ تو اک شوق کا دفتر نکلا
رہے ہو خوف مجھے دانگی سے نیازی کا
یہ ہمارا بھی ناز بہرِ در تھا
ستم شریک ترانہ ہر زمانے کا
اب جس جگہ کہ داغ ہو یاں پہلے درد تھا
دل جل گیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا
بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا
خطِ تقدیر کے مانند مٹایا نہ گیا
داغِ دل دیکھے کس چمن دیکھا
جب تک جیسے گما تیرے شیان رہیگا
تو رہی جڑھائی تو نے کہ یاں جی نکل گیا

ہمارے آگے ترابج کسی نے نام لیا
غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
حسن تھا اُس کا بہت عالم فریب
یاد اُس کی اتنی خوب نہیں تیر باز آ
اتنی گدڑی جو ترے پیر میں سوا کے سبب
چشمِ خون بستہ سے کل ات لہو پھر ٹیکا
آیا تو اسی وہ کوئی دم کے لیے لیکن
سجد میں امام آگے ہوا آج وہاں سے
اُٹھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اُسکے عشق میں
تو وہ متاع ہو کہ پڑی جس کی بچہ نگاہ
آنکھو میں جی مرا ہو ادھر دیکھتا نہیں
ہم نے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف لے تیر
خدا کو کام تو سوئے ہیں میں نے سب لیکن
دل کی کچھ قدر کرنے رہیو تم
فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اٹھانیکا
دلِ عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
عاشق ہیں ہمتو تیرے اس ضبطِ عشق کے
قاصد جو وہاں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا
کسی عاشق کا ترے جھمبے ناخن کا خراش
کیا ہو گلشن میں جو جس میں نہیں
دل دینے کی ایسی حرکت اُسے نہیں کی
ہم خسرو دل ہیں تجھے بھی نازک مزاج تر

مستی میں چھوڑ دیر کو کعبہ جلا تھا میں
 علاج کرتے ہیں سوداے عشق کا میرے
 کیسا چن کہ ہم سے اسیرون کو منع ہو
 آنکھیں خراپہ نہ ٹاک ابر بہار سے
 کف جانان سے ممکن ہو رہائی تیر کوئی ہو
 تیرے کو چمکے رہنے والوں نے
 حال بد میں مرے ذرا آ کر
 شہرہ عالم اُسے میں عجبت نے کیا
 ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن لے فنا
 دل غفران و حسرت وصل آرزوے شوق
 جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہو وہ زلف
 ہرزخم جگر دا در عشرے ہمارا
 جاتا ہو بار تیغ کف غیبر کی طرف
 بختی صعب عاشقی کی بدایت ہی تیر
 زخون ہو آنکھوں سے بہا اور نہوا دل غ
 سخت کافر تھا جس نے پہلے تیر
 جہانے فتنے کو خالی کبھی نہیں پایا
 سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان
 دل میں کتنے مسودے تھے ولے
 سچ گردان ہی میں تیر ہم تو رہے
 اب تو جاتے ہیں میں کہ لیے میں تیر
 کچھ تھے ہم تو تیر کو عاشق اُسی گھڑی
 پھر آج میر سجد جامع کے تھے امام

لفزش بڑی ہوئی تھی و لیکن سنبھل گیا
 خلل پذیر ہوا ہی دباغ یاروں کا
 چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا
 میری طرف بھی دیدہ خوشنما دیکھنا
 اچنکھا ہو جو اُسکے ہاتھ سے رنگ خاچو
 یسین سے کعبہ کو سلام کیا
 آپ کو سب میں نیک نام کیا
 در نہ مجنون ایک خاک افتادہ ویرانہ تھا
 اُس شوخ کو بھی راہ نہ لانا ضرور تھا
 بن ساتھ زبر خاک بھی ہنگام لے گیا
 کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا
 انصاف طلب ہر تری بیداگری کا
 اے کشہ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
 کیا جانے کہ حال نہایت کو کیا ہوا
 اپنا تو یہ دل میں کسی کام نہ آیا
 مذہب عشق اختیار کیا
 ہمارے وقت میں تو آفت زمانہ ہوا
 لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
 ایک پیش اُس کے روبرو نہ گیا
 دست کو تارہ تا سبوتہ گیا
 پھر ملین گے اگر خدا لایا
 جب سن کے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا
 داغ شراب دھو تے تھے کل جانا زکا

کلبے کو مین نے میر کو چھڑا کہ اُس نے آج
شب میکہ لیے وار و مسجد ہوا تھا مین
اپنا بھی قصد تھا سر دیوار باغ کا
ستی مین لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیے
حسانہ خراب میسر بھی کتنا غیو تھا
کہ کم اٹھا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی
کتے آتے تو بویون کتے یون کتے جو وہ آتا
آزار دل نہیں ہو کسی دین مین درست
اُس سے دلے خرابی ہوئی لے عشق دریغ
میسرا ہی مقصد عمل تھا
پیشمان ہوا دوستی کر کے مین
اعجاز منہ تکتے ہو تے لب کے کام کا
رفقہ بہن جو آئے ہو سوتیر مین بندھا
کیونکر گلی سے اُسکی مین اٹھ کے چلا جاتا
کتنا تھا کسو سے کچھ تکتا تھا کسو کا منہ
ہم کوئے مغان مین تھے ماہ رمضان آیا
کھلانے مین جو بگڑی کا اسکے بیچ لے میر
ڈرتا ہی مین رہا کہ ملک کوئی گر جائے
دور بہت بھاگو ہو جسے سکھے طریق غزالو کا
عشق ہائے خیال پڑا ہو خواہ گیا آرام گیا
ماہ اُس کو لکے سارے شہر مین
نہ گیا اُس طرف کا خط لکھنا
ہر دانے پر کھڑا ہون کئی دنے بار کے

یہ درد دل کہا کہ مجھے دردِ سر رہا
پر شکر ہو کہ صبح تلک بخیر رہا
نوڑا ہی تھا قفس کو کہ صبا د آ گیا
لے اہل مسجد اس طرف آیا ہو نہیں بہکا ہوا
مڑے موار پر اُس کے کبھی کھڑے جا پھرا
کاش یکبار بہین منہ نہ کھایا ہوتا
یہ کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نکھا جاتا
کیا جانے ان بتوں نے ستم کیوں دار کھا
تو نے کس حنائے مطبوع کو دیران کیا
بچوں کے دماغ مین حائل تھا
بہت محسوس ارمان تھا چاہ کا ++
کیا ذکر بیان سیح علیہ السلام کا
کیسا دیجیے جواب اجل کے پیام کا
یان خاکین ملنا تھا لو ہو مین ہسانا تھا
کل میر کھڑا تھا یان سچ ہو کدوانا تھا
صد شکر کہ مستی مین جسانا نہ کھانا آیا
سمند ناز بہ اک اور تازیانہ ہوا
آنکھوں نے رات اُس کے جو تلبے نکالیں
دشت کرنا شیوہ ہو کچھ اچھی آنکھوں والو کا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہو سیح گیا یا شام گیا
عسکو شکل منہ دکھانا ہو گیا
ہاتھ جب تک مرا تسلیم ہوا
حیرت نے حسن کی مجھے دیوار کر دیا

کاش اُس کے دوبرونگرین بکوحشر میں
 پھر نہ آئے جو ہوئے خاک میں اُسود
 ہم تو آگے ہی مر رہے ہیں میسر
 تو گر ہوئے ہیں عشق کی گرمی سے خار جس
 میسر سے رنگ مزار پر فرہاد
 دو قدم ساتھ جازیکہ نہ آیا وہ میر
 جاتا ہی آسمان لیے کوئے سے بارگہ
 جیمین تھا اُس سے ملے تو کیا کیا نہ کیے میر
 مرنے والے میں تو آدم خاکی کی شان پر
 قیامت تھا آسمان اُس شعلین پر
 ہر گام سرد و تھقی، تنخانہ کی عبت
 مرگ اک ماند کی کا دقتہ ہو +
 ضعف یاں تک لچا کہ صورت کر
 میسر صاحب ہی چو کے اچر بد عہد
 تناسب پہ اعضا کے اتنا بخت
 کچھ ہو رہا عشق و ہوس میں بھی اتنا زار
 کچھ ہی ابر قبیلہ چلا خانقاہ پر
 منتظر قتل کے وعدہ نیکان اپنے یعنی
 حالانکہ میر ساری مایوس گذری تیسر
 اب اُسے غم سے جو کوئی جا ہے سوکھالے داغ
 دل لگا ہو تو جی جہاں نے اٹھا
 شاید کہ دیوے زہمت گلشن ہون بہ قرار
 رسم گرے اُس کے در ہی پر مرگ

کتنے مرے سوال ہیں جبکہ انہیں جواب
 غالب از رزمین میسر ہو کر ام بہت
 تنج کھینچے چہرے ہو یا رعبت
 بجلی بڑی رہے ہو مرے آشیانے نیچ
 رکھتے تیشہ کے ہو یا استاد
 جانا تھا کہ اسے ہو میری زلفاں پر
 اتنا ہو جی بھر اور دو دیوار دی بھر
 پر جب ملے تو رہ گئے ناچار دیکھ کر
 اللہ رہے دماغ کہ ہے آسمان پر
 کہ تلوار میں چلین ابرو کے چہن پر
 کبھی تلک تو ہو بچے لیکن خدا خدائے
 یعنی آگے چلین گئے دم لے کر
 رہ گئے ہاتھ میں فلم لے کر
 در نہ دینا تھا دل قسم لے کر
 بگاڑا تھو تو بصورت بنا کر +
 آیا ہو اب مزاج ترا امتحان پر
 سو فی ہوا کو دیکھ کے کاش کے راہ زار
 جیتا مرے گورہا ہو یہ گنہ گار سنہوزار
 کیا کیا رکھے ہیں اس کے امید و آرزویش
 بانی نہیں ہو چھانی میں اپنے تو جاے داغ
 موت کا نام پیار کا ہو عشق
 میرے قفس کو لے تو چلو باغبان تلک
 اور کوئی وصال کے کیا خاک

ہووے معلوم انتہا کیا خاک
 اے گلزارِ دشن بجو سیم کرے گل
 گئے گزرے خضر علیہ السلام
 لگتے ہی جیکے مر گئے ہوتے ہلاتے ہم
 مقدور ملک درے آزار رہو تم
 اپنا کعبہ جدا بنائیں گے ہم
 عاقبت بندہ خدا ہن ہم
 سچ یاں ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہن
 دل اُس سے دم کے لیے مستعار لایا ہوں
 ابھی تو اُسکی گلی سے پکار لایا ہوں
 میسر جی یونین خوار ہونے ہن
 نظر آہی رہے گا کوئی دم میں
 صفت ہر سیر کھچر عالم ایجا دینین
 رہا ہو ایک رمق جی سو کیا نثار کرین
 نام کو ہم بھی بار رکھتے ہن
 پوچھنے والے جدا جان کو کھاتے ہن
 جس زخم کو چھوون ہوں پرکان نکلے ہن
 کار و فائز ام کیا ایک آہ میں
 ہمیں آکے اُس کے قدم دیکھتے ہن
 یوں نکرنا تھا پائیم سال ہمیں
 وقت ملے کا گردِ حسل ایام نہیں
 اسیر بھی تری خاطر نازک پہ گران ہوں
 بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں کھین

سب موعے استدالے عشق ہی میں
 سوچی سے غد لب خریدار اُسکی ہو
 اگر راہ میں اُس کی رکھتا ہو کام
 ہوتا نہ دلا کاویہ سراجام عشق میں
 جی جانے کسی کا کہ رہے تم کو قسم ہو
 اُس کے کوچے کی خاک لاکھین گے ہم
 اے بتو اس قدر جفا ہسم بر +
 اُسکے کوچے میں نکر شور قیامت کا ذکر
 نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ میں
 چیلانہ اُٹھکے دہن چکے چکے پھر تو میر
 اس کے نزدیک کچھ نہیں عزت
 کہوں کب تک دم آنکھوں میں ہر میرا
 سچ عزت تو تہ خاک بھی ہو پوچھگی ہسم
 ہین تو نزع میں شرمندہ آکے بنے کیا
 فرنگہ فی پیام و نر وعدہ
 ایک بیمار جدائی ہوں میں ابھی تیر
 کیا تیر ستم اُسکے سینے میں بھی ٹوٹے تھے
 مانند شمع ہم نے حضور اپنے یار کے
 جوئے اختیار یی ہی ہو تو مقاصد
 خوش نہ آئی تھساری جال ہمیں
 دن نہیں رات نہیں صبح نہیں شام نہیں
 اک وہم نہیں بیش مرے ہستی موہوم
 جھانیں دیکھ لیاں یو فائیاں دیکھیں

ایک سب آگ ایک سب پانی ++
 مدعی جلو کھڑے صاف بڑا کتے ہیں
 ابکی بہت صرف کر جو اس سے جی اُٹے مرا
 عشق کا کھڑ ہو میرے سے آباد
 نازک مزاج آب قیامت بن تیر جی
 کاشکے دل دو تو ہوتے عشق میں
 سب گئے دل دماغ و تاب و توان
 جلتے ہو جی نجات کے غم میں
 کرتا نہیں قصور ہمارے ہلاک میں
 شیوہ اپنا بے برد لے نو سیدی سے پھری
 قتل کیے بر غصہ کیا بولا لاش مری اٹھانے کو
 سر کاٹ کے ڈالو ادے انداز تو دیکھو
 کب میرا اس کے منہ کا دیکھنا آتا ہو تیر
 اس تیغ زن سے قاصد کیو مری طرف سے
 اُٹھ جائے رسم نالہ و آہ و فغان کی سب
 اجرت میں نامہ بر کے دیتے ہیں جان ملک تو
 عشق کیا کیا ہمیں دکھانا ہے
 خط لکھ کے کوئی سادہ نہ اُسکو طول ہو
 کہتے ہو اُتھا دے ہم کو
 دوستی ایک سے بھی جسکو نہیں +
 نامہ ادا نہ زیست کرتا تھا
 رات ساری تو گئی سنتے پریشان گوئی
 نو دیک اپنے ہننے تو سب کر رکھا ہو سہل

دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں
 جھکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہیں
 پھر دعا لے میر مت کچھ اگر ایسا کروں
 ایسے پھر خانان خراب کمان
 جون شیشہ میرے منہ نہ لگو میں نشہ میں ہوں
 ایک رہتا ایک کھوئے عشق میں
 میں رہا ہوں سو کیسا رہا ہوں میں
 ایسی جنت پڑے تہنم میں ++
 یارب یہ آسمان بھی لجا کے خاک میں
 کچھ بھی وہ مغرور ہے تو منت ہم سو بار کریں
 جانے بھی ہم جاتے رہے ہیں تو تم بھی جانے دو
 با مال جو سب حلق جہان ناز تو دیکھو
 پھول گل سے اپنے دکھ تو تم بھی بہلا یا کرو
 اب تک بھی نیم جان ہو کر قصد امتحان ہو
 اس تیرہ روز گار میں تو میسر اگر نہ ہو
 اب کار شوق اپنا ہو بچا یہاں تک تو
 آہ تم بھی تو اک نظر دیکھو +
 ہم تو ہوں بد گمان جو قاصد رسول ہو
 ہاں کہو اعتماد ہے ہم کو +
 اور سب سے عناد ہے ہم کو +
 میسر کی وضع یا دے ہم کو
 میر جی کوئی کھڑی تم بھی اب آرام کرو
 پھر میرا میں مردن دشوار کیوں نہ ہو

تو اس ستم کا تیرا سزاوار کیوں نہ ہو
 قاصد مرا خراب پھر ہے ہی جواب کو
 سمجھاؤں کب تک اس دل خانہ خراب کو
 کیا کام محبت سے اس آرام طلب کو
 غصہ ہی ہسم پہ کا شے اکثر رہا کرو
 کہتا ہوں اس کے ملنے کی کچھ تم دعا کرو
 مضطرب ہو کے اے میں نے لگن کیا کیا کچھ
 ہر حرفِ حسن پہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ
 اب ہوے حناک انتہا ہے یہ
 میں سر دل چاہتا ہوں کیا کیا کچھ
 عمر نے ہم سے یو فانی کی +
 کس بھر دے پہ آشنائی کی
 ہسم حلقِ ہدیہ ہی سے تقریر کرینگے
 داغِ غم آ پنی اپنی قسمت ہر
 انہیں معلوم جب ہوتا کہ دیے ہی جدا ہوئے
 اس دہلے میں گئی ہے برکتِ غم سے بھی
 کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی +
 اے حسنا نہ حشر اب کی سی ہے
 پھر بلا اسداں پر آئے +
 اس زندگی کرنے کو کہاں سے جلا آئے
 نامِ نسر دوس کا ہم لے کے گنہگار ہوئے
 کا ہے کو میسر کوئی دن جب بڑو گئی
 اب حیات سے بھی نہ وہ پانوں دھوئے

تو ار کے تلے بھی تین آنکھیں تری آدھر
 خط آگیا پر اس کا انصاف نہ کم ہوا
 کہنے سے تیرا دل بھی ہوتا ہے مضطرب
 ہوگا کسی دیوار کے سایہ کے تلے میر
 ہوتے ہو میدانِ تو دیکھو ہو تک ادھر
 یہ اضطرار دیکھ کہ اب دشمنوں نے بھی
 قبلہ دکھہ خداوند نماذ و شفق +
 برکھن کیا قسم شوق کی اپنے تاثیر
 آگ تھے اہلہ لے عشق میں ہسم
 وصل اس کا حسد انصیب کرے
 اس کے ایفائے وعدہ تک نہ جیے
 زردوز رنگہ نہ تھا تو بارے تیر
 و اس سے میر حرف تو ہو گیا کہ یہ سر جلائے
 بخشو مجھ سے مجھ کو مہنا نہ
 کہیں جو کچھ ملاست کر جا ہر میر کیا جانیں
 دل کو تنگیوں پہنیں اشکِ دما دم سے بھی
 آج پھر تھانے محبت تیراں
 میں جو بولا کہ اساکہ یہ آواز ++
 آہ میری زبان پر آئے +
 جب نام ترا لیجے تب چشم بھرا آئے
 اس ستمگار کے کوچے ہو اداروں میں +
 باہم سلوک تھا تو اٹھاتے تھے نرم گرم
 آلودہ اس گلی کی جو ہوں خاک سے تو سر

میکہ پیے تو ابھی آیا ہو سجد میں متمسک
 جن جن کو تھایہ عشق کا آزار مر گئے
 گھبرانہ میر عشق میں اس سہل زلیست پر
 وہ حرف اُسکے منہ کے تو لکھ بھیجو شباب
 اپنے تو جو ٹھہ بھی نہ ملے اُس کے روبرو
 اب رحم پر اُسی کے موقوف ہو کہ بیان تو
 گھر دو درجہ سے بھر گیا آہ
 سرکہ شبنم نہ مری سن کہ اُچھتی ہو نیند
 پہونچا تو ہو گا سمع مبارک میں حال میر
 کیا کروں شرح شہدہ جانی کی
 میرے تبعیر حال پر مت جا
 دم آخر ہی کیا نہ آنا کھٹا
 اس کدورت کو ہم سمجھتے ہیں +
 دل و دین پوشش و صبر ہی سگے
 اک شخص بھی سا تھا کہ تھانے پہ عاشق
 یہ کہے میں رو یا تو لگا کہنے نہ کہ میر
 پاس ناموس عشق کھتا ورنہ
 چاک پر جاک ہو ا جوں جوں سلا باہنے
 سر حالے میر کے کوئی نہ بولو
 بت سہی کیجیے تو مر رہے ہیں میر
 اب پھیر رہی ہو کہ عاشق ہو تو کمین
 جس جگہ درجہ مام ہوتا ہو
 میر صاحب بھی اُس کے بان تھے پر

ہونہ لفرش کین صحبت ہو یہ بریگانوں کی
 کتنے ہمارے ساتھ کے بیمار مر گئے
 جب بس چلانہ کچھ تو مرے بار مر گئے
 قاصد چلا ہی چھوڑ کے تو جان بلب مجھے
 رنجش کی وجہ میر یہ کیا بات ہو گئی
 نے اشک میں سرایت کر آہ میں اثر ہو
 کب تک مری چشم تر نہ ہو دے
 خاصیت یہ ہو مرجان ان افسانہ کی
 اس پر بھی جی میں آگے تو دلو لگا پیے
 میں نے مر کے زندگانی کی + + +
 افسانات ہیں زمانے کے +
 اور بھی وقت تھے ہمارے کے
 ڈھب ہیں یہ خاک میں ملانے کے
 آگے آگے تھے ہمارے آنے کے
 وہ اُس کی وفا بٹنگی وہ اُس کی جوانی
 سننا نہیں میں ظلم رسیدن کی کہانی
 کتنے آنسو پلاک تک آگے تھے
 اس گریبان ہی سے اب ہاتھ اٹھایا ہئے
 ابھی ٹھک زونے روتے سو گیا ہو
 بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہو
 القصہ خوش گذرتی ہو اُس بدگمان سے
 وان بہ عاجز مدام ہوتا ہو
 جیسے کوئی غلام ہوتا ہو

کہو وادے عشق دکھ لایے
 آئے کبھی جو دلے تو یان رستے تھے اُداس
 کھل گئی بات بھتی سو ہر اک پر
 وہ تو بکڑے ہو میرے ہر دم
 کعبہ میں جان بلب تھے ہم دوری بتانے
 نگہ دان بھی خدا نے تم کو کیا
 آسمان شاید ورے کچھ آگیا
 میر دریا ہو سنے شعر نہ بانی اُس کی
 تیرے یونین نہ تھی شب آتش شوق
 رحم بھی دینا تھا تھوڑا ہائے اس خوبی کیا
 وہ کہاں دھوم جو دیکھی گئی حیرت سے
 یہ رات ہجر کی یان تک تو دکھ دکھاتی ہو
 ڈر کیوں نہ غلے میں سے رونے سے میرے
 پیدا کہاں میں ایسے پر آگندہ طبع لوگ
 مقدور تک تو ضبط گردن پر میں کیا کروں
 قاصد کے قصے نے کیا دل کے تین داغ
 دُعا ناکس کی باتوں کوئی جاتا ہو میر
 حیرت سے دیکھ رہیوں نامہ بر ہتھ آسکا
 سرین اُس کی سر بکھتی ہیں
 پتھر کی چھاتی چاہتے ہو میر عشق میں
 زیاد شب کی سُن کے کہا بید ماغ ہو
 زے بندے ہم ہیں خدا جانتا ہو
 پھرتے ہیں میر غوار کوئی پوچھتا نہیں

بہت غصہ بھی دل میں گمراہ ہو
 آخر کو تیر اُس کی گلی ہی میں جا رہے
 تو وہی ٹھنڈ چھپائے جانا ہو
 ابھی سی یہ منائے جانا ہو
 آئے ہیں پھر کے یار دہلی خدائے
 پر ہمارا نہ مدعا ہے
 رات سے کیا کیا رکھا جاتا ہو جی
 اللہ اللہ ہی طبیعت کی روانی اُس کی
 بھی خبر گرم اُس کے آنے کی
 مجھے کیا کل گفتگو یہ دا در محشر سے تھی
 اب کیا کیا اٹھ ہنگامے سے کیا کیا پرست
 کہ شکل صبح مری سب کو بھول جاتی ہو
 سیلاب نے اس کو چے میں گھر بول لیا ہو
 انوس تم کو تیر سے صحبت تھیں رہی
 منہ سے نکل ہی جاتی ہو اک بات پیار کی
 بیتاب مجھے دیکھنے چھ بات بنائی
 آؤ میخانے جاؤ تم کس کے کہنے پر گئے
 بس اور کچھ نکھو ہرگز مری نہ بانی
 مرگ فرما دیا تمہیں تو سنے +
 جی جانتا ہو اُس کا جو کوئی دفا کرے
 دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ حیرت ہو
 خدا جالے تو ہم کو کہا جانتا ہو
 اس عافیتی میں عزت سادات بھی گئی

جی ہی دینے کا نہیں کر دھن افقا اُس کا غضب سے نام نہ لکھنا تو سہل ہو خدا کرے مجھے دل کو تکاب قرار آئے نہیں ہو چساہ بجلی اتنی بھی دعا کر میرے	اُسکے دسے جانے کی حسرت بھی ہو لوگوں کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے کہ زندگی تو کروں جب تک کہ یار لے کہ اب جو دیکھوں اُسے میں بہت نہ سار لے
--	--

احرف النون

ناجی تخلص محمد شاکر ازغن گویاں این دیار است تو نے نگاہ کی حسرت سے لے کماں ابرو ہمارے سینے میں تو دا ہوا ہو تیر دن کا بجبت سے غسلی کی دیکھ نہ ناچی اگر لیسان کا تخت دین مت لے دیکھ دلبر تری کسر کی طرف غم نہیں کر دیکھ رہی سے دلو لیجاتا ہو وہ عرق غصہ میں بھی ابل وفا کی نہ سنے تھو سے ترے رخ کے کئی ہو نیند آنکھوں سے	ہمارے سینے میں تو دا ہوا ہو تیر دن کا ہوا ہو دل مرا اب حیدر آباد کہ سب اہم کو جاسے گا بر باد پھر گیا پانی اسٹے گھر کی طرف پاس میں سے جب تو آتا ہو جو دل پاتا ہو وہ ہٹ پٹ آجاسے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے مقابل جسکے ہو خورشید کیونکر اُسکو خواب آئے
--	--

نالان تخلص محمد عسکری از افلاس زدگان دہلی است مصحفی ادا اول شاکردان خویش
اور اگشتہ دو سال است کہ نو سالہ فوت کر اؤست

سحر کے ہوئے کا اڑنیں خیال رہتا ہے وہ بدگمان ہوں کہ اُس بت کے سایہ بھی مجھے	شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہو رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہو
---	---

نالان تخلص کی از موزدان عظیم آباد بودہ اور است

کچھ اندون میں تم نے یہ روز خونگالی	ملتا کسی سے جسا کہ بدنام ہم کو کرنا
------------------------------------	-------------------------------------

ناوم از اوسط الناس دہلی است مخمض بنظر میر حسین تسکین میر ساند اور است

آستے ہی تیرے شام ہوئی جلد کس طرح آج پھر دیکھیں کہ جوتی ہو سحر کس طور سے	کیا آفتاب داغ دل بہتہ راز تھا شام ہی سے جوش پر کچھ نالہ شکیر تھا
--	---

فاہر تخلص نواب ناصر جاک فرزند نواب مظفر جاک گلش است کہ مجمع جلالت ایشان

چون چراغ مستغنی از فروختن است در سدا رکوف شمس ماہ عشر شخف خداور است	
آگے تو بھی ابھی برس بجیش کند زلف	ایچھے پڑھی ہو کاسے کو کاکلی ہلاکی طرح
تا در غلصہ کجکاسگہ از دم لکھنؤ شاگرد میر حسن است این بیت بنامش ملاحظہ شد	
قاصد تو اس بہانہ سے اس پاس جا بنو	ایہ کس کا خط ہو مجھ کو ذرا پڑھ سنایو
تا در غلصہ میر محمد عارف علی شمشیری الاصل بودہ است در وہابی میاں اور است	
سورج سے ات اگر تیرے تو کھاتا ہو نہیں	بچھین اور اس میں جانوں بڑ گلی ہو کیا گرہ
تا در کتب غلصہ و بہت نام از بہتان لہجائی است اور است	
یا د آئے ہیں ان آنکھوں میں اندو لٹے کے	ساقی محو کار نگ سے سبب جام بھرے ہو
جو ناہ و نہاری کام سے شور فلک تک	پردہ بہت معذور کوئی کان دھرے ہو
تا در غلصہ میر حسن کے بر سر شمشیر میر حسن است در لکھنؤ و دیگر رواد میں لکھنؤ شمشیر منہ	
وصل ایسا ہو گیا اس کے بر سر شمشیر میر حسن	رات کو تین یار سے بچان دو قالب ہو گیا
نامی غلصہ مرزا حبیب علی بیگ از اعزہ لکھنؤ است امیرالدولہ حمید بیگ خان علم دوست از دست	
سکہ دست سے ہو راء انتظار بار پر	اچھا گئی آخر سفیدی دیدہ خوش بامیر
نامی غلصہ مبارز الدولہ نواب مرزا احسام الدین حیدر خان بہادر سلسلہ قربت ایشان	
راہ والی لکھنؤ میں پیدا ہوا امیر اے جلیل الشان بہت صاحب فطرت سلیم و شکرت مستقیم	رضی الافعال شریف انحصال عدلیش معدوم و نظیر شش نایاب از احبابی والد بزرگوار
ایں پنج در حساب است استفادہ سخن از خدمت میر حسن خلق کردہ اکنون بنظم شعاری پروازد	
امار غلٹی بشنیدن باقی است از غنای طبع شریف است	
دم ششدری میں مجھے چھوڑ کے جانا کیا تھا	جان جانے کو بھی عاشق کے بھانا کیا تھا
ربط محبت جو باہم تھا ہم میں انہیں چھو گیا	دونوں طرف سے ہے جو کشیدہ رشتہ الفت ڈھ گیا
تابش خورشید سے نہ اس طرح وہ کھلا جائے	عارض یار ہو سہ رنگ گل تازہ صبح
تھک گئے ہم تو شب جو میں نہ لے کر تے	کیون نہانا نہیں مرغ سحر آواز صبح
قتل کے دم بھی نہ کچھ ناخانی قاتل سے کہا	کیا بیان تم سے کروں اس کم شکلی مرگدشت

امید دلہ ہی اس سنگدل سے سخت بجا ہو مرید و پیر مخان پیر حنا فہار کئے نہ اینہ سے اسے الفت نہ بیگانہ سے ملتا ہو	مگر ان چاہنے والوں کا ہفتہ کا کلیجا ہو یہ بیطریق کئے ہم نے رو بروا کئے دل وحشی کا اپنے طور دیوانہ سے ملتا ہو
--	--

نامی مخلص با آنکہ مخلص نامی نامش معلوم نیست اور بہت
آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہوا قطع آب جنس جنس کے یہ کہنے ہیں کوئی اور کہے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندھی ہے اس دم گھر گری کا جلے اور کوئی تہا شاہ کئے
نامی مخلص فتح امام بخش از ارباب لکھنؤ است نسیم چین بھٹن کھست ریز و نسیم
گل غفرش دلاویز طاہر بلند پرداز غور شس جز باناخ سداہ آشیان نماز دومرغ
تیز بال خیالش جز بہام فلک جلوہ نیندازد والا مایہ عالی پایہ بلند اندیشہ نازک خیال
است دور تلاش مضمون تازہ ومعنی سیراب سے مثل و مثال از اقسام سخنو رہے
بغزل سہلے مائل دیگر از غزلیات و رباعیات صنعة آخر از دیدہ نشدہ تمامہ عمر لکھنؤ
گذرانیدہ و نوبتی از کارکنان دولت آجنا نا این بودہ بحال سکونت یافتہ بہ الہ آباد
شستمانہ و باز بہ کا پورہ عود نمودہ و اکنون بسبب تغییر و تبدیل دورہ اراکین سابق
رہجہ برگز کردہ گویند کہ در ایام فراق لکھنؤ و احباب لکھنؤ اسخفاورد آئینہ گفتہ و
قصہ نقل و حرکت او دراز است کہ میں مختصر کنی گئے آثر ابر نیاید و معوذ اخلاف عنوان
است کہ نقل و بیان حکایات آمدہ قصہ متعلق نشدہ الا ماشاء اللہ دیوانہ بنظر رسید
بعد مدتی از تربیت و تبلیض این رسالہ پدید آمد کہ دیوانے دیگر از افکار و قادیان
فرہم آمدہ وہم در شہر رسید اما خاطر آسودگی جواز انتخاب آن بایستاد و معوذ الکتاب
شہرت گرفتہ و متداول گشتہ دخل و تصرف نا ملائم افتاد این اشعار انتخاب دیوان
اول است و یکدو سہ شہر از غزلہاے جدید ہم کہ بعض احباب از لکھنؤ ارمان کردہ بودند
نگار شش یافتہ

سند می سے ہو شعلہ قدم اس رشک پر کا ہے جو جی بنائی ہے تر سے موبان کی	پاؤں سے لیکھا ہے چلن کبک در می کا تافتہ مشکین بنا ہے منہ ہر ایک ناسور کا
--	---

ایڑیاں بھی اب رگڑ سکتا نہیں کر دیتا تو کیا
 عکس پڑتا ہی جو تیرا آئینہ میں بیشتر
 یہ ساعد و نکا ہو اسکے عالم کہ جسے دیکھا ہو اوہ پہچان
 مرتبہ کم حرص رفعت سے بہارا ہو گیا
 محشر میں ہم کو نامہ اعمال دیکھ کر
 کافر ہوں سیر ہم رہیں محسوس و اعظا
 دے دو پٹہ تو اپنا طبل کا
 بر لگائے مجھے وحشت نے اڑا پھرتا ہوں
 اے اجل ایک دن آئیں تجھے آنا ہے دے
 وصل سے یان آج بھی ہر عید کل بھی عید تھی
 ذبح کر ڈالوں گا گرا بجی تو بولا شب وصل
 تھی شہادت سے غرض سوا اس ادا میں ہو گئی
 دور سے دیگی دکھائی روشنی جائے سواد
 لاغر ایسا ہوں کہ میں اکشر ہولے اڑ گیا
 آگے گشت آرزو کے آبرو میری رہی
 ہاتھ دوڑائے زمین سے سوشمید ناز نے
 دینگے تیرے بازو سے نازک کو کچھ تکلیف تیغ
 بس میں ہوتا نہ پرانے میں کبھی لے ناخ
 پہچلی موت مجھے سوے حسنان بہشت
 روز روشن تیرہ بختی سے نہ گھبرا کر بھر
 اشک ملے ناظر کو نام کیا برسات نے
 شوق اسے کہتے ہیں مجھوں جو کھڑے نکلا
 مجھے الصاف تو کر چھٹ نہ کا ایک قیب

ہو چکا تابوت سن اٹھنا ہے بخور کا
 اضطراب اس واسطے جاتا رہا سب کا
 نیام تیغ قضاے مبرم لقب ہو قاتل کی آئینہ
 آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہو گیا
 قاصد خیال آئے گا خط کے جواب کا
 کر سیکہ یہ حکم نہ جاری فرات کا
 نا تو ان ہوں کنن بھی ہو ہل کا +
 مجھے با مال کوئی حسارتیسا بان نہوا
 آج آتی شب فرقت میں تو احسان ہوتا
 کیا شب فرقت میں ظالم طول تھا اکسال کا
 میں نے سو بار تجھے مرغِ سحر چھوڑ دیا
 گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خیر تھا
 یاد رکھ قاصد نشان ہو یہ دیا میرا سر کا
 میرے پیکر میں ہو عالم کا غدی تصویر کا
 برق ہی کرتی جو میں بارانِ رحمت مانگتا
 اہ گیا چلتے میں قاتل کا جو دامن نہ رہا
 لائیو اپنے شہید دن کے نہ دفن نہ رہا
 آہ میرا رے قابو میں اگر دل ہوتا
 ایک دم ماس جو وہ حور شمالی نہ ہو ا
 شب کی گویا میں اس محفل میں مسمان نہ رہا
 منہ کے باعث رہے ہمد رات جانان گیا
 شورِ عشر کو بھی آواز حد بخوان تھا
 میں نے کیوں کر تری الفت میں زمانہ چھوڑا

کیا خبر تھی کہ تری غیر کے دلمین ہو جگہ
 کس چین سے ہم اس کے قصورین ہو جگہ
 نسبت قدم ہم ابھی و فاب جو ہن سو ہن
 کی ہویاں شدت سے شدت بر کمال شگفتہ
 ہاتھ میں تیرے نہ ٹھہر بگا وہاں مکتوب شوق
 ہو بہاں کس کو شب فرقت میں ہوش
 اُسے جس سنگ پہ ٹھوڑی تھی شبیہ شیرین
 لے نہ صنم کوئے کے شب وصل باغ میں
 مر گیا کیا ناسخ میکش جو لے میکش
 لے میکش نواکت ساتی کو دیکھنا
 لہجہ اٹھائے ہن حسینوں نے جہاں میں مقدر
 خط جو ہم کر چکے خرید تو ہو جانے کو
 بس یہی تدبیر اب اٹکے بھگانے کی رہی
 شب جو اٹھتی تھی رے حیرت افزا لقا
 جنت کو جائیں گے یہ دونی بخلین ہم
 پہلے تیرے مارتے خسرو کے لے شیرین دہن
 حال دل لہنے کی ناسخ جو نہیں باتا مار
 انتقام اسکا کہیں لے نہ فلک ڈرتا ہوں
 عشق میں لہنے پھسایا تو ہو اغیر کو بیخ
 دکھلا گیا کبھی نہ وہ چشم سیاہ کو
 سرگردون آستان بت نارین سے یں
 فیلو فی مختب کی دیکھنا لے میکش
 پیشتر نشہ ایجاد سے بیہوش ہوں میں

دست ہم نے نہ کوئی تیرا ٹھکانا چھوڑا
 کچھ لحد میں غور قیامت غسل ہوا
 ناسخ ہزار بار وہ پیمان غسل ہوا
 کیون نہ دان آجائے موسم سہنے کے آغاز کا
 یاد رکھ قاصد بھی ہو بس نشان کوئے دست
 ہو چکی ہوگی ہزاروں بار صبح
 قبر فرہاد کو لازم ہے اسی کا تقوید
 جھلکا میں آشیانہ مرغ محبت دور
 مسجد دل میں بیٹھے اپنی اپنی دوکان چوڑی
 لانا ہو رکھ کے شل سب جو جامہ دوش پر
 بعد مردن بھی نہ آکے اپنی بڑی جوری پر
 آشیانوں سے نکل کے کبوتر باہر
 جیمین ہو جو جاؤں عاشق چند روز اختیار
 چاندنی مثل سفیدی رہ گئی دیوار پر
 ناسخ رہی جو بعد فنا بھی وفا کے داغ
 جی ٹھوٹے مفت بہتا ہونے گرفتار ہم
 پھینک جانا ہو وہ اشعار ترے کو چے میں
 جھوٹے وعدہ دے جو وہ شاد کیا کرتے ہیں
 نہیں اپنے میں عروت جو ہو ہیکانے میں +
 آنکھیں مری سفید ہو میں انتظار میں
 ہو جیمین داغ مسجد ہٹا دوں جبین سے میں
 توڑتا ہوں شیشہ ڈیسک کی راہ میں
 خم گردون بھی نہ تھا جسے کہے نوش ہوں میں

جو محبویار نے مارا تو غیر کو کر و قتل
 عشق کا ہو درو سے ناخ نہ کیونکر لادوا
 وہ اُدھر رخصت ہوا اُٹھا دھڑا دھڑا
 ہم مست بھی ہیں تارک لذات زاہدا
 صبحِ فرت بترگی میں شام سے کچھ کم نہیں
 ہر کسی کا کام رکھتا ہوا دھڑا دھڑا
 قوی ہوں گو ستم آسمان سے زار ہوں نہیں
 ہوا اگرچہ سبک و گشتوں کی نظروں میں
 بارہا بیٹھ کے کعبہ میں گنڈھالی ہو شراب
 کیون اُٹھا لائے ہیں ہمد محب کو ناخ بعد قتل
 ہو جو یوں کردہ طبع پاک کو مضمونِ غیر
 رحمت حق جوش پر ہو کیون نہ عصیان کیجیے
 بھلا تکبر و غیبت سے زاہدا حاصل
 رفت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں
 دھوکا کھانا ظہر و دھوکا تو دیکھ کر
 صبحِ عشرت سے موا صبحِ شب وصل ہو شبنم
 دمِ اخیر تو کر لونِ نظارہ جی بھر کر
 دوشنب تار سے شبیدہ ہائے دن کو
 نہ کیون بندہ رقبون کو جلائے لے تو ہر دم
 یوں نزاکت سے گران ہو سر مرہ چشم یار کو
 جسم آجائے اگر موزان کو سے یار کو
 دعاے مرگ لے اُسکو تری جو رو جفا نظر
 بھولے نہ بعد مرگ بھی ہسم رقص یار کو

عزیز و اُس کے سوا اور انتقام نہیں
 زخم ہائے تیر مرگان کا نشان ہوتا نہیں
 تیرا جاتا ہو اُس قاتل کا تو سن آب میں
 ایک دن تو دیکھ کیسی ہو غنی شراب میں
 چاند نکلا ہو افق سے نیرِ عظم نہیں
 گر ہم ہو یونیا سہ سو زیدہ تو پتھر نہیں
 اُلجھ گئے دامنِ عشرت بھٹے وہ خار ہوں نہیں
 پر اپنے دوست کے دل پر ہنوز بار ہوں نہیں
 غصہ کیا ہو خدا کا ہمیں جب پاس نہیں
 چہیں سے لاشہ بڑا تھا کو چڑھا سفاک میں
 وصل کا مضمون شایان اپنے دیوانہ نہیں
 فضل بہتر سیکشی سے ابر و باران میں نہیں
 یہ رنہ کیا ہی ہوے کے گناہ کرتے ہیں
 جس سر زمین کے ہم ہیں دیان آسمان نہیں
 مسجد ہو پیروں کی ناخ دوکان نہیں
 آج ہوئے زیادہ غم فردا ہم کو
 آج ہوئے سفاک آباد نہ ہو +
 تیرگی سے نظر آتے ہیں ستارے دن کو
 جہنم میں خدا بھی ڈالتا ہو اپنے دشمن کو
 جس طرح ہورات بھاری مردم تیار کو
 بیچ لجا لیں حسد سے میرے جسم زار کو
 مسج آئے نہ تیرے تیار کی جو چارہ ساز کو
 ٹھوکر کی آرتہ ہو تیرا سے مزار کو

آئی شب وصال ہوئی صبح شام سے
 ہوش اڑنے ہیں جو مشتاقوں تری آواز کو
 تیرے کوچے کے سوا ہو جتنا ہے بہشت
 کیسی شب وصل آئی نظر شام و سحر ساتھ
 خط نکل آیا وہاں باقی ہوا ان مضمون شوق
 مند فونے گوری گوری مچھلیاں ہیں شل
 سے پرستو آؤ کرین غیب کو سنگسار
 زار منتظر خط نے کیا استدار مجھے
 یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے
 یہ بھک رہا ہے ہر جسم آتش غم سے
 ٹھوکر ایک پائے تنائی سے لگا یا چاہیے
 داغ فرقت دلیست بھر سوز جہنم بعد مرگ
 یاں سرکاوش توانائی کے عالم میں تھا
 سنگ ہو کر جب کہا میں نے کہ مر جاؤں کہیں
 آتے آتے کیوں نہ آئے پاؤں بھلے دور سے
 باد کے مانند ساقی لے آئے پانی مجھے
 آیا مسہ صیام علی الرغم غیب
 فرقت قبول رشک کے صد سے نہیں قبول
 فصل گل ہے چاروں ایام تو یہ ہیں مدام
 یہ لگی چاٹ مرے زخموں کو تسکین نہ ہوئی
 دو چار سزین پہنچیں اگر اور بھی ہم سے
 مارے سیاہ ہوتے ہیں شبیہ کے لیے
 ڈر تھا انز کا اسکو مودہ بھی نکل گیا

قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو
 کہا ترے پردے نسبت پر وہاں ساز کو
 جاؤں دوزخ کو مر احشر ہو خدا کے ساتھ
 گھر مایوں نے دلوں بجائے ہیں بحر ساتھ
 دیکھے کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے
 ہو بجا تیش ناخن گیر کو گلگیر سے
 سچ رہے ہیں سنگ کچھ میخانگی تعمیر سے
 بچا خا نہیں ہے مرانا سر بر سر مجھے
 ورنہ ماہ کو یکشب کمال رہتا ہے
 کہ طوق بھی مرے گردن میں لال رہتا ہے
 پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے
 ان تونو کس توقع پر خدا یا چاہیے
 آج جسم ناتوان کیوں خار پائے صو رہی
 بد گمان سمجھا کہ اس کو اشد بقاء حور ہے
 صبح ڈرتی ہو بہت میری شب دجو رہے
 کشتی سے ہو گئی تخت سلیمانی مجھے
 روزے مشرب سے سر بازار توڑیے
 کیا آئین ہم قیب تری آئین میں ہے
 عمر بھر اسے میکشو باب اجابت باز سے
 ہو گئی یار کے کتنے ہی نکل ان حسالی
 ہستی کی طوٹ منہ نکرے کوئی عدم سے
 مضمون ڈھونڈتا ہوں اگر اس کے خال کے
 مادم ہوا ہوں منہ سے مین نالہ نکال کے

<p>مشرق سے کانیتا نہیں نکلا یہ سب دھوئی کیون اشک کے ٹوٹا لے لوں محفوظ مثنوی سے نے کر دیا اس درجہ جگو بجو اس لے مؤذن کر دعا جاسے اذان وصل کو لکھا ہو تاخیر مدد عاشق کی دوا دامن اگر نہ غنہ عشر سہنھا لست میرے لاشے کے وہ ہمراہ لحد تک ہوئے</p>	<p>خورشید ڈر گیا میرے روبرو سیاہ سے سر نوشت اپنی ہی تاسخ نے مٹائی ہوتی معتب سے راہ پوچھی خانہ خمار کی وصل کی شب اور کوئی دم رست دل ہمارا قابلِ تخیص جالینوس ہے چلنا محال تھا اسے دامن کے بوجھ سے لے اہل تیسرے قدم جگو مبارک ہوئے</p>
<p>ہاتھ سے ان خامہ زیبوں کے محل جلیں ہم ما سر و کی جو سر بانی ہو اُس کے عارض کو دیکھ جلیں ہوں جب حرف محبت کے باہم سے گئے گئے تم انجمن میں رات عجب اُن سے گئے</p>	<p>یہ گریبان دامن صحر کو دکھلائی گئے ہم یہ بدہشیم پر آسمانی ہو عارضی میسر می دند گانی ہو ہم تم سے گئے گزرتے ہم سے گئے گزرتے بس کس کسے پڑے ہن کئی جاسے گئے</p>
<p>اترے ملک فلک سے یوسف زین سے بھلے بوسے کے بدلے گالی شیریں لبوں سے پائی</p>	<p>مکن زمین کہ تجھ سا کوئی کین سے بھلے یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے بھلے</p>
<p>اس ابرین وہ سانی کھلم نہ آیا چھوڑے تھے تہلے مجھے جب کہ وہ کھر جائیگا اُسکے پاؤں سے لگی رہتی ہوں رات خا اے معتب نظر کی تو نے اگر سب پر نامے کو میرے پڑھ کے پتک سے ہر دین پر</p>	<p>نثار گلص محمد امان فرزند سعادت انر شمار گویند کہ بنائے جامع دہلی از پدران اوست وے نیز مدفن تعمیر دست خوشی دہشتہ کسب این فن از خدمت شاہ قاجار کردہ از دست</p>
<p>کیا یار جو یاروں کے کبھی کام نہ آیا جان ادھر جائیگا اور یار ادھر جائے گا خوب دنیا میں بسر کرتی ہر اوقات خا شنا ہو مرشین گے ہسم اپنی آبر و پر دیکھی رقم مثنوی کی تاثیر ہو کیا خاک</p>	<p>اس ابرین وہ سانی کھلم نہ آیا چھوڑے تھے تہلے مجھے جب کہ وہ کھر جائیگا اُسکے پاؤں سے لگی رہتی ہوں رات خا اے معتب نظر کی تو نے اگر سب پر نامے کو میرے پڑھ کے پتک سے ہر دین پر</p>

خونہی بین ترے حسن کے کچھ حرف تو کہہ ہی رہی کو محسب کی ہر طرح سے رحمت ہی بچھ میں اور ان میں سبب کیا جو لڑائی ہو گی گردش کا اُس نگاہ کے اب طور اور ہو صورت موافقت کی کبھی سو جھتی نہیں اُس آئینہ طلعت کی اب مجھے یہ صورت ہی	لیکن یہ ذرا خط ہی سوا اصلاح طلب ہو گزون بھی تو چھڑ کے تو سنگ جواحت ہو یہ ادائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے صاحب کی وضع اور مرا طور اور ہے ظاہرین صفائی ہی باطن میں کدورت ہی
--	--

بخش غلط میرے خوف علی از قد ماست اور است

کس طرح ربط نہ ہو دلت سے دیوانوں کو نجات غلط سید زین العابدین کو بند کرد فارسی دید طولی دارد علی الخصوص در قصائد و گفتار فارسی اور نظر نیست گا ہی بفکر رنجہ ہم ہواختہ اور است	ربط ہوتا ہی پریشان سے بر نشانوں کو کہ نہیں دامن کسار میں جھوٹے پتھر بل سے ہجران تری قدرت کہ جوئے پتھر
--	---

بخش غلط در داخل نام از پیشانیان است اور است

تھے تو پاسے نشست عیش پر نقش قدم اُسکا ندیم غلط در اعلیٰ از مرتبہ گویان مشہور است و شریک دورہ میر و مرزا علی بسیر میر و از دست جدائی میں ترے ہم کیا کہیں کس طرح جلتے ہیں نزدت غلط در از جہد جدت نامہ نویسی در سرکار نواب اعتماد الملک قیام داشتہ اور است	بڑی دولت پر قدرت جو میر ہوئے بالوسی بجائے مودن سے آگ کے تعلقہ کھلتے ہیں
--	--

چاکر کچھینک دیا ہاتھ کا اُچھا دُ گیا نزدت غلط در از جہد جدت نامہ نویسی در سرکار نواب اعتماد الملک قیام داشتہ اور است	ایک قصہ تھا گریبان کے سلولے کا
---	--------------------------------

نزدت غلط در از جہد جدت نامہ نویسی در سرکار نواب اعتماد الملک قیام داشتہ اور است
اسلش از بلدہ نار نول و از آوان صبا جلوہ فرماے شاہجہان آباد است و رونق
افزای این شہر فرخندہ بنیاد شہادت شیرین و دلبریت گلین از ششہ حسد از
تابا نش خورشید بخل و از جلوہ قامت زیبایش شمشاد پاد گل غنچہ از لب خندانش
طہر ز قلم آموختہ و شمع از عارض رخشان چہرہ بر افروختہ نیم گویش عطر نیز تر

از باد بہاریت و تمیم مویش رنگ ریز تر از ناف آہوان تبار خستہ روئے و خستہ خوئی
 و خستہ کام خوش و کیت و خوش حرکات و خوش خرام تازہ گل گلشن جوانی است
 و نورس ثمر باغ دندگانی در گلستان حسن سر و لیت فو خاستہ و با چنین صفات ظاہر
 بحاسن باطن آراستہ از حسن صورت چوید کہ بمعنی صد چندان اذان است اصفائی فکر
 و جودت ذہن و درستی فہم و حید عالم و یکتائے زمان طبع لطیفش بمقتضائے فطرت
 بمسب فنون کمال مالوت است و بحسب شرت از اوضاع ناپندیدہ نفور و بسجایاے
 مرضیہ مشغوف از زیر کے و فطانت و شوخی و متانت بکلی بہرہ و روانہ آئین در دمسدے
 و بیدار دے و وقار ووری و برجی بخوبی با خبر گاہ گاہ و فکر سخن میسر از دو ابیات دلکش
 منظوم میسازد طرز کلامش نیکوست و این چند شعر از دست

ہو نظر بہت ار آنکھوں میں
 لے گیا دل ہزار آنکھوں میں
 آگیا ہو غبار آنکھوں میں
 ہو دو ہی وفا دار جو ایسوں نے بنا ہے
 بنایا تھا مجھے گویا کہ خاک کو قاتل ہے
 اگر کہیے جبرے عہد میں الفت نہیں رہی
 جز نام اب تو کچھ بھی نزاکت نہیں رہی
 دم رخصت تیرے سنبھال سکے
 ہم کو جفا کا ہو شوق اہل وفا کون ہے
 کہ دلدار بھی دلر با جانتا ہو
 الطیفہ مرے نام کا جانتا ہو
 چاہت تھی غیر و کو بھی ہوگی سکر ایسی
 تقصیر نہ ہوگی کبھی بارِ دگر ایسی
 اکتا ہو کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

سکے رہتا ہو یا ر آنکھوں میں +
 محفل گل خان میں وہ حیار
 سہ منہ خاک پا عہدیت ہو
 کہیے جو قبون سے برائی تو کہے وہ
 بڑا ہو خون دل سے قدم تک جا بنا میرے
 اکتا ہو آجی بھی ہو گیا عاشقی غلط
 کیا کیا عذاب اٹھائے ہیں اندوہ عشق کے
 ہوں نزاکت دے کوئی کس ذکر
 کیون نہ میں قربان ہوں جب وہ کہے ناز سے
 مرے شوق پیمان کی تاثیر دیکھو
 نزاکت ہوں ہر ناتوان محبت
 نامنصفی اور اے بہت بیدار اگر ایسی
 حرمان ہو اگر چاہ کی تمذیر تو ظالم
 ہم بڑی دشمن کو چھپانا ہی تھا قاصد

فہیم خلیص گھوار علی نام شرف الدین مسرور گوید کہ از پدرش کسب سخن میکرد از کلام اوست	
جنت اگر ملے تو مجھے اب نہیں تلاش غیر دیکھے ساتھ اُس کو تو سارے تباہ ہیں	اے دلے کیا کروں کہ ہر وہ رنگ چور دور اک ہم ہی ہے فہیم اڑا نے کو خاک ہیں
فہیم خلیص مرزا راجہ کہ از ناٹھ بہادر نمبرہ راجہ رام ناٹھ بہادر تھئے بود متسین ہشتار اعزہ می آمدہ پیشکاری نظارت دربار سلطانی ایاغچہ متعلق یوسے بودہ دو سال است	
کہ اینجہان را بدود کردہ از تلخ اندکار اوست	
قتل ہاتھو لے ترے عاشق رنجور ہوا	درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا
نشاط خلیص مولوی الہی بخش از اہل علم و دانش است خانہ در قصبہ کا مذہبہ وارد کسب فنون علمی از خدمت مولانا عبد الغریب خطاب ثراہ نمودہ و امتیاز تمام یافتہ سیما فقیہہ بے عدل است اور است	
سجہ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہو جائے	آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے
نشاط خلیص ایسر لیکھ عرف بسنت سنگہ کا بیٹہ فرزند سندھو اس کہ متصدی دفتر خالصہ شریفہ بود خود را شاگرد انشاء احمد خان میکرد اور است	
کوئی ترے ہے ہمارا جیتم کا اور کوئی قامت کا پاؤن تک دسترس کہان ہو نشاط ہو اجازت تو ذرا لیجئے دم سایہ میں ترہ یون ہوں دیکھنے کو ہر وقت آفری یہ	ترے کو چہ میں ہو گرم آج ہنگامہ قیامت کا ہاتھ سے ہاتھ لگ نہیں سکتا تیرے دیوار کے آہو نیچے ہیں ہم سایہ میں وہ آئے یا نہ آئے یار دیکھا تو دیکھو
نصیر خلیص شاہ نصیر الدین سجادہ نشین علیہ السلام خلافت شاہ صدر تہان علیہ الرحمہ و الفقراں است از مدت شصت سال بر سر عشق ریختہ است با کثر معمورہ ہائے مشہور مثل لکھنؤ و حیدر آباد وغیرہم مکرر رفتہ و با شعرے مشہور دیار بر خوردہ و مطارحہ و مشاعرہ کردہ و با ستادے نام برآوردہ ہنگام قیام جہان آباد است یا پنج نزد ہم و بہت ہم راہ محل مشاعرہ منعقد میسازد زمین ہائے سنگ لاخ طرح میکند با فقیر تعارف و شناسائی دارد مرد نیک و صاحب صفات حسنہ است اور است	

مستعد تو دیکھوں لکھے یا قوتِ رقم خان ایسا
 نسر ہادیہ دشمن ہو نری جان کا لوہا
 چھڑی لے سروچمن مینو انفسیر ہوا
 جب اُس نے آپ کو کھینچا مین گوشتہ گیر ہوا
 روح تھی کس کی یہ میناے سے اب مین بند
 بھرا ہو فوج کا طوفان جباب کے گھر مین
 گھٹائیں چاند پہ سوار بھائی ان دیکھیں
 اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو
 جس مین پیکان بھی انور کھنا ہو کیا اُس تر کو
 کہ جس کو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہو
 گرچہ تھی قیس کے پاؤں مین سلاسل بھاری
 لیلی ایسا تو تنہا پر دہ عمل بھاری
 ترے کچھ کانٹے گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے
 آج اک بات مین تم رشک مسحا ٹھہرے
 بھیرنے کا مرے پھر آپ مزاد دیکھیں گے
 جب تلک بھیا ہا ہرگز نہ سر کی چاندنی
 تاہم نگہ کو کیر شستہ ہو چاک قنات سے

پشت لب پر ہو ترے یہ خطر بجان ایسا
 نکلے تھی دم نیشہ زنی سنگ سے آواز
 قیامت آپ کا قد اُس کی دلپذیر ہوا
 کمان و وتر منظر بٹھاتا مجھے اُس سے
 خود بخود طاق سے شیشہ جو گر لے ساتی
 قدم زکمرے چشم پر آپ کے گھر مین
 کہہو نہ اُس رخ روشن پہ بھائی ان دیکھیں
 سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو
 دیجئے دل مین کیون جگہ اُس آہ بے تاثیر کو
 یہ عالم اُس کے خط سبز نے دکھایا ہو
 شوق نظارہ تر اچھینچ کے لایا تھا اُسے
 دیکھ لیتے جو اٹھا کر تے کیا ٹوٹتے ہاتھ
 دل کا کیا مول بھلا زلف چلیسا ٹھہرے
 جنبش لب یہ قیامت ہو کہ جی آٹھتے ہم
 دل یہ کہتا ہو کہ مت یاد بہتان دلو او
 دیکھنے بٹھا جو وہ مرے اپنے گھر کی چاندنی
 ابرو پر آنکھ پار سے لڑتی ہو رات سے

نظیر مخلص شیخ ولی محمد البربادی خانہ درجوار و صنہ تاج گنج کہ بیرون شہر مذکور است
 دارد احوال خلق مثلها فی البلاد کہ در خصوص باغ شداد آمدہ است مہرہاں گشت ورنہ
 در شائے این گلستان ہمین معنی بر زبان آمدی گویند کہ نظیر در حلم و خلق و انکسار بے نظیر
 اور ذکر گارہ مست تعلیم صیان بسر میرد کم مدت است کہ ازین خاکدان بروصنہ رضوان رفت
 اشعار بسیار دارد کہ بر زبان سوغدین جاریست و نظربان ابیات در اعداد اشعار شاید شمرده
 اما برحایت ابیات منتخب قطع نظر کردہ شد است

سب کو سے بہن خواناب دل پلانا تھا ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کہیں گے فریاد داغ دے گا وہی عسکرم جانے جس کو ہر چشمہ بقائے ہرگز نہ آب لاؤ عشق پھر رنگ وہ لایا ہو کہ جی جانے ہو بین دست دگر بیان ہوں دم ہند پسینے کچھ نہ بکھا ہم نے جز بیداد ترے ہاتھ سے	فلک ہمیں پہ تجھے کیا یہ زہر کھانا تھا وہ بھی کجبت ترا چاہنے والا نکلا + موت آج ہوئی شباب اور یار آیا دیر کر حضرت خضر کین سے جا کر شراب لاؤ دل کا یہ رنگ بنا باہو کہ جی جانے ہو ہم نے لے لانا ہی تو لا جملہ کین سے لے لے بیداد گر فرما دیرے ہاتھ سے
نظیر غلص گھنٹ داسے ہندوے است شاگرد شاہ نصیر اور است ایازید ہو بہن عشق کے آزار سے کھین نظیر غلص شخصی است در بنارس خود را شاگرد سودا میگوید از کلام او است بایک نظریہ تجھے مہ تابان	نظیر غلص گھنٹ داسے ہندوے است شاگرد شاہ نصیر اور است ایازید ہو بہن عشق کے آزار سے کھین نظیر غلص شخصی است در بنارس خود را شاگرد سودا میگوید از کلام او است بایک نظریہ تجھے مہ تابان
نظام غلص نواب عہد الملک غازی الدین خان بہادر وزیریت جلیل القدر امیریت مالی شان مالش مستغنی از شرح و بیان مرزا رفیع سودا اور از شاگرد است قصیدہ کافیہ کہ بطریق تام درج ہے گفتہ مشہور و بر زبان خاص و عام مذکور است و ایشان را در اکثر اسناد سخنهای موزون است بر شمس الدین فقیر و والدہ اغستانی در خدمت ایشان ندیم بودہ این اشعار پاکیزہ نتیجہ طبع ایشان است	نظام غلص نواب عہد الملک غازی الدین خان بہادر وزیریت جلیل القدر امیریت مالی شان مالش مستغنی از شرح و بیان مرزا رفیع سودا اور از شاگرد است قصیدہ کافیہ کہ بطریق تام درج ہے گفتہ مشہور و بر زبان خاص و عام مذکور است و ایشان را در اکثر اسناد سخنهای موزون است بر شمس الدین فقیر و والدہ اغستانی در خدمت ایشان ندیم بودہ این اشعار پاکیزہ نتیجہ طبع ایشان است
اعجاز لب اس کا دم عیسائے نہیں کم معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے ورنہ	وہ تجھے سیمین بد بربضائے نہیں کم + مضمون کس یار کا غغغائے نہیں کم
نوازش غلص نوازش حسین خان المشہر ز اخانی نمیرہ نواب ناصر خان از قلم اندہ میر سوز است و صاحب دیوان دیوانش بنظر نیامدہ اور است	نوازش غلص نوازش حسین خان المشہر ز اخانی نمیرہ نواب ناصر خان از قلم اندہ میر سوز است و صاحب دیوان دیوانش بنظر نیامدہ اور است
نہ باتون باتونین بات نکلا ایسی شاید بل تے مے چشم خواب کے کہ حوالے یہ بل کرنا ہو تو لوگ مزہ کی آبداری پر	عزیز جب تک جی نوازش کسی کے نہیں نہ کیا یہ کجا ہے کہ اگر غوغائی ڈوپٹا تجھے بھی طعنے کتنا ہر اتنی سی کٹاری پر

مجھے رونانہ اپنے حال پر کس طرح سے آوے یہ سانس ہو پیکان ہو نشتر ہو کہ دل ہو اُس تند خو سے بوسے میں نے بعد سماجت	نوازش برق بھی نہ تھی ہو میری بقیہ ساری پر کاشا سا کھٹکتا ہو یہ کیا دیکھو بد میں + جب سوچا اس بلنگے تب تین چار ٹھہرے
نیا ز غلصہ مولوی نیاز احمد صوفی مشربی است وہ جو نقش پالی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی مجھے چین خواب عدم میں تھا تھا خار لہا بار کاج کجیا صبر و قرار و شکیب طاعت و تاب و توان ہجر کی جو نصیبتیں عرض کن اُس کے روبرو	صافی طینت در بر ملی سکونت دارد اور است سو کش نے دامن ناز کی اُسے بھی میں سے مٹا دیا یہ جگہ کے نور ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا اور تو سب چل بسے رہ گئی اک جان تو ناز و اداسے مسکرا کھنے لگا جو ہو سو ہو
نیا ز غلصہ میر محمد نام اکبر آبادی تعلیم اطفال شیوہ اور است گمان ہو دسترس اپنی جو ہو پچھے تیرے دامن تک	نہ ہو پچھے ناتوانی سے یہ ہاتھ لینے گریبان تک
عرف الواد	
وصف تخلص حسن بخش خان اعظم الدولہ نورانی عم و شاکر دتویش نوشتہ اور است ہوتا ہو دل میں چساک گریبان کیجیے اصل تخلص محمد واصل برخل حجاب مشکوے سلطنت است از ورت	اصل کے آج چلنے کا سامان کیجیے
سرگرم تاز کیوں نہ وہ رشاک آفتاب وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین خان بہادر کین برادر حسام الدولہ نواب حسام الدین خان بہادر است کہ شریل کار پردازان شاہی بودہ سقر را بر فاخر کین گزرائید و در فارسی برین تخلص سیکرد	عالم میں اُس کے حسن کا بازار گرم ہو
این بیت از افکار است	
تسکین نہ در دہل کو کونج ہو نر کل ہو وحشت تخلص از شاکر دان جعفر علی حسرت است دیگر جالش معلوم شدہ اور است آہ آگے تو نکلتی تھی جسکے سے باہر	بے بار جھکی ہو دو ہی ملے تو کل ہو
وحشت تخلص میر ابو الحسن از اہالی بلدہ مینو سواد جہان آباد است اور است مین نے نرنع نرنع مین کی تھی مجھے خبر	اب جگر سکے ہو خود دیدہ تر سے باہر

واقعہ غلط درویش بود در فیض آباد فی الواقع اشعار و کچھ دار و اور است	
سرو ہی بازار خوبان گرم بازار می نهین	کتنے یوسف دیکھتا ہوں پھر یداری نہیں
خوب رو ہو کے باوفا ہو دے	میں نہ مانوں اگر خدا ہو دے
عشق میں کیا فیض و ہنر چاہیے	آہ میں تھوڑا سا اثر چاہیے
صبح و وصل یار کی ٹھہری ++	ہاے پھر انتظار کی ٹھہری
والہ غلط ازہند وان فیض آباد است بدہلی ہم آمدہ اور است	
اعجاز لب اس کا دم عیسا سے نہیں کم	وہ پنجہ حسین ید بیضا سے نہیں کم
معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے والہ	مضمون کمر یار کا عفتا سے نہیں کم
والہ غلط زحمت خان نزادش از شیر است دوے درین معمورہ کے دودھ لکھنؤ بدر و علی	
اخبار انگریزی امتیاز داشت آبائش با واقع و وقار بودہ اند بفارسی ہم فکر میکرد و آنجا	
نائب غلط دار و اور است	
گئے جو بندون میں اپنے تو ایکبار مجھے	تو خلق میں ہو خدائی کا است بار مجھے
ہر عیان جلوہ ترا انسان کی تصویر سے	صورت معنی جو ظاہر لفظ کی تحریر سے
و حشمت غلام علی خان خلف الصدق میر فرحت اللہ خان داماد مولانا محمد	
رشید الدین خان غفر اللہ لہما از دودمان کریم است و اذا کا بزادگان فخر مولدش	
مراد آباد و در بنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ بالفعل بمنصب ممتاز انگریزی	
در بلند شہر بسری بردماہ منیر اوج سخن سنجی و سخندانہ است و مہر انور فلک مضامین	
و معانی گہماے فکرش دہ بزم فکر خان را شاید و جواہر نظمش آدیزہ گوش یا قدرت لہما از	
باید رہے صولت کلامش کہ از زبان حمود بیخاست بجائے طعنہ نعرہ احسنیت	
خیزد و خبی ذوق گفتارش کہ در زہر خند شراب از دہان اعدا یزد عرصہ نظم پامال کردہ	
ترکتا در خشن است انصاف نیست کہ کوئے فن شعر و بخش اوست و قطع نظر	
ازین با وجود حدیث سن و غفوان شباب در اکثر کمالات جاہی بلند و مکانتی راجعہ و اور	
و ہم بمقتضای سن از رموز عشق ماہر و آہ مستغنی از سیایش ظاہر و دست سدا پا و قاق	

است و مخلص دور از نفاق سالماست کہ سن و او ز رحمت با ختہ ایم و در شجرت دوستش
آوازہ بگاہنگی و یکدیگر انداختہ از گرامی شاگردان توسن خان است و این اشعار از کلام
آن مکتہ دان

کھل گیا اُس پر کہ یہ خط ہو اُسی د لکیر کا
استحسان پر ہو دماغ اس آہ نے تاثیر کا
ہاتھ آ یا اپنے یہ نسخہ نیا اکسیر کا
روز عشر سب بے تن تن بے سر میرا
آپ کا بند یہ کیوں روزن دیوار ہوا
استقرار اب مری صورت سے وہ بیزار ہوا
رخ ترا آنہ ہو پر کبھی حیران نہ ہوا
ذکر سن سن کے رقیبوں کی سے آشنائی کا
طوق آہن جسے بچھتے گریبان نکلا
کیا کد رکھیں وہ آئینہ خسار ہوا
مر گیا وحشت جان باز تری جان سے دور
نوجوان یار ہو وہ کچھ فلک بہرین
رنگ رخ میں مرے اس واسطے تعمیر نہیں
ایسے مجرم کی مقرر کوئی تقدیر نہیں
ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہیں
کچھ اند فون میں پہلے سے لطف و کرم نہیں
اُن کو تو کچھ بھی رشک جفا و ستم نہیں
اُن کو جو میرے رنے کا ہجران میں غم نہیں
یون کر ہواں ہو کہ سایہ سے گریزان ہو نہیں
گردش چشم ہوئی گردش دوران جگمگو

وقت مضمون سے لکھا مری تقدیر کا
بسکہ رنج افزائے طبع نارک جانان نہیں
اُس نے دکھلایا جو خط غیر منہ فتن ہو گیا
تھی ز بس مرضی قاتل تو جدا زندہ ہوا
غیر سے گزینے بے پردہ ہوئے ہو تو پھر
ہو منا ہی کہ نہ بھیننے کوئی عینون کی شبیہ
دل ترا سنگ ہو پر نگ نہ بھنگی گاسے
آئین حرمت صہبا کی سنا تا ہوں اُسے
منفصل ضعف جو لے ہوئے ایسے کہ نہ پوچھ
سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت
سیرے مرنے کی خبر غیر کو یوں دیتے ہیں
ایدل آسان نہیں جو رائٹا نے اُس کے
اڑ چکا ہو جو یہ شدت سے قلق کی بالکل
جگو کثرت نے گناہوں کی بجا یا کہ وہاں
جو بجاتا ہو کہیں کو چہ جانان کے سوا
دل میں عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپ کی
سن سن کے مجھے شکوہ لطف عدو کہا
ناصح بھی تو عین محبت کی بات ہو
جوش و وحشت سے یہ حالت ہو کہ سایہ مجھے
پھرے وحشت مرنے پھرے جو دیکھا اُسے

میں تو میں سچ تو یہ ہر دشمن نہ بدلے لے فلک
 میں تو انسان ہوں یہ بتانی دل ہر وہ بلا
 گرم عخانہ ہوا ستا آہ آتش با سے
 پردہ جانان کہاں غلو نصیب بولوس
 بڑا لہوس کو بھی ہوا شوق شہادت اندون
 نے تکلف آئے وہ ہر تماشا وقت نزع
 ناز و شوخی دیکھنا کرتا ہر صرف بزم سود
 باز کی سے کب طاقت ناواقفی دیکھنا
 دیکھوں کیا سوئے بہشت آنکھیں مری
 کیوں نہ باطل تجھوں اندر وفا
 خط کے آنے سے لگی شرم سخن
 نالہ میرا رود و شب سن سن کے عادت ہو گئی
 بزم میں ہر دم گرین کیونکر نہ ہم اغیار پر
 سو گنہ گار اسی کے خفاست ہو دست گد
 گذر اس اعتماد محبت سے میں خدا
 کہیں مورد جفا سے پاس کے ہم ہوں نہ بعد اس
 تیر پہ تیر ناز کا دل پہ مرے گذار تھا
 اس اوج تک تو یہل رشک اپنا جا پھرا
 سانس بھی سینہ میں اب کھٹکے ہو میرے پھاس سی
 اس پاسے خانی پر رکھتا ہوں جو میں سر کو
 تھکا ہر منہ لون کا یا پیام یاس لاتا ہر
 حاجت تیر و کمان ہر سخت جانف کے لیے
 ہو گرفتاری سے میری سارے عالم کی نجات

مل گیا اس کا ڈوبتہ چادر منتاب سے
 چیر گئی شب خواب اڑ جاتا ہر فرش غول سے
 بھاگتی ہر دھوپ میرے سایہ دیوار سے
 حیرت آتی ہر ہجوم حسرت دیدار سے
 اڑ گئی ہر آب کیا ظالم تری تلوار سے
 کام آسان ہو گیا مان مردن دشوار سے
 وہ شکر لے کے میرا تیرا ہوا غبار سے
 جان آتی ہر نگاہ زکس ہمار سے
 اٹ رہی ہیں خاک کو بے یار سے
 سحر شے ہر تری گفتار سے
 اُس طرح طوطی ہوا زنگار سے +
 اہل عالم اب نہیں مرنے کے بانگ صورت سے
 ہر سیہ مستی نگاہ زکس مخمور سے
 گالی میں اُن لبوں سے جو آیا مرا تجھے
 تجھے چھپا لین کا ش وہ الفت رقیب کی
 مرے مرجانے کا اغیار کو اس واسطے غم ہی
 رختہ زخم ہر خدنگ ویدہ انتظار تھا
 جس میں کہ ابر چون کف دریا بسا پھرا
 کیا ہی زور دن پر چڑھی ہوتا توانی اندون
 کس ناز سے وہ ہنس کر کہتا ہو کہ پس سر کو
 آلی خیر کچھ نامہ بر کچھ مست آتا ہر
 قتل کو میرے ذرا بر دہ بل درکار ہر
 شور و نالہ سے مرے ہر شخص شب بیدار ہی

اٹھانے کو کسی نے پھر نہ میری آستین کڑی	برنگ نقش با اُس در جب بن زمین بڑی
وحدتِ خلص جمعیتِ رسلے از کاتقانِ میرِ تھ است اور است	
ہر دم جو عسکریب کو اب غم نالگی	فصل بہار آتی ہے اس کو ہوا لگی
وزیرِ خاص خواجہ وزیر از اہالی بلدہ لکھنؤ و از تلامذہ متعین شیخِ نسخ است عزیز	این ابیات بنا مش خواندہ بود
ہوشم نمیب از عجب خواب نازم	نفس تو سو رہا ہو در فتنہ بالہ ہو
ایک عالم نے جبہ سائی کی	اے تو تم نے بھی سدائی کی
وزیرِ خلص وزیر علی خان است کہ نواب صفت الدولہ مغفور ویرا بفرزند دی بردارستہ	
داستانِ جانشین شدنش بعد وفاتِ مرحوم مذکور بخلاف اہلِ فرنگ و عزل کردن	
ایشان اور اذان منصب و طرف شدن وے با ایشان و ادناسازی بخت طالع	
بدست ایشان افتاد و مشہورست اذان اعراض رفت ہنگام اسیر شدن این مطلع	
راگفتہ بودند اٹھ گئے غفل سے ساسے یار اور ہل چل پڑی + ملے غفل انداز گردون	
ابو تجلو کل پڑی + این بیت اور است	
بعد بخش کے ملنے سے کچھ حاصل نہیں	اگر تھیں الفت نہیں اپنا بھی اب وہ دل نہیں
وحدتِ خلص متعین خان افغان از تلامذہ قدرت اللہ شوق از اہل رہابورستہ اور است	
ولے مدت یک گاہ کی ہو بین دو بین چار	وقت گفتنِ جبے بان پر اسے لگنت آگئی
وصالِ خلص نصر اللہ خان فرزندِ حلیم شہداء اللہ خان فراق از ماہران فن طب است	
مدیتِ صلاحیت شمار کردیدہ اطوار کسبِ سخن انہد کردہ اور است	
آنہ گھوڑے کو سب سے زالا مٹھلا	منہ تو دیکھون یہ بڑا چاہنے والا مٹھلا
والا خلص مظہر علیخان فرزندِ سلیمان علیخان و داد کو کہ از شہرے مشہور پارسہ است نسبت	
تلمذ ہے میر نظام الدین نمون کردہ اور است	
یوسف کا جو نقشہ در و دیوار پہ کھینچا	کیون تو نے زینخانہ دل زار پہ کھینچا
ولی در زمان عالم گیر بادشاہ بودہ اختلاف است در نیکہ اول کسیکہ برینتہ سخن کردہ	

اوست یا پیشتر ہم فکر دین زبان شائع بوده و تحقیق تقدیم ثانی بر اول است تو فقی
 آنست که تا نانش دیگر بر تبه او زبیده و موجود گفتش را علت همین باشد اگر چه بزبانیکه او دارد
 زبانیکه دین زبان ای فرق خورشید و ماه و شب و روز است گویا میتوان گفت که این هر دو یک زبان
 نیست اما بجهت حال حق استادی و سه بر جمع اهل نظر ریخته ثابت باشد و عدول بعد از عدل
 و پویش ملاحظه شد قطع نظر از عادات بعضی مضمون مناسب می یابد این اشعار از ان
 التقاط یافت

طاعت نهین کسی کو که اک حرف سن سکے	احوال گر کمون مین دل سبقت ار کاہ
آئے و کی ہمارے طریقی تہ نازے	اُس شوخ کو خیال اگر ہو شکار کاہ
سند گل منزل شبنم ہوئی	دیکھیں رتبہ دیدہ بیدار کاہ
جنون عشق ہوا اس قدر مین کو محیط	کہ پار سا کو ہوئی موج بوریا زنجیر
دور مکی سے ترے اسے سرور عطا	کبھی راضی کبھی بیزار ہین ہسم
خطہ کے آنے نے خبردار کیا گلر و کوہ	نشتہ ہوش ہوا س بادہ ریجانی مین
اک دل نہیں آرزو سے حسالی	ہر جا یہ محال اگر حسلا ہو
مرا دل مجھے کر کے جو منائی	سند خاطر خوبان ہوا ہو
ترک کر کے رقبہ سرعونی	آہ میری عصاے موسیٰ ہوی

ولی تخلص مرزا ولی محمد اصلش از دلی است در مرشد آباد سکونت داشته اور است	کبھی جو زلف آٹھا دے تو منہ نظر کے
کبھی جو زلف آٹھا دے تو منہ نظر کے	لے برگو گل کو ہاتھ مین پسکھا صبا کرے

حرف الہا

ہاومی تخلص میر جواد علیخان ازرقاے عماد الملک مغفور بودہ آخر ظلام منروی و در ۱۳۱۵	تو نے پچا نہ بار اُس کو تغیر حال سے
گورار سیدہ دیوانی از دیادگار است این اشعار از ان انتخاب یافت	کچھ کج شکستہ ہو بہت ناک رخ گل
در نہ کوچ مین ترے ہادی مکر ہو گیا	صیا دے کس بلبیل شید اکو ستایا

ہے حشر یقین ہم کو صنم جب سے خدائے
 کیا ہو کس کی نگھے یاد آلف نے بمبار
 بچن میں ہادی نازک مزاج جب آیا
 دے زندگی اپنے سے نہ خاطر کو تعلق
 کیا مضائقہ اس میں ہم بھی گر ہوے رسوا
 نہ جسے ہادی کا شکوہ ہو کچھ نہ سودا کا
 محل لیلیٰ دل مجنون ہی تھا پھر کیوں غم
 دل ہوا آگے نہ ہادی سن کے حال نکان
 اندیشہ کچھ نگر مری فریاد و آہ کا
 مرے اعمال بد کی شامت سے
 ہادی مجھ پر شمع بجھی اور جلی پرآہ
 حالت خستگی و ضعف ہوتا اُسے عیان
 اٹھتا ہو جائے نالہ مرے دلے اب اغیار
 صدے ترے ہو کے مر گئے ہم
 خندان خندان جدھر پھر اوہ
 ہم تو مدت سے مر گئے ہادی
 کسی پہنوں کی ہرگز پس مرگ یہ عقوبت
 یان تو نالے نے جگر آب کیا ہو ہادی
 جی میں حسرت زہے زخم کی تیرے قربان

آشوب قیامت تری قامت سے دکھایا
 کہ تیج و تاب میں ہو تار تار بس تر کا
 لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا
 دلدادہ پشیمان ہو یا سفری کا
 شوق تھا بڑا تم کو اپنے خود غمانی کا
 بلا کشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا
 درپے ناقہ ہوا سرشت کیا دیوانہ تھا
 بلکہ بہر خواب غفلت یہ بھی ایک افسانہ تھا
 فریاد رس ہو کون ترے داد خواہ کا
 رو سیہ مفت ہو گیا کاغذ
 آیا نہ میری خاک پہ وہ کاتب مہنور
 خط کے عمارت ہمیں بھیجا تصویر ہر مشرط
 اس خاکدان میں آہ مگر رہوں بان ملک
 کرنا بھی لھتا جو کر گئے ہم
 گریان گریان اُدھر گئے ہم
 یار کو اب ملک غم ہی نہیں
 کہ جو زندگی میں ہم رہے ہیں عذاب چھین
 پر خدا جانے کہ اُس دل میں اثر ہو کہ نہیں
 قتل کے بعد بھی پھر تجھ کو تو وار کئی

ہاشمی خالص میر محمد ہاشم باشندہ لکھنؤ از شاگردان سودا ست اور دست

ادھر سے پر جواب صاف پہو بجایا
 ہاشم از زمین تو کسی کا کل گئے بوہو چٹا

مرا سوار اُس تک نامہ پر آرزو ہو چٹا
 دماغ آشفہ ہوتا ہر صبا لکھت سے سنبھل کی

ہاشمی خالص حاشیہ معلوم شد مگر اینقدر کہ وطن اصلی نے معورہ جہان آباد ست از دست

نشتے میکشونکے کیا فلک سر پر اٹھایا ہی	کہ مست ابرسیہ ہو کر جن میں جھوم آیا ہی
مجھے تھا دھیان زلفونکا جو وہ خورشید وایا	خدا نے غم کی راتوں میں خوشی کا دن لکھایا ہی
ہدایت مخلص ہدایت خان عم شاد اللہ خان مرحوم کہ بغرائی تخلص بود از مریدان شاگردان	منصور خواجہ دردست طبعش بغنون نظم قادر و از نکات دغوا مض آن فی الجملہ ماہر در ۱۵۰۰
از پنجان فانی بعشر نکتہ داد فی نقل کرد این اشعار از دیوانش ثبت شد	
نہ رحم اُسے ہر جی میں نہ دل میں اپنے صبر	ہم ساری گزرتے گی کیونکر الکی کیا ہوگا
دیکھ اُس کے چشم مست کو دل تو بہک گیا	بس میر بجان دو ہی بیانون میں چھک گیا
نا تو فانی کا بھی احسان ہر مری گردن پر	کہ ترے پاؤں سے سر عجب اٹھانے نہ دیا
چاہا میں درد دل کہوں پر اُسکے روبرو	جیوں زخیم یکدگر لب اظہار مل گیا
جس دم زبان پہ یار ترانہ ام آگیا	کچھ دل کو چین آجان کو آرام آگیا
کشتی ہی نہیں یہ جہر کی شب	یار لب آج سو گئی صبح
سینے کے تیرے لپکتے ہی اے میر بجان بند	آئینہ ساز کر گئے اپنی دوکان بند
میں چھوڑتا ہوں کوئی اُسکو مثل حلقہ در	یہ سر لگا ہر مرا اُس کے آستانے سے
ہنستے ہیں آپ اپنے رونے پہ ہم بدایت	گر یہ میں اب ہمارے تاثیر ہو تو یہ ہر
شب بھران میں ترے صبح کے ہوتے ہوئے	استخوان شمع صفت بہ کئے روتے ہوئے
کرنا نہیں ہر جانے کو دل کو بے بار سے	گو اس میں جی رہے رہے ہتویاں رہے
صبا کو جسے اُسکے مت اڑنا خاک کو مٹھا	مبادا گرد اُس کے چہرہ کلفام پر بیٹھے
ہر چند مخلص ہر چند کٹور نہ را جہ کل کشور باد فروش از اشعار دوست	
پردہ قلمات دل پر سے وہیں سب اٹھ گئے	شیعہ روئے جس پر پراخ بزم کو گل کر دیا
ہر دم مخلص عبد اللہ خان از سکناے دیور لور لب تعینان از ریسان لکیم است و دست	
نو کر مار ہوں کچھ رسم مجھے یاد نہیں	اس لیے لب پہ سے نالہ و فریاد نہیں
کس کو حال دل غم میں سناؤں اپنا	قیس صحران میں نہیں کوہ میں فریاد نہیں
ہجرہ مخلص شاہ ہجرہ از رویشان دہلی است اعظم آباد رفتہ اور است	

ہاے کس کس کے تئیں ہنکے ہم یاد کریں	غم مجھوں کریں یا نام فرہاد کریں
ہممت تخلص اخوند بہت از آدمی زادگان را میور است اور است	
عجب گردش میں اپنی اندون اوقات گشتی ہو	غنیبت ہر کوئی ساعت جوئے ساتھ گشتی ہر
ہوش تخلص غلام رضی از اہالی این بلدہ فرخ است اور است	
جہان کرتن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن	جہان مستطور نہیں تیری جدائی جھکو
باغ ہستی کی وہیں سوچہ کئی کیفیت	سے گل رنگ جو سانی نے بلائی جھکو
دابہ کا دل نہ خاطر میخوار تو رہیے	سوار تو یہ کیجیے سوار تو رہیے
ہوش تخلص میر تقی الدین از شاگردان میر سودا است اور است	
یار ہنستا ہر چشم تر کو دیکھ	گریہ تلک اپنے توار تر کو دیکھ
ہوش تخلص مرزا محمد تقی خان از کلانیان لکھنؤ است منظر مکارم پسندیدہ و مصدر	
اوصاف حمیدہ ہوس شہر بیار دارد گفتارش در نظر مصحفی در آورده این ابیات از دست	
نزع میں ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا	آئی پہچی تو کہا اُس نے ہمیں یاد کیا
جانا ہوس کی بزم میں مسکورا نہیں	بدنام ہو تو دوستی گل سے لے صبا
مجھے کیا گلے زلمے کی خبر سچ تو یہ ہو	کہ ترے عہد میں تجھ سا کوئی پیدا ہوا
عشر میں ساتھ لے گیا کیون نشان یار	سنے سے میں نکال کے پیکان چل ہوا
ہوئی مجھ کو درد عشق نے غم میں بھی اک خوشی	لہنے پہ میرے دیر تلک وہ ہنس کیا
انکار سے کیا تھارے صاحب	بندہ تو غلام ہو چکا اب +
ہوس جب ذکر آ جانا ہو اُس کا	زبان ہوتی نہیں دود و بے بند
رنجش کا انھوں نے بھی کیا وقت نکالا ہو	مجھ سے وہ بگڑتے ہیں جب خوب سنوتے ہیں
یہی ہو سوچ مجھے چین کیونکر آئے گئے	جو یا د تیری ادائیں مزار میں آئیں
غش آجائے دیکھ کے مضاد کو کہیں	پر دیے اپنا ہاتھ نہ باہر نکال تو +
میں درد دل کہوں تجھے تو کھل کھلا کے سنے	نہ میری سادہ دلی فرتال کہیں جاے
تو پانہ ترا صید ترے ترے کو کھا کر	اس دے کہ پہلو سے نہ پیکان نکال جاے

بھنوں سے تھوس ہو دیکھتے ہم جل کے مقابل	تھوڑی سی توانائی بھی ہم کو اگر آئی
حرف الیا	
یادِ تخلص میر غلام حسین از افادہ مولانا عبد العزیز است رحمۃ اللہ علیہ کرب باطنِ زہد مولانا محمد کالدین طالب فراہ نمودہ وطن نظم اذ تھا اللہ خان قرآن گرفتہ اور است	
ہو کون چو ہوا بر دے خمدار کے آگے	اگرستم بھی نہ گھبرا تری تلوار کے آگے
یاسِ خلص خیر الدین ساکن دہلی طبع شگفتہ وارم اکنون بفکر شعر گئی پر دازد خوشہ چرخین فیض خدمتِ مومن خان است درین ہنگام طبعش بکرب طلب مصروف است گویا ہین سبب ترک سخن بوزہ اور است	
جب تلک مٹ نہیں لبتا نہیں اصلا ہلتا اب تلک ہو آنکھ میں شب کا سماں چھایا ہوا ہنشین بات وہ کہ چکا ہو کچھ بھی سراپاؤں دل میں سمجھ کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چلتے ہو ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا جاتے ہو سمجھو تو یہ سونے کو تم خاک کیا چاہتے ہو کیا قیامت ہو نہ جینے دو نہ مرجانے دو اور ترانا ز سے کہنا ہے ست آنے دو سے کیا کوئی بوسے لب شیرین کے تھامے کہ ہی ٹھنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہو دیکھ قاتل کا مرے وہ بیان بنا جاتا ہو و ان کھے طیل ہو بیان کام ہوا جانا ہو کہ برہمن ہین پرستار کہن پنجر کے و ب گیا ہاتھ سے سیکڑوں من پنجر کے ہججانی نے کیا اور بھی بیستاب کھے	ہون وہ ثابت رہ الفت میں کہ چون نقش قدم اس طرف کو دیکھتا بھی ہو تو سڑ پایا ہوا زانوے یاس کمان اور سرد لدا کمان رہلہ غیروں سے جو ہا مجھے وفا چاہتے ہو عشوہ و نماز و ادا طعن سے کہتے ہیں مجھے عاشق زہد خ اپنے کے جلانے سے حصول شریت و صل نہ پیئے دو نہ سم کھانے دو ہو ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا لب بند ہون لذت سے جو نام آئے زبا پر وصل جانشوز سے پر دانے کو کیا ہوتا ہو دم تو لے تیغ تلے لے پیش دل تم جا گردن غیرتہ خیمہ کو ہنسی سے رکھ نہ بوجھیں گے چارہ نو بندگی سنگدلان تھکو تسبیح عقیق اپنی ہبادی اس نے کاش میں بردیکا شکوہ ہی مگرتا ان سے

یقین غلام اللہ خان خلف ظہر الدین خان اہلسل از سہرند است و مولد و منشاے
دی جهان آباد بامر از مظہر لغایت مربوط بودہ و فرزند ہم دیشتمہ جو نیست نیکو روے
و خوش خوی بہت و نجس لہ بود کہ پدرش اورا کشت و وجہ قتل ظاہر نشد در فن نظم مکتبہ
مطلوب با دوست کلاش سیرنگ است حلاوت دلخواہ دارد دیوانش بہ نظر سید و این ابیات
اذان انتخاب و درین اوراق درج گردید

آگئی محی راس عبون کو بیابان کی ہوا
ملے ہی تیسرے مجھے یہ دل آشنا نہ تھا
بندہ جو تو بتوں کا ہوا کیا حسد نہ تھا
رکھ مری آنکھوں پہ دیتے ہو کف پابہ طرح
یقین کرتا ہوں کوئی اس قدر دیوانہ نہیں کہ
آج اس طرح کا دیکھا ہو پر یزاد کہ بس
اس درد کی خدا کے بھی گھر میں دوا نہیں
پروردگار کو دین انفسر ہاد کا سرچرہ بن
کچھ عاشقی نہیں ہو زور آزمانیان میں
جو جو دے کا فر اے کس طرح مذبذب ہو
جی نکلتا ہو مراد دور سے جھلا دو کو دیکھ
قیامت دور ہو کس دن ملے گی داد کیا جانے
کب کوئی گل کے دوانے کو خبر کرتا ہو
نزد آرا نہیں یہ فضل پھر بھلا بھی ہو
ہم آخر ہوں گے دام ظہر اس چاک گر پہلے
لیجے نے کیا یہ کچھ بیگانوں کو کب اس کی
ندری فرصت دہانے نے ہمیں دھومیں چاٹنی
ان سوتلی ضد سے ہوجاؤں مسلمان تو سہی

ہر گھڑی صحرائیں پر نگر جرات یقین
اتنا کوئی جہان میں بھو بیو فانی نہ تھا
جو کچھ کہیں یہ نکلے یقین ہی سزا تری
خارے خرگانے جی ڈرتا ہو میرا نئے طرح
ہمارا آخر ہوئی ہو اب تو سینے دے گریبان کو
تو نہ تھا حیف یقین ورنہ دوانہ ہوتا +
کعبہ بھی ہم گئے نہ گیا پر بتوں کا عشق
اس عشق کے کشور میں آتا ہو حق و باطل
خسرو کے منہ پہ چڑھنا اور بیستوں سے بھڑنا
یقین بتوں کا ہوا جب سے بندہ تب سے ہوئے
ان کہ نہ کار و غنیمت ہوں میں کہ مرنے مارے
گلا تو پھٹ گیا ہو نالہ ہنس یاد سے میرا
بار کی بات ہمیں کون سنا تا ہو یقین
اگرچہ عشق میں آفت ہو اور بلا بھی ہے
مے فرصت کہان ہاتھوں سے کچھ کام اور بھی نکلا
بول چھوڑ گیا ہم کو دلیر سے تو فغ کیا
کیا قیدی شریعت میں ہو پرواز اول میں +
اپنے بندو نکو جلا کر داغ رکھتے ہیں یقین

<p>جو دم پاک سجاد شمشیر مجھے کرتے تو کی پر اس نہ آئی وفاق مجھے</p>	<p>جس کو منظور ہو مرنا ہے جینا ہو عذاب جو رو جفا بین بار بہت ہو گسار دیر</p>
<p>لیکھ رنگ غلط مصطفیٰ خان از مردم این شهر در صفت یکرنگی بچون یگانہ و از رویو درنگ یگانہ بود آری این اسم مبارک را بہر گشت علازمت سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمین تاثیر است کہ صاحب آن از اتفاق چون ذل مومن دور می باشد و تاثیر اسناد نفوس اسلم است کما تقریر فی عمدہ و ہمین تقریب این غلط اختیار کردہ بود اور است</p>	<p>کیون ہوسے جو تم کو دشمن ہلے اس قدر رو شٹا ہوں اس سبب ہر بار بین نگہبان چاہیے نہ ہوش گے پاس کیا جانیے وصال ترا ہوئے کس نصیب جدائی سے تے اے صندلی رنگ</p>
<p>دوست کا ہونا ہو دشمن کوئی یہاں سے ناگے تیرے لگون لے یار میں + تری آنکھوں سے کیونکر دل جسد اہو ہم تو تے سراق میں لے یار مرچا مجھے یہ زندگانی در دسہر</p>	<p>یوسف غلط میر یوسف علی از شاگردان حکیم عزت اللہ خان عشق است اور است نہیں جو غیر کے قصہ کی مجھ ہم کو خبر یوسف</p>
<p>خاتمہ المنت بعد کہ این ذبیاع و سجال شاہد فکر سزاے در آغوش افتر دن آمد ہوس را منزلت عشق ارزانی شد تا عشق را چہ پایہ افزودہ باشد چشم باخیرگی از نظارہ اشش سیر نیست دول باہم عین الکمال از نگاہ زیر منہ گان معذور نکاد العیون نا کلہا والقلوب نشر بہا و بآین ہمہ جامع این کار نامہ را سری بارایش زلف پریشان فکر نبودہ چہ نمی بینی کہ آئین این نگار خود آرا از سادگی بستہ ام و از نے تکلف طرا ذہیب و دامان کردہ و نہ بین ازان بود کہ نغمہ گر ساز و برگ نو انداختہ لے اگر خواستے نہرہ پرخ آمدی و عطار و صغیر بے ہشانہ زدی اما پیش نہاد نظر دور بین آن بود کہ ایں رنگ در تذکرہ فارسی ریختہ شود تا ہر یکے برنگ در جلوہ گر باشند و ہم</p>	<p>زبان پر رات دن اس یار کا سامنا کھتے ہیں</p>

سخن از بلاغت نگر و دیر فرمان وقت بقصر سلامت بود اطباب و وقت را جمال کو
 و معہذا خری والیق بہ ان یکتہ ہذہ السطور علی وجات الحور لفظہ مثل النسیم المعطلا
 علی الریاحین والا زہار و معنای فی الذاذ السمع کصوت الاغانی والا و تاروا الحمد لمدجل
 و علی والصلوۃ علی سید الانبیاء کہ بدر الدجی و اصحابہ نجوم المہدی والسلام علی
 من لیس اصحاب البیع والہوی

قطعہ تارخ لمؤلفہ

سرے جون گلشن بشار نیست
 عمر تارخ آتماش سرور
 تازہ و حرم بعالم گلشن
 عند لب فکر حرم گلشن

تاریخ من عجایب افکار ایدار مومن خان

اس تذکرہ کا جو ترجمہ بھی بھایا
 مضمون کا نجوم دیکھ کر فرمایا
 مومن کو خیال سال تلخ آیا
 کیا گلشن بشار پہ ہادل چھایا

ایضاً

کیا تذکرہ شیفہ نے لکھا
 یون نکتہ شناس ہن پر ایسا
 انکار لبند سے بنایا
 ہر فقرہ شجر جان مضمون
 کیا بات ہو منتخب کی تیرے
 ہر لفظ انتخاب تیرا
 تیرے جو سخن سے ہر سرفراز
 معنی ہر سطر از الفاظ
 اے تازہ بشار بلغ مضمون
 ہر تذکرہ یا رباض فردوس
 مومن نے جب اسمین دہر تک کی
 ہر شیفہ جس کی جان معنی
 کوئی نہیں قدردان معنی
 نہ چرخ پہ آسمان معنی
 ہر شہر روان ردان معنی
 اے منتخب جہان معنی
 حنا ل رُخ و لبس ان معنی
 الفاظ کا پایہ شان معنی
 الفاظ ہن مدح خوان معنی
 اے گلشن بے خزان معنی
 فردوس ہر یا جہان معنی
 سرگل و ضمیر ان معنی

آیا هر خیال سال اتمام غنچه کی طرح سرفروختها جب نغمه سرانه بود کاده بالف نے کہا ہر اسکی تاریخ	نقاوہ بھی تو باغبان معنی یکپند وہ ہم زبان معنی وستان زن داستان معنی مکملہ کلمہ گلستان معنی
---	---

ایضا

متنبہاے شیفہ دیدم موسن از دوسے نکست و انہا ہر کہ بشر و حوت اعدادوش	خالہ نکستہ دین طرب یافت سال تاریخ متنبہا یافت نیمہ دانش و ادب یافت
--	--

قطرہ تاریخ از افکار سخن غلام ضامن کریم مخلص	
---	--

لواب ذوالقدر کہ از نعمت قدرش نوشت چو اندک یک تذکرہ کر رشک ہر نکتہ سرایتہ او غنچہ معنی است پوسیدم و کشودم و دیدم بسراپا انگشت کہ ز در لب معنی بچین سحر تا هست گہ بارگ خامد شش در اوج شکستہ شش پرچہ کشاید در مدح صفائے شش آنہ کردار در فیض معانیش مگر میح طراز است تا شمشب اندیشہ ادبیزدان است سر کہ چنین نغمہ خوش دوزمہ سال ہر مصرعہ او سر دل ب چہ کہ بیان	با این نغمہ تعظیم فلک خال مثال است مانی رمان را الف سینہ بغال است ہر خط خط نسخ است کہ بر ملک نال است از معنی رنگین چمن خلد مثال است دستش بہر صفی جو برگوش دوال است در دیدہ گہ را ہجران رخ سفال است شہما ز فلک سیر قلم رنجہ بال است حیرت ہنر دیدہ ار باب کمال است چون ابر گہ بار قلم دارگ نال است ہر آب نہامت شناسا و شمال است عقل کہ برایم خضر راہ کمال است اہل نقاد و ذنب دہ ہر حلال است
--	--

ایضا

آنکے معنی را بزم کہا ہے	تذکرہ بوخت رنگین چون چمن
-------------------------	--------------------------

صحیح موزون اوس و مراد معنی او یو سبب محال جدولش نهریت از آب حیات جدا فیض صفائی نقطه اش موج کو تر خطش از جان پروری لباس شورش ز عثوه دلربا حسن نظمش میکشد دلباه خلق سر طایر صیدا گرد و بچرخ بلبلان از دل بدو انش فدا در شنایش تا کرم دربانده است	نقطه مشکین او مشک خن لفظ او در چشم اعظم پیرهن مرده را جان میدهر فش به تن در صدف را از شالیخ در دین صفه اش از تاب شمع انجمن ترک نثار از غنیزه راهزن شام غربت بستر از صبح وطن گرگشاید دام از زلف سخن جسز و گیرش را تماش گلبدن گفت تار بخش طلسمات سخن
---	---

قطعه تاریخ زاده طبع نواب محمد الدین محمد خان المتخلص به خرد

چون جناب شیفه بچین دهر بلبل طبع خرد تاریخ او	کاشن بخار را از خار دشت نغمه لای طوطیان همد گفت
---	--

نقش که جناب مومن خان برین سفینه بقلم گهربار آورده اند

مومن موس مدح خواتی دارم از بهر نثار گوهر درج سخن	نیسا خم و جوش دو شال دارم صد لعل در کان نمک دلم دارم
---	---

طوطی را بلذت شکر معانی ذوق نواز آب در دهان گردید از شیرین نواز نایب
است و بلبل را بهار رنگین بهانی گلشن پرواز گل تا آشیان رسانید ترک
غزل سرائی دشوای سرودی بیاد مستی داده اند گریه ستان سر میدهد و آینه
مقابل ساده روئی نماده به نقش جوهر صفانت بر جان خود سر و شوی می بند
حسن شعله هزار می بزم افروخته است چه تاب که نگاه گرم پرده چشم ناستاگر
نمود و جمال شمع رخساری عالم سوز چه جمال که آتش مشوق جگر سوز شعله
بشبتان خمیر پر دانه نغز و زودم میجانی معجز نثار دیده زبان میساری حسنت

آفرین است و شاه پس بر بالین نبح جانے رسیدہ مؤرم جہار اسبب این در فرود دوس
 پر دے مومن کشادہ اند سپاس گویان چگونہ در نیاید و کلید صنم خانہ بدست بر پینے
 افتادہ چرا زبان سپید خوانی نگشاید شغلہ طور سوز پر تو فغان است اکلم ار نے سنج
 را سر گری حمزہ در آتش لہر آب افزود زبانه زن کبری بشمار بر زری انفس مجبور
 از من بسر کو کین رسیدہ صمدانی آئینہ بسنگ میستون نتوان شکست و گلزار کشمیر
 بعضی زندان و اسید زبان دیوانہ بزیر نتوان بست داد و فکنت اعلیٰ مناجات
 نیا فریادگی در دست و بار بد و محفل خرد حنا موش نشیند کجاسر ساز نشاطی
 آتادہ شد ز مزہ مطرب جا دارد و بزم انبساطے ترتیب یافت پرده ساز شایسته
 دوا با قفل مینا سامعہ نواز زندان گشت بیجا نہ چکند اگر بخندد و نواسے از غنوان از چرخ
 ناپید مالا تر گذشت پاس افاس و مکش کہ پسند و صباے مشکبار تر طیب دما حنا
 نمود و رودے فرستن می باید و نسیم بہار قطیر مشامہا فرمود و عطاس حمد نواد اجبہ
 سے نماید رباعیات

این غنچہ کہ رنگ صدف گلستان دارد	بو کے چو نسیم باع رضوان دارد
بشگفتہ دماغ غامغ دلہا شگفتاںد	لب لبتن قاہ قاہ امکان دارد
ہر زمر بسر اصل طرب میریزد	ہر نفس بر آہنگ عجب میریزد
این نغمہ دلکشادبان کہ سرود	بیخاستہ حسلت ز لب میریزد

صحن بخت را فوید کہ شفیقہ معنی نواز داد سخن شناسی دادہ و سخن شناسان را
 مرشدہ کہ کار بد اور دادرگ لہفت سرشت افتادہ نکتہ دانے جان بلب رسیدہ عمر
 دوبارہ در باب عیسیٰ نفس معجز است و خارج آہنگی سر آسمان کشیدہ
 یہ پردہ عدم بآفتاب داد و الکافی نغمہ سرے نے تمیزی چون نقش تازہ خاک
 ہرگز دینار سائی نام نہ در حق غلط عزم سفر چین ابرو دے آہو گیران نقش سخن
 چینی بردوش است و مردم چشم کج نظران در ماتم عیب بینی سیاہ پوش
 اگر زبان ناپید است جز مدح سرے پیر از مش زبان نتواند کشاد و اگر بخت

خوشید بخت و فسر و دش انگشت نتواند سازد با عی

آن شیفته کو خرد گراے باشد
سرخیل سخنوران نامی باشد
اکنون که حسد مانده الا بعد
محمود شنائے و نظای باشد
نظم که پسندید پسندیده شد و بیتیکه برگزیده برگزیده سنگشت بے سستی کز لک
از صفحہ محو گشت و شعر کی در گذشت جز بهنگام ہندیان برزبانے نگزشت ع زہی
انتخاب و زہے منتخب بہ ترک فضول منظور نظر تارکان فضول است و بحسن قبول
مقبول خاطر حسن قبول سخن چہن است و سخن چہن نیست خوردہ بین است و خوردہ بین
نے ہتھامی علمش نامعلوم و اندازہ فہم نامفہوم مدرکہ را فہم اور اش و متاورن طاقہ
را بجز و صفش اقرار آید سخن سنجی در شائش نازل و حدیث ہمتائیش چون دین مشرکین
باطل بختہماے و پذیر لبریز جان سخندانے و لمبعا نی بے نظیر جہان معانی بدو
غور عمیقش کرد آسمان جز و لا تجزئی و بخصیض فکر سائیش اوج طالع رسانا سادہ جنب
نزد و پستش عطار و از بنات انعش نفور و در برابر نظم بلندش نظم کرسی نشین ثریا نشور
بدرستی سطر کتائش سطر کمکشان خط تر سادہ بنوئی اشعار سچو ابش از جواب حوصلہ شعر ی
فرسار با عی

خوشید ز رخسارے تابانش سوخت
سہ از حسد و رخ او جانفش سوخت
از لہر خمیر انجم افلاک سپند
بر نثر کتاب و نظم دیوانش سوخت
سعادت و طغش جہان آباد را سہ پایہ نازی مگر دانیدہ کہ کمال از نسبت صفایان
عارے ندارد و کلیم از نشو و نماے ہمدان الحارے نقش جہان عو ہر ویرانہ از رنگ
نظیر این شہر شدہ گوہ الوند خاک راہ ہر خسرا بہ بہار تعمیر لطافت بہر خاک مصل
بر سجد آدینہ سجد و کردار است و آب رکتا با و از تہ شک نہر فیض اشکبار از انفا تیکہ
بحال ریختہ گویان فرمودہ و نہندے از شعار ایماں سر اہم نمودہ پارسی زبانان
بحسرت ہندی نژادی نامہ ایجاد اند و تارے لسانان از درد نا کسے و بے اعتبارے
اور فریاد رواج گھلوے ہندیان بان پایہ رسید کہ آفت اعراب شاد و لفظ

درے حرف نادر گردیده امروز که فصاحت محسورات تا کرم خود ستا بست لقب
عبدالواسع و ولی کو سب و صحرائے ترنج خسرو بر نظامی عجب نبیت و تفوق جماع
بر جای بے سبب فی شاگردی بود بحال اعتبار حریر است و خط و اعش
جان داده منجر طرازے میر تلک انجالبش چین در پیشانی ساده رویان انداخته
و صفحہ رخسار نو خطان را کرده تصویر سطر ساخته از روی طبع تصنیفش تالیف از دقت
فکر تالیفش تصنیف هر چه از دیگران نویسد هم از دوا فی که موجود مضامین بیگانه است
و آفریننده تازه معانی

<p>که ریزد ز کمالش گنج گنج زمونے میان شرابی کند زاوازه دارد جهان داور ز شادی خوش انجای جسته است عزوبت زبان بند خرا و چه گری نشین است از دستان شعر بندش پسند پسندیدگان دمد جان دران شعرو روح الامین شد و نقطه از کاستن آفتاب ز سلطان بد شاه بیت و فرش ز فم در دستش نگرید دست شگفتن ز کلههاست بے اعتبار و مضمون ز کنیشتن حجت بدست افق خطا شد مطلع آفتاب هزار آفرین بر چنین امتیاز</p>	<p>ندیدم چنین شاعری نکته سخ بدقت اگر موشکاف کند قلم را ان ملک سخن گسترے اگر سرور مصرع بسته است طلاقت شکر خند تقصیر او شرف داد خود را بمیزان شعر علاوت ده ذوق شوریدگان چراود اگر از لبش آفرین چون نظم ترا کند انتخاب به لطف گدائے چو جنبه برش اگر مصرع زلف بجان شکست سند تا ز طبعش نیار و بهر بار نگار می که در کف خوابسته است چو در اے میرش نداند جواب ز حسین و حسن معنی بنابر</p>
---	--

تعالی الله کتابی که از کتب ساده رویان و در بار ترست و از هفتاب نامه سلسله

مویان تاب فرساتر سوادش بسیا ہی شب وصال مہ رخان ہلال ابر و ناخن می بندد
 و بیاضش بر سپیدہ صبح گلوے زہرہ جبینان خورشید رو میخند و حسرت کشان
 ویدارش پیش نظر دارند و آرزو مند ان ہم آغوشی یار در بر معنی معجز قرین جان بہ تن اود
 دلان در دیدہ و با لفاظ جان آفرین لیسند انتخاب روح القدس گردیدہ ہر صفہ اش
 از رنگینہ مضمون صفہ تصویر و ہر ورق از شلفکے معنی گلبرگ گلزار کشمیر بقراری ابوب
 ہر فرقت ضرب المثل است و دیدہ یعقوب از فرط اشتیاقش احوال و عطف خوش گفتار
 تذکرش ذکر جنت و حور از مہر مات شمرده و ز اہل سالوس شعار بیادش شش جزو
 اوراد بقراموشی سپردہ پیشے کہ دیدہ دیدہ بنیاست و گوشتہ کہ شنیدہ گوش
 شنو اہرہ روش کوشیدن مرد و دود خوردن شدن است و طعنہ تراشیدن
 تیشہ بیایے خود زدن تحسینش سدا اعتبار عقل محال اندیش است و تقریش نفوس
 ادراک نیست فطرت ناقص کمال غولیش کیسکہ مضمون کس میابش نفہیدہ ناکس است
 و نمئے کہ بادج سعیش نہ رسیدہ نارس مادحش نمود است و قاقوش مطرد ستایش
 ہمہ انصاف است و کاوش بجل اعتراض مہمل سخن چینی ہرزہ دلست و عجیب بینی

از نامہ بنائے رب با حیات

انزالہ ماتے ملک غم نکند	نفرین کسان قدر فلک کم نکند
رد کردہ خالق و خلائق باشد	ابلیس اگر سجدہ بر آدم نکند
کورسے کہ گرفت خوردہ بر مہر نہیں	بگذار کہ چشم او ندارد تنویر
گر کحل کسے تہہ ہوا ہر دارست	بنا نشود دیدہ ہائے تصویر

بہ نسبت ہر بامیش نیازم و بہ دولت قدر و آیش از سرمایہ از مخاطب
 نے نیاز ہر تہہ یکہ سفتہ ام صد گوہر حسنت شادم کردہ و تہہ ہر سخن کہ گفتہ ام
 ہزار آفرین بر لب آورده اند کذرت شیرین بیانیے تا بلب شکرین نہ پر داختن
 چہ ذوق معانی است دیگرم خوئے شعلہ زبانیے دل از صحبت آتشین غداران
 سر و ساختن چہ دل گرمی آتش بیانی اتحاد ہم بان پایہ کہ خود ستائے اگر

سنت شعرا داشته زبان انصاف ترجمان بد بخش کشودن ننوائستی و اگر از بدگفت
چاهلان بدطن آگاه نبودمی نطق از دیگران هم دام گرفته ستودمی لاجرم بشایسته
بنی نگارم که یم نادانی تا اهلان دارم عذر تقصیر از بی دانی و معذرت
نموشی به الطاف بار خدای و تقصیل در استم کش ایجاز میکنم + یک حرف
مینویسم و صد ناز میکنم + چون از رحمان اختصار بهم است که دعای دلپذیر قبول
فراموش نسازم اولی آنکه از خشوع و ضراعت بدرگاه خالق سخن آفرین شورا اثر نواز
در آسمان و زمین اندازم تا حرف جان نواز بر زبانها رود و سخنی دلپسند آواز
اش بلند باد و تا معنی دلپسند مذکور شود کلامش در زبان باشد و فاش بصیبت
این ابیات مشهور جهان

ابیات

شعیده آن ساحر معجز بیان دست او در نگاه نکته بین گفت نظمش را ملک سحر طالع ناز هایش دلپسند شاعری تا که عاشق چه آید در شمار برگزیده بسی از اشعارها انچه از تعریف شاعر هم نوشت بر بهار نظم رنگ تازه بست نغمه گلشنان تا بر کشید از پیر تاریخ سال این کتاب گفت مومن نکته پرداز اجل بسکه با یکتایش افتاد کار	کردش اعجاز فزون هم زبان صدید برضا بود در آستین لاف سحر سامی شد خال مال نرنگ گردن کند شاعری طبع او موزون ترست از قدیار حرف دلکش حمده از گفتارها دیگر باین صفها کم نوشت فی سخن اوراق گل شیراز بست نیخ رشاک او سر بلبل برید هر سخنور مصرع کرد حساب انتخاب و پسند ببیدل نیست از اعداد ثانی در شمار
--	---

تقریظ که حضرت مولانا محمد صدر الدین خان بهادر متخلص باز رده برین تذکره

رقم فرموده اند تقالی اللہ جو شش معانی گزین کہ سے خواصے نظر لالی شاداب
 سخن از عیان اندیشہ بر ساحل بیان میریزد و حجاز اجموم مضامین رنگین کہ بے گیمایے
 سحاب طبع غلہاے بردمند افکار از سر استان خاطر سر بر میزند و دوشیزگان الفاظ
 را از زلف کشا کش گیسو بادست فکر نے پرواست و آبکار معانی را اتمناے لعل گیری
 تنگدیز با طبع خویشتن آراست خاطر اندر نگینی معانی رشاک نگار خانہ چین ست و طبع
 از شگفتگی مضامین غیرت فرو س برین فرد فوج بفرج ز معانی حشر خوانده و دنا خوانده
 و آید ز در تپا ناہولے انداز ستایش و آہنگ تو صیف نگارین مجموعہ دسر دارم کہ
 نا آشاطہ تقدیر عروس رعنائی عالم را بہر بند گوہر نگار ثوابت و ہر ہفت سیارات
 زیب و زینت داد شاہد زیبایے بیچ تالیفی بدین حسن ترتیب از جملہ غیب در قضای
 شہود قدیم نہاد و تا نقش طراز قدرت صفحات صحیفہ امکان را بتصویر چسبندین
 نقش و نگار غریب تر کن دادہ نقشی و نقشین تر از آن بر لوح سادہ کار ہستے
 نیفتادہ ہما نا از جادو طرازے جن آرائی این گلزار جادید بہار است کہ از نظم ہندے
 و شرفارسی صباحت و ملاححت بر روی ہم رختہ و رنگ را با قند پارسی آمیختہ تا کلک
 چو ہر سلاکش این گوہر ہاے معانی سفتہ تمتہ الہ ہر چون تمتہ عمان و نہا نخانہ عیار
 اساد بازار می روہنفتہ فلاید الصعیان چون قلاوہ زرین و مرسلہ در زمین از
 ہم بستہ و غفل و حریف سلافتہ العصر برز با ہنما تلخ تر از مرارت خنظل گنجینہ و
 خزینہ دولت شاہی در برابر فکر ہاے جز انگلیس چون خستہ زینہ عدن و دوفینہ
 معدن بقدر تر از درم ماہی تا آتش رنگینی شقایق غبار آتش افسر و ختہ والہ
 و غستانی در خاک چہ داغماے حسرت بدل سوختہ بنائے سفینہ مروارید را
 باب رساندہ و آشکدہ اورا چون داغ لالہ بخاکستر نشاندہ سفینہ صیانا لیلہ خور
 چار موج گرداب آب افعال است و بیاض کلیم سہرہ روزگار تر از سیہ مشق
 اطفال و چگونہ چنین نباشد کہ فراہم آوردہ سر آمد بخودان مکنے گستر انتخاب
 مجموعہ کمال و بہر شاہ بیت سفینہ قابلیت و اسقدا و بیت القصیدہ دیوان فضل

و کمال خداداد قاتحه صحیفه کامله دولت و اقبال بسببه نسخه جامع محاسن شیم و مکارم
 خصال سواد خان رموز و اسرار سواد و بیاض گزین فیض بافتگان مبدی و نیا ض
 نسیم جا نغز اے گلشن سخن طسرازی شمیم نافه کثافه گلهاے چین نکته پردازی
 و الا فطرت بلند همت پاک نهاد نیکو روش قدسی نثر و صفوت منش پاکیزه طینت
 روشن ضمیر کامل فرهنگ عظیم النظر فہم مجسم اور ایک مشکل نواب مصطفیٰ خان بہادر
 متخلص بشیفته است لای غشور سخن طرازان را از نظم او پایہ بلندست و ریاضین
 مشور نکته پردازان را از فرامی او پایہ ارجمند آری تا گل را دستہ نکند
 بر طاق کا شانه نگار میش نمند و تا گوهر را در برشته نکشند بر ساعد بلورین و گردن
 سین جایش نہ ہند نقد سخن را تنقید ذہن نقادش در کارست و آذخو رطبیج
 و قادیان تا سارچہ تازہ بحاک امتحان ز سدر وے کامل عیاری نہ بیند و طلاے
 ناب تادیر بولہ گداز نیابد نقش سکہ درست نہ نشیند لفظ انتخابش خال رخسار
 عریس اشعار و پیدا و غنیمت شمس و سہارے شہان ابیات آبدار زبان
 ہندی بدولت اشعارش ہم طراز نور شمع خاوری و آتازی در زبان درازی
 ہوادے و پروہ و سہارے از حلیہ ی زبان ہندی طناب خیمہ فلک تافتن کسبخت
 ہوا سر کوئے بآر رخت لسان رختہ کنکرہ ایوان چرخ برین از ہم رختہ شعری کہ
 پانچابش ز سجدہ چون حرفست مشکوک و بینی کہ روے القاطش اندیدہ ہاتھو
 طلاے ست غیر مشکوک غنیمت طورے و حرفے کہ ادراک زمانش نکر دند و گرنہ
 بار زوے درج اشعار خود درین تذکرہ نوادر فن باموختن زبان ہندی سحرہ
 جنیان و اشکو کہ طالعان میرشدند از خیرت لفظ امتحان منش خال رخسار غنیمت
 مویان دانستہ ست در مشکاب خوابیدہ و آہوای لیفہ اش سبزہ عذار بنفشہ خطان
 را مانند میل سیراب دود سودا و سر سجدہ صفا خیزے صفحہ قرطاس آونختہ بر سر
 لوح پیشانی زہرہ جنیان شکستہ و از درختانی بیاض او گردی می بر دے مردارید
 عمانی شستہ تیزی خامہ جادو کار حسد نگارش آب دشنہ سیمہ ناپ فرہ سرمہ سا

برده و مداد مشکین سوادش دود از نهاد و سحر برده و عروسان فوشاد نژاد بر آورده
 تراشته خامه اش هم بهای ریزه های عنبر و مشک تا تارے در گردن نامہ اش عبیر
 پیر این گلہاے بہاری نشور ملاحت کفارش نمک در دیدہ حساسدان انباشتہ
 و آوازہٗ بجات خاطر نشینش سر بردہاں حرف گیران گذشتہ رنجتہ کہ از قلم
 سلاست ریش رنجتہ آبروے چشمہ سلسیل بر خاک رنجتہ کشیدن اشعار رنگینش
 پرده گوش پرندہاے و بیکر اہلیات در رفتارش زبان در خاصیت ابر نیسانی ماہ نو
 ہر چند از شام نیلگون و سحر را بر دشتید آما در برابر غزل مصرع بلند و سر سبز نگرید
 سفیدہ سحرے ہر چند از فلق گلگونہ بر چہرہ مالید آما در جنب بیاض رنگینش بساط
 سرخروی بر روی خود بخند صبح بیاض اشعار فصاحت آیات اور در صباحت و صفا
 بر روی روزگار صبح بنا گوش بستہ و شام سودات اور و فلق باز از شام طہر
 غنہ خام شکستہ در عہد جاد و طرازی او سحر سامی باز بچہ طفلانہ و در زبان مجمرہ
 پردازی و فنون سیما افسانہ سخن طبعے کہ چون قلم شاداب رسم بانشتہ برداشتہ
 صد لفظ شک بر کنار نغمہ گلزار ارم گذشتہ تو کب بخت شاعران ہند از پر تو القاش
 چون ستارہ صبح بہاران روشن و خاک تیسرہ زمین غزلے ہندی با بارے
 فکرش نصائی نہ بہت افزاے گلشن سیمینہ چہا نیدن دیوان اعجاز تو امانش
 محیط گوہر خیز معانی و خاطر از تصور خیالات الوانش لوجہ بر نقش و نگار نقوش
 آسمانے بنظرارہ نثر رنگینش تار نظر عقد عقیق مین و بقرق گردانی سفینہ خورشید
 و فینہ اش انگشت صفیہ گردان غزل وادی ایمن بطبعے بدر در ریزے ابر نیسان
 خاطرے بعبط بیزی باد بہاران دل آئینہ گیتی مناسبتہ خورشید ز خاطر دریای
 ز افشان نور صغیر تجلے کدہ طور اندیشہ روشن تر از چہرہ اندیشہ من فکر فلک
 نور و عرش بپا نظر پاک تر از پردہ چشم قدسیان خرد و روح افزاے روحانیان
 فطرت برائے آب کوثر طینت از تقریر از رزہ صاف تو بچنان کہ بلند ی فطرت
 سرعت فکر و وقت نظر حدس بلند طبع مشکل پسند فکر دقیق اندیشہ ہار یک صفائی

خاطر لطافت نگاہ پاکیزگی نظر خاصہ طرازندہ این کارگاہ بوقلمون است تازگی معانی
 طراوت الفاظ تیرانی ادا اندازر ساپرداز رنگین لطافت ترتیب رشاقۃ اسلوب
 سباق کلام طرز تازہ چاشنی عبارات تلاحت استعارات الفاظ آسشنا معانی
 بیگانہ از خصالیس این مجموعہ خیالات و مقامات گوناگون تا از جو بہار قلم سیراب رقم
 معنی طرازان جادو فن زمین صفحہ از سبزہ خطوط و نقوش غمیرت سبزہ زار فردوس
 است تماشا لیان گلستان معنی منظرہ آب درنگ این قصہ بہشت آئین آئین
 نگاہ بر بندند

تقریظی کہ جناب مرزا اسد اللہ خان غالب بہ کلک گوہر سلک آورده اند

ساز از دم نائے است چوئی زمرہ ما	لے ماہمہ بیچ تو واسے ہمسرا
---------------------------------	----------------------------

پر کار کشایان از رنگ دانش دوا کہ این گروندہ کاخ فیروزہ رنگ را اندازہ گیر
 بودہ اند و این فرد گسترہ بساط عنبر نام را پایہ شناس گزاردن حق خویشے آفرینش
 بہ پیش آفرین بنجیدہ اند و بجائے آوردن خیالیش آفریدہ گار بہ فرایش سیاسی
 ہر کمینہ مردے را آنچ و دیدہ و ریر افروغ در ان است کہ از ہر نقشہ کہ درین بختان
 نگرستہ شود چشم بہ بندے خامہ نقش بند کشودہ آید شہرینی کام آرزو بہ خرباسے
 پیش رس نتیجہ پردر ش آموزی ابر و مادست و تاثیر نگاہ تو ی شاہ زوے ہر و ماہ
 و انگاہ منت از نمود انیمہ آثار نظر فرسوز خوش نگرے با غناست بہ ہنر سال نشانی
 و آبیاری و پیوند گرے کوتہ اندیشان کہ جز بہ پیش پاس نگرندگان شہر مذ کہ کمند
 آگہی را فراتر ازین ذرہ شستہ در سن باز خیال را بالا تر ازین پایہ دستی نیست بلکہ
 چون از نورہ این سر شستہ یکد و بیچ و خم دیگر در اوج گرے کشا و پزیرد خرد کہ نگر و ندہ
 فراز جائے از پردہ کی و نشانہ جو نیست فرامیرسد و در مباد کہ گرایش اندیشہ بوستان
 پیرائے بہر دمندی ذوق خل و لوا و نہ کہ بندے فیض آب و ہوا ہمان دراز دستی
 حسب غلو است کہ اقتضائے ذاتی حضرت نور است جل جلالہ و عم نوالہ نظم

اے بشناساے وقت من	مسم بہیمہ دیر کن
-------------------	------------------

ساده شمار گهر را ذکر دو +	آنکه در گنج نمان باز کرد +
دادن سر دین در دست در استود	هم بسجده باین خود را استود
هم بسجده کرد شنا ساگر	هم بسجده داد شنا ساور
فصل در گنج هم از اجب است	گرچه درین گنج گهر پیدا است
هم بسجده داد سخن داده اند +	لاجرم آنکه برین جاده اند
هم بسجده سخن هم ز سخن آفرین +	نیک بود خاطر منت گزین +

ختم بر دوی بودش به خستگ اقبال این بشارت بر خویش میباید
 که گوهرین بر نذر گردیدن نامه به بین شایسته فضائل مجموعه ایست که
 هر درفش فرو فرست متاع است که به سر آئین بند دے فردوس بر
 عنوان داده اند و بدین نشان خراسیدن خامه بقیض مدح مجموعه فضلیه
 است که هر دم گلکش موج جنبش کلید است که هشت بهشت را بدن در شاده
 اند بهمانا نواب همایون آثار والا شان و خان فرو سیده فرهنگ پسندیده گفتار
 آزاده داد گر اے دانش اندوز و خنک گوی گرامی نهاد مبارک نص دوست
 مهر پیشه و فاگوهر نواب میصفی خان بهادر که گلبن خیالش فرشته بلبل است
 و چراغ فکرش پری پروانه بخشش سر خوشی را باده بخشش و آفرینش را
 زهر بلبل بخشش بصفو تلمذ مهر دوست بال و به آفتو بگاه رشاک دشمن کاه
 به تشراف هم آوردن تذکره ریخته گویان قدسی بخشنه بر آراسته و آزار و بود فیض
 ازل و حیات ابد نو آئین منطبدان بزم در انگسده که فنگان بدر آنکه ان تار
 یابندگان هم نفس اند و آیندگان به بینائی آن بود و بار فنگان هم نواب مشاهده ساز و برگ
 است که این سواد اعظم مصر را از خونه خجسته نیلی دیگر در میان روانه و به نظاره
 آب و تاب روشنائی این دیرستان آذر که پاس را از آتش غیرت بته دیگر
 در نهاد دایر از رشاک ذوق بخشه بنجار این نزمه و غیرت انداز رسم پنج این
 تذکره وحد عیش تا شایه این بهنگامه لرزه در اندام مدعیان به انسان

میفتاده که بارید از خنده اسرا گشت بلکه زهره را نغمه ساز و مانی را جامه از کف
 بلکه عطار در افش از قلم و پرویز را راق از اساتین بلکه باده را تنیدی از خویش
 فردیز و در نیکام که سخن در تالش بلندی دخر خورده بزین دشوار پسندی
 گرفت ناچار نه از زبانی قدرت بلکه از افزودنی رغبت قدی دم گرفته اند تا اندرین
 درنگ آن نهفته دور با شمشاد اندیشه که هم در اندیشه و نخرانش است به آشکارا
 بر شمرده آید و اغم که دیده با آهوبین است و اگر واهی از نکته چینیان در کین با همدگر
 سرانید که فکانه در ستودن مبالغه از اندازه بر دو بگرفت داد ترز با نه داده ای هی
 معج سخن و انگاه گمان اغراق نه آخر به تبلیغ و علو بخش از گفتار و نوع از کلام
 است لاجرم سخن را چند آنکه ستاینده سرایه لطف هم از گنجینه اوست و از هر در که
 بجلوه در گیرند هم در آئینه اوست چشم بدور نمکده سخن را شرا می است بر زور که
 زمین از ان به لائی و سپهر از ان بوسه آید که اگر کعبه را حجر الاسود
 از دیوار و مشرق را عسامه از فرق فردز افتد شکفت نماید چون پدید آمد که سخن
 معشوقه معنی نگاران ادا پرست است و انگیزه و فتن در طغیبت اجزای گشته
 یمن از دست است با آنکه ناله سرای بلبل در جوش بهاران و بال انشانی
 بر دانه صفت چسراغان دیده باشند اگر آشفته را بسرستی گفتار نفس موج
 خیز تو غم گردد تکلیف پسند ان را چسرا این همه دل از جال رود که بر سو خفگان
 گمان ساخته چشم زنده دور موقف باز پرس دیوانه از یونین شناسند
 مستم که مراد شادی این تحریر خامه با فزود فتنه بکنج دانست و جادار و دنا طقس
 از غوری این ذکر طلی افتاده در شکرستان است و روا باشد تکلف بر طرف
 بخون لیلای سخن و از سینه صافی به اندیش مدعیان این یعنی غالب
 حرک تو از پهلوزبان و گذار استی مکرزم هیچ میرزم محمدان نخست آئین نکته پروری
 ما در سر آغاز این ستایش نامه باز نمود و بفرجام اندرین دنا و زبانه که مساز
 کرده کن ستوده سخن پیوند است هم خدایر اسپاس گذارد و هم سخن را آفرین

گفت و ہم نامہ گردا و در را ثنا خواند و ہم خود را بخیر یاری یوسف نامور ساخت +

قطعه

غالب این رنگین کتاب گلشن بخار نام
گر کس لب تشنه تار بجاشامش بود
روکش جات تجری تھنہ الہا نہا ہست
جو بہائی آب ہم در گلشن بخار ہست

عبارتے کہ مولوی امام بخش صہبائی خلص بقلم آورہ اند +

چشم بستن پا بد امان چمن چید نیست
رفقہ ام از خود برنگ بوی گل در نو ہار
فکر رنگین خونہائی حسرت گل چید نیست
ہر گ من جادہ راہ فنا فہم نیست
سادہ لوحی داشت چون آئینہ رنگ جد نیست
و شدہ آغوش وصل انجا یحیرت دید نیست

چمن سامانہاے رنگینی خیال دل تادیدہ ہزار گلشن لباط کلف و شہا جیدہ است
وصفا کار یہاے پرواز تارنگان باز کردن ضد آئینہ حیرت بصیقل کشیدہ چراغ
افروزی پرواز رنگ در تار یک دار گریبان از راہ برے شبستان معانی چارہ
نزداد و دماغ سوزی آتش گاہ فکر خیال بختن ہے وقت مضامین را از دیگ
اندیشہ خام بر بنی آرد عمر ہست رخنہ دیدہ در صحنے وحشی نژادگان معانی ہر جادہ
اندیشہ در واکردہ است و نہا است تنگنای گریبان در جولانگاہ افکار بر راہ
خوابیدہ چشم بستہ سر آورده نفس چون تار سمجہ با صد گرہ نقد سحائے نذر لب
وزمان است و نگاہ چون رشتہ مر وازید ہزار لطافت خیال ہریدہ چشم حیران

سعی اندیشہ ام از بسکہ بود گرم عنان
اگر ہم سینہ مور است فضا میداند

ہمہ افشان عبارتے کہ نہ شہنم دارد
اکل ز جولان بخار رہ ماسد اند

ہمہات ہمہات چشم بندے بصیر ہتہاے عظمت عنان صہبائی را از جادہ عجبت
نارسانی باز گرداند و گر نہ حلقہ دیدہ اش از دست نسو سودگی خیالات ناتوانی
پیش از اندیشہ مزنگان نقد امتیازی درد امان تھیل نے مداد و حرآت انفاسش
از حیرت فرو شہاے تصور نارسانی چون نگاہ آئینہ غور تامل را جز بدخیرہ تجویز
تو ہم نمی تواند رنگ رویش در پرواز بصرت ریزے انفصال ناکسے ہوارا

اطلاعی معلولی نه فاخته که صفحه گل را احتیاج زرافشانی ممنون مذہب بسرا تو اند
کرد و نیازی دید حیرت بجمہ اش آنہم در اشیاء نقد تخر نہ پرداختہ کہ لبتی چشم
غیرہ در ضرورت کشادہ مرثکان محتاج گلاب افشانی پاسے شبنم باید شمرد

قطعہ

از خود رویم تفسیر است میکنیم | چون گرد مانده برق ز عزم رنگ ما
دگر ز روسیا ہی عصیان ما میرسد | گردیست شب فشانده دامان رنگ ما
نے تکلف سراپایش تمثالی است آئینہ حضور بخودی پرداختہ و خیالے است از
پردہ مرآت حیرت بیدون تاختہ عضو عضویش از موجد نقش بوریا مہمای تن
بجائے زنجیر بیدون و بند بندش از بیج دتاب اضطراب آمادہ پاورد امن نار سائے
افشردن شور محشر نمک و فغان نیم شبش و دودہنم سر از جب کشیدہ جوش
یاریش ہر مویش چشم تر گیت چون جوش محیط اشک جگر خون رنجن و ہمہ
تن اخگر آتشی در خاکستر غبار ناکے اینخن گوہر ویش قطرہ آب خجالتے از جہمہ
کیفیت اعتبار چکیدہ و عرق سے بی جلش اشک ندانستے ہمہ تر دانستے و قار
دویدہ سہلترین امرش دل بہ تماشائے مژدہ دشنہ گذار سپردن بہترین کارش
یک صحرانالہ قیامت از پیش بردن و دود آہش مہالے عروج گردون از جہندی
خندنگ نالہ اش مرہون رسائی ہائے مدایج لبندی اینخانہ زبان قال را در میدان
کلام یارے بر خود جنبیدن تا بحر یک جرات ادائی خارج قانون ادب پردہ کشاید
نہ گوش فہم را از عالم قیل و مقال سہرہ شنیدن تابہ فنون رغبت نوازے
از مقام حی بلراج طبیعت موافق آمد اگر ہمہ قدم برداریم جادہ تا آغوش غلہ بین
یک کام پیش ندارد و اگر جملہ بابر زمین گذاریم اپنا شوق در کام شیراز حبیب بہن یک جرات
سر بری آورد نظر

دل شوم ز گس حیرانے خودیم	در شبنم اشک در پیشیا نے خودیم
انسدوسن است سراپایے وضع ما	بادہ زبان موطن نادانے خودیم

شد در وقت تسلیم پرده دار + حیران و دود منده در دامن خودیم

چاره گریه در بے استعدادی امروز موقوف به سزای سہاے زبان خامہ
 است کہ آہنگ صریحش در پرده این مجموعہ بہ نوا خوانے لحن داؤدے ہر لمحہ
 زیر دبی کوک وارد و ساز زبانش در محفل این تذکرہ غیر از انہ سوزش
 سبحان بر نخی آرد معالے بوسیلہ وطن سینہ اش از تردد راہ غیب و شہود
 و رستہ و مضامین بذریعہ آشنائی زبانش دے بردے سیر گریبان بستہ
 آئے این ہانیچہ صحبت سرچہ سند آرائے محفل قدرت آشنائی حین پیرائے
 بہارستان رنگین نوائے اثر بخش پنہاے در مضمون نالہ نواز صریح خامہ شوق
 مہیون سرمہ سائی دیدہ و دایر عبارات و سہ طراز گوشہ ابروے مدات موج خیز
 بحر معانی آفرینی گہر سیر سحاب دقایق گزینی وقت پسند مضامین نہضت نقطہ خال
 دلبر بایان بکلامہ و معنی پوشیدہ بیت ابروے خوش ادایان گفتگوے نگاہ
 آہو چشمان از وقت طبع موثر گمانش بہان بردوش نگاہ بام آہو سر گرم حوش
 آشنائی است تا ظہور شکستہ ناموز ویش آسوی جذبہ شوقش نہ برد و اشارات
 ابروے خوابان از باریک بینی نگاہ تا بلش پیمان در گوشہ ابرو آمادہ عزالت
 پیرائی تا وقوع سقم از صنایع آن پرده ناموس اعتبارش نمود اعیان خامہ
 جہاد و نگار شل وہان دایر حدود را از نظم حین فصاحت لبریز دارد و
 قدرش طرازی قلم صنعت پردازش زبان مدات الفاظ را بر اجنت بلاغت
 میگمارد و ویش تا زنگہاے کلامش آب بر روی گوہر عقیقت از سرنگو نہاے
 شرم نے صفائی گل کردہ و با طوفان جوئے رنگینہاے سخن رنگ در برگ
 گلہاے خونیست از افشردگی ہاے وضع خیالت مرودہ عروج مدایح معانی تعجب
 طبع بلندش تشریف حسن قبول مضامین العامی عبارات و پسندش از غیرت
 رنگینی طبعش یا قوت جگر خوار از سحر آذماہان از رشک صفائی طینش گوہر اشاک
 بار تر از دیدہ غم آشنایان و نساہت گہاے حسرت عبارتش از رنگا نمودر ساغر

چینی گل انداختہ آبش افسردہ می غیرت جہستگیا سے مصرش برق رادر
 بوته انفعال گداختہ نظم درنگ آمیز فی طرح معانی + کند طراچی ارژنگ مانے
 نوکت خامہ طبعش گریختہ + سحاب خامہ فکرش گریختہ + ز طبعش بسکہ نجاست
 می برد گل + نماید از عرق یک ساغری مل + دوحجز کارے گلکش بہ تقریر + معانی
 نے حروف آید بہ تقریر + نماید دقتش در صفحہ رود + بیان معنی از ہر بیت ابرو +
 بسندی سایہ طبع رسایش + رسائی دست پروداد ایش + برد ابرو اگر فیض
 از کمالش + بر آرد بدرور ہر ہمہ ہلاش + اشارت دیدہ برابر دش دوزد +
 کہ رمزے شمع قیلمش فروزد + دود فتمش بچولان گاہ افکار + بردے نقطہ
 مہووم اسرار شہسوار حصہ خوش غمان تازی سرا بر دقیق خواص محیط تہ نشین
 گوہر تامل ہائے عمیق قیمت شناس بیش بہا جو اہر اسرار غیب نشان باب ذخیرہ
 گنجینہ ہائے نمانا خانہ جیب رنگ افروز چہرہ سننے ہائے سیراب چشم آب دہ نظارہ
 گوہر ہائے شاداب گداو طبع حیا پرداز آئینہ صفا خیال پردہ قدرت آثارے ابداع
 بدایع سخن صیقیل آئینہ صورت نمائے مثال معانی روشن تہ جسرہ کش حریف
 بادہ خوانہ آشامی بزم کمال دلکش افقہ ساز بلند آسینے محفل دولت واقبال
 نور شمع گردون میسر سرودج دولت مدارے جہان تغیر والا با لگی مایج گردون
 اقتدارے ملکین زیب و سادہ آہنگ تفاخر فلک آستان نواب مصطفیٰ خان بہادر
 است کہ خاک عتبہ گردون رتبہ اشش صندل صداع نخت مسر و شے و بلخ
 گردن بلند ان و گردو لا نگاہ سمندش عبیر بزم لباس خود ناگہائے نخت
 پسندان تعال اللہ تجو عہ کہ بصفائے آئینہ صفحات جوہر سوادش نے منت
 کشایش اوراق بادیدہ دوچار است و از شوخی برجستہ ہائی نکات الفاظ و
 و سر و ویش بے سعی و اشد مقوی منظر افروز دیدہ انتظار سودا بھول سرت
 طفیل گیاہ مزار زمانی ست صد قصیدہ شکر مصنفش زیب بیان و میر تقی را
 بہ تحصیل آوازہ انفساے لوح مرقد جلد کتابے متضمن عبارات پاس آراے

نگارنده این نسخه فصاحت بیان لکر و ان گزشتگان در دست او نقد امتیاز محتاج اعانت گردیده از مقتضیات عالم اسباب است که جلوه اثر مبرر را در پرده استعداد موثر مشاهده گردون ناچار بپست و خود نمائی حسن آن پیکر تمثال همین آئینه فیضی است اختیار اثر بخشناے صحبت آب گریه ممکن نیست تا گریبان را موجه گردانے دانند نماید و بغیض دیده تر و در است آئین پرده از روی خیال عیطی نه کشاید سے تردد های گریبان سر هر گاه در درسی گاه متعج حالات بر نفس عوامض دین اسرار پیچیده معنی های در ایضاح شرح آور میداد است و بهمت های سعی تامل تا در فکر وصول سر منزل این تحقیق افتد جاده بار در زیر قدم خوابیده سر رشته او ضلوع خلایق دست فرسوده بهجوم جنون اطوار های این هوس است دکل اوقات این سرور هوایان رنگینی در باره اثر پروریه های همین دسترس در هر صورت زبان صهبائی و بے دستگاه در عرض تماشاگرے پرند این صفحات سرری آرد نقش بندی حسن قبول غیر از کارنامه انصاف پرورے هائی آراید و گردش پیمان نگاه جز محیط و سکه های عالم موت نمی پیما یزدخت دلی در سایه این گلهها مصروف متنا باید ساختن و موم کے در سر گرے تماشای این بهار متوان گذاختن الحاصل سرگرے نظاره شوق صدرنگ محویت نگاه تماشا میخواند تا در یا بند که حاشیه بساط حضورش بکدام وضع تمهیدات جو شیده است و اثر جو شیهای سے هوس یک طوفان نقش قاطم عرق می نگار و تا واضح گردد که محیط تعارف آن محفل بدو تجیز کد ام کیفیت خسرو شیده طوفان جو شے محیط الطاف آسب لطمه امواج تعافل بنیاد که تنگ ظرفی جناب مہتا هر گاه بفراخے حوصله در یاد دستگاہان بر بخورد خشک دماغ اندیشه ساحل طینتی خاک کد ام او بار بر فرق بغض و حسد نے پزود و حال سلسله نے اعتدالیهای نفاق هر چند سر رشته بهماری راه مستقیم از خود و نماید در نظر حقیقت پسندان نا بهتجاریے تاب ز نار پیش نه آید گل کردن بهار اخلاق نقد غمی در گره نمی بند که تکلف او ضلع شگفتی نفاق

بر پریشانی انداز بوقلمونیها نه خند در این صورت نفس سوز به تلاش بکدام جنون جولانے
 گزاف کردار عرصه بے معرفتها انگیزد و بیصفا دو یار زد بکدام کور چشمیهاے
 جل خاک اوبار بر فرق بے اعتباری ریزد آگانی بصرتهاے ارباب نظر اچه چاره
 که در حیل آباد نگاه بے امتیاز شان گردد از سرمه باز شافتن از غلبه غیب کور نیست
 و نیک از بد در شگافتن از بصرت دوری

در هجوم بے تیز سهر قدر اگر در چشم حیرت از بس پرده پوش دید همدار گشت رزم عجز و دستگا ہی زره با باید شگافت جلوه شوخی داشت اما در تماشا گاه عجز کعبه پیش یاست اما سعی شوق نار سا	در کنار آئینه راجرت پسته سنگ بود صورت آئینه با صد جلوه هم نیرنگ بود تابی بینی جلوه گاه مهر جبین تنگ بود تا نظر بالدر دود بود محو رنگ بود نیم گامی نیز دود امانده نرسنگ بود
---	--

عبارتے که یگانہ زمان عبداللہ خان تخلص بجای زبنت افزای این اوراق کرده اند +

عرق پرورد خجلت جز که اندول نمیداند رنگ شمع سوزم آشنائی عالم کثرت تو گر بوی گل بر خار دیر گلین گذر میکن به رنگی که پیش آید سجودی میزان بردن چو نقش پا بهر جاسے که افتد بتری دارد	نمے اختیاری بحر از ساحل نمیداند که رود در محفل و جز رفیق از محفل نمیداند ز خود وارفته فرست در حق ماطل نمیداند جنون محو ادبها لیلی از محفل نمیداند اسیر ناتوانی جاده از منزل نمیداند
---	---

نمے یکتائی وضع ادبی می تراشد که هر جا شعله نورے قامت تجلی آراید
 اگر همه شعله آتش است چون شمع بادای سجود ریاض هزار سحر باید نمود تا
 طرز غلط اندازے های جلوه بر هر ذره فهم عشق تخند و عالم حقیقت بیک رنگ
 تکلیف پایه شناسی میفرماید که هر گاه محراب بادی دودی مجبوس دهد اگر جمله
 ابروے بت است مانند شعله بستی بوضع تسلیم دوتا باید ساخت تار موزدانی
 ایمان خبت به بتان جا بلیت نه بودند و اگر نه بیکر اضعف که تا مژگان بر هم نذر رشته
 اجرے بستیش مانند نگاه از هم بسته است و تا نفس بر کشد غبار وجودش

درین

گردا من رنگ پریدہ شستہ با این بی آبروئے ہر گاہ گای در راہ تحقیق کشاید
 سنگیہاے نفس بہ خار ہاے حسرت نذر پہلوئے دلش نماید تا ما بھی وارستہ
 بر خود تواند جنبید و بالین بے پرواہی و میکہ ہوا فی مام توحید آہنگ بہتر از منسایہ
 حرکت مذلوئے پرداز چہ سیلہاے ادب بروئے احوالش زند تا مری بزیربال
 تواند دید عارف لذت سوختگی نیست اندک سہی سیند تا کجا میرسد و واقف چاشنی
 گدازی خند کہ کام سمع بچہ سے انجامد

گل کندی کو چہ عالم صبح و شفق	در غبار سرمہ چیدمت این آہنگ ہا
حیرت دل بسکہ در پرداز دروننگ ہا	

کشتہ حسن نیرنگی را شستہ دعویٰ خود زاری کند گردن و دو عالم است دیت اندک خواہم
 و شہید جلوہ وحدت را برات خوئی از شفق تا آفتاب بر کف دست است قصاص
 از کہ جوید

قطعہ

بے آنکہ صرف جہد تو در نفی ماسواست	ایک صبح دم بسجودہ خود ہم توان نمید
نمیدنے است دم پر ستارے خدا	یسے بسوے غیر خودی کہم توان نمید

کیفیت تہود حقیقت از دل تا دیدہ ہزار حم بہوشے جبیدہ است کجا فرصت اورنگ
 کہ یک دم ساغر از لب باز داشتہ گوشے بخت بیگانہ چو سن بر گمارد و کور خصم
 ہنگامی تا سر از گرد بالمش مر یک برداشتہ گای براہ تا شاہد وارد آیتا تا نگاہ بخانہ
 چشم رسد شوخی خیال مانند سایہ ہزار جاقدم پس ہناده است وادراک تا در وادہ
 دل گوید جلوہ چون غفل بد خود بار از کنار فکر افتادہ

قطعہ

صد جلوہ رفت و دیدہ همان وقف انتظار	یار ب حریف آئینہ چو شہماں گشت
عزیزت سر ز غرہ برون ناورد نگاہ	بے دیدہ حیرت تو چنن پردہ دار گشت
در کتبہ کہ تامل حیرت بین نار سائیماد فکر است ذکر گو زبان حسرت نے است	

اگر گوگرد گشتی که قبیل غنچه شسته ناز اینهاست و در اک است غنی سادے صوغے است
از بلبل تصویر اگر علم این است که سید انیم جنون جولاینهاست اندلیفه نثر هزار دادے
بالیده تره اگر نم این است کی نمیم گربان در می باے شوق نظم صد استین بالیده تر

قطعه

بهم آن سستی که خود را و ناید هو شیار
در زنده بے که سازش خیم حیر است و بس
اغتوا با صرفه غفلت مگایه باست
مدنی شد سر به را با صوت مطرب کار باست

قطره خونی از خراش جگر تقریر چکید آشفته بیابان سرخ روی سر مایه شیخ فی بھر سائیدن
و آب سیاهی از سوراخ دیده کمر برید و دید کور سوادان سودا کرده دوکان مداد
فروشی در چیدن نوسقان مباحث نقطه و خط به تلمک وایره می بازند کودک دار
سرخوش کار فرمائی با غفلت که کار به تلمک دایره میکنم در دامنان مطارحات
خرق و التبیام بهیر عالم آب میا زند حجاب دار از جا رفته پا بر جلے بهمت که آبی
بر روی کار خود می آیم اینجا حکمت اشراقی چراغی است پیش از سحر مرده و فطرت
مشاعی نقش قدیمی است براه سوره

آنگه دافرد کی راز تو بوی که نشمید
ماله از داغ اثر خون شد و یجمد بخویش
غنچه شد غنچه و بیچاره تامل دانست
سپی سودا زده بر فرق زد و گل دانست
مازم آن سادگی شوق که از کار جنون
چند شش دیده فرو بست تغافل دانست

سیر ایشکی شوق ناله هرگاه در عشرت آباد از خود رختی خراشی گوش آگهی میسر ساند
و تدامنی با وحسرت دیدار در زمین سرد سیر افسردگی ز گس زار هزار چشم نظاره
می شکافند خیالی از پرده صطفای چون خواب در دیده می نشانیم و جمیع بے جرایه باے
توصیف اشک در امتحان بر و در میانیم که این شیخ فانوس افروز همان شعله
عالم سونا است که از کتاب آگهی جز خاکستری بر باد رفتی پسند و این پس بر آینه
نقاب همان گوهر یکتای نقره است که جز کدوے نعتی بر پائے خواص نمی بشند

قطعه

غایت دفینا اینا خاموشی خواب است و بس
طولی بافتگی عکس را فمیده است
دل نادانی که انقاست بغارت میزد
بر سر راه فنا از بهر شسته غافلان
لے نفس بجای صلی چون غنچه بر خود تنگ باش
که نقصانے خاطر آئینه فرست تنگ باش
از لے جنبط نفسها چون شر در سنگ باش
نالہ کر آرز و داری صد لے تنگ باش

و بعد نگاه دید و حیرانی و مانند کی عباراتی انفعال ناله بے اثر چکیده کباب
جگر دار ستم رنگ و بے امزج علوی رمبیده مزاج که بر شعلیهای
مقالتش اخگر است پیراهن سوزد باغ سفینه و سو خلیهای غیاث شعل
الست چراغ افروز غنچه داغ سینه بساحت فرصت اگر از قید ناتوانی
برآمده چون جبرس نقش گرم به تکلف نیک شد بنیاد هزار آبله گلده است و
هماعت بخودی تا از کشاکش قیدین و ارسته مانند شبنم زنگی پر داز سید و
عرق خجالت بر روی چندان آواز مد و میش نساخته آئینه بسان
نفس در لے غنچه هم تواند کشد و ناله آفتد رحمانه پر دوشش
نه پر دخته که سفر از خود در فتنش مانند برق بر ترک بدن تواند بود و وجود نقصان
چون زیادت ماه در طبیعت کمالش مسلم دشود کی از نهاد نظرش مانند کاستن
عمر با فزونی متمم یسار و خراشهای حوادث مانند چشم بهر گوشه بساط که
بالین گردانیده چون خرگان صد خنجر الماس بر پهلوی خوابیده است دخته
سخت گیرهای نواب چون زبان بهر پهلوی که غلطیده و دندان و از هزار خشت
بر سر سجده طایر گمش از تنگ بانی نفس بال افتان انداز پریدن و دوشش
جانش بصدای بال رنگ سر بر در شده آهنگ رسیدن

قطعه

شبنم گل کی حریف نظر گیسوا هم شود
عشق صد سالش بخون کو کهن پر درده است
افک شمع سوختنها میکند ایباد من
تشری کش درگ خاما دند فساد من

کندن جان دیگر است و کندن خار را دیگر بر دل فراک هم اکنون گراست میکنم	تیشه می نازد بشیرین کاری فرما دین تا چه خواهد کرد با من غفلت صیادین
هر چند اذیت ضوابط خموشی چون طفل غنچه زبانش نژاده و معلم قواعد بچهدان بایند سوسن ابجدی بر زبانش ننهاده اما باین هم دار فکهاست نه زبانه سوق سخن پردازای ازان سوسه صحرای خودی بلد معموره پوشش گردیده گاه بعضی صفای عبارات چراغی در راه فکر می بندد که در گلشن تقریرات با همه توه نشو نا حرف طوطی سبز نگردیده نفس را اینقدر تعلیم حیرت آهنگی چراست دی سر کجوه آینه سادان توان کشید و ساعته بگل کردن رنگ معنی شاخ بهانه می تراشد که لای شد ترانه قنات پرده بلبل دریده ناطقه را در مقام غزیت گذاشتن خطاست نفسی بسیر چراغان باید خرامید اگر عذر نا توانی زحمته بفرصت رسانیده بعصای استقامت نثر باید برخاست و اگر خجالت عریانی تکلف عزالت گردیده سری به دلائی زلیم زد و دیدن چه بجاست بنظر اگر طراز اعتباری بر تماش خواست می پسندید ناساج تضرع است سستیت جز در کارگاه عمل بانی نمی کشد اگر برگ کوریت رنگ قبول ر غنچه میرنجیت چین ساز ایجا و آب طینت و اغیر از خاک برستان نمی آمیخت رنگ شیرازی نه بسته تا وضع جمادی شستیان سدر مفت تواند گشت و لباس سحری نه آراسته تا نقش کشیدن خیمه گریبان سستیت تواند گشت	هر چند اذیت ضوابط خموشی چون طفل غنچه زبانش نژاده و معلم قواعد بچهدان بایند سوسن ابجدی بر زبانش ننهاده اما باین هم دار فکهاست نه زبانه سوق سخن پردازای ازان سوسه صحرای خودی بلد معموره پوشش گردیده گاه بعضی صفای عبارات چراغی در راه فکر می بندد که در گلشن تقریرات با همه توه نشو نا حرف طوطی سبز نگردیده نفس را اینقدر تعلیم حیرت آهنگی چراست دی سر کجوه آینه سادان توان کشید و ساعته بگل کردن رنگ معنی شاخ بهانه می تراشد که لای شد ترانه قنات پرده بلبل دریده ناطقه را در مقام غزیت گذاشتن خطاست نفسی بسیر چراغان باید خرامید اگر عذر نا توانی زحمته بفرصت رسانیده بعصای استقامت نثر باید برخاست و اگر خجالت عریانی تکلف عزالت گردیده سری به دلائی زلیم زد و دیدن چه بجاست بنظر اگر طراز اعتباری بر تماش خواست می پسندید ناساج تضرع است سستیت جز در کارگاه عمل بانی نمی کشد اگر برگ کوریت رنگ قبول ر غنچه میرنجیت چین ساز ایجا و آب طینت و اغیر از خاک برستان نمی آمیخت رنگ شیرازی نه بسته تا وضع جمادی شستیان سدر مفت تواند گشت و لباس سحری نه آراسته تا نقش کشیدن خیمه گریبان سستیت تواند گشت
وضع سخن خاصه بی آدمی است فضل تو لطف است و گرنه خوسه	طوطی اگر نیست آینه چیست درستش را نبود منکر
آدمی از هر چه بجا لم نکوست + جان جهان است و سخن جان اوست + آدمی و بان نداند زبان گردوز بانست تو مارش بران + بحر حلال است سخن هو شدار + باورت نیست بین گفتار بیدی لای خیره برودل طلب + دل ز خود و سحر ز بابل طلب + زهر تو کس سحر می آغاز کن + و پیده باورت خود باز کن + طبع تو مریم صفت و منکران + بسته بدان کماش زبان خاصه کف گرد برادر نفس + عصمت موم ز خندان و پس + لاجرم حکم المومر معذور	آدمی از هر چه بجا لم نکوست + جان جهان است و سخن جان اوست + آدمی و بان نداند زبان گردوز بانست تو مارش بران + بحر حلال است سخن هو شدار + باورت نیست بین گفتار بیدی لای خیره برودل طلب + دل ز خود و سحر ز بابل طلب + زهر تو کس سحر می آغاز کن + و پیده باورت خود باز کن + طبع تو مریم صفت و منکران + بسته بدان کماش زبان خاصه کف گرد برادر نفس + عصمت موم ز خندان و پس + لاجرم حکم المومر معذور

گاه گاه خون تازیه های اندیشه سبک جولان هم دوش صدای زنجیر از در زندان
 اگر انجانی برآمده سری بصحرای خیال میکشد و اینجا ملاحظه بیا بان رنگی معنای
 مضمون اگر همه صوت غول است دیوانه از خود بیگانه گمان او از آشفته کو رانه
 در پیش می شتابد معانی اگر جمله شاخ غزال است بی خبر بویای سخن در سر بقصد
 محل چیدن نفس را سوخته راه تلاش نمی باید از انجا که بر لب و بلند عالم خصیال
 و رسیدن از مقتضیات هرزه گردیه های اندیشه تماشا است نگاه نال خرام امر و ز
 بجلوه متجلی بر خورده که گویی معانی را در سواد عباراتش رنگ صد جن بهار یخچان است
 و بطلعه مجموعه و رسید که طرادت مضامین را در سبزه زار احسوس و فتن بنیاد
 هزار کوشش و تسنیم انگشت اشعار آید از شش سبستان نزار است بجلوه ظهور در آورده
 که نگاه را تا نطفه صورت از سایه اش بر خاستن خواب فراموش است و اسیات بلند
 پایه اش قصر رفته بر صحن وقوع رسانیده که بالادیه های خیال را از عرفات مضامین
 به پایین رسیدن دلیل رفیق جوش ترکیب وجود متانت از عناصر رباعیات و مرقع
 غزال شوخی در قوافی غریبات لجه هندی با هنگ پرده در سحر اقیان تران کشته
 و دبان باری سخن در دهبان خسرا سائیان نهاده از و شنی خطوط هر سطر داغ فردوس
 سینۀ شاخ شجره طور و از ابائی صفات هر نقطه روش خیال رخساره حور و ایر
 از صحبت طلقه زلف دامن چیده و مدات از مجسمی بدایر و کشیده معنی رسا و کفیه
 بلند خرامیدن همخوان نشاء صهار رسیدن و الفاظ رنگین مضمون دریا بکدیر چسبیدن
 همسر بران ته گلگون در صحبت ساغر کشیدن نظم

چو از بیدون پنا رنگ داده
 نقش در بوم رنگ سبیل
 ز لیل در دل مجنون خیال
 فرود شد سر مه دان با او دایر
 فزاید در طلم سر مه او +

ز لطفش رنگ من جملوه داده
 نه معنی یک گلستان شوخی گل
 نشسته باد صد غنچ دلاله
 خطش بهر جلای چشم ناظر
 چو چشم دلبر بر کار حب او +

نویسنده کوشش کرده
 سوادش رنگ دود آتش طور
 چمن سیرایه رنگ حسن قسری
 دود محضانه نذر هوشش کرده
 مرادش از سواد دیده حور + +
 جنون سیرایه سوزش با سیر قسری

نقش اندیشه لعل پیشه استقامت نگاه فکر زبان جواب انگشت چرخ گردانید
 کد این نگاره بسیار منبیل در بجان بود و شش تردستیهای کمال حین نظر تے
 است که رنگینی جلوه آتش را بر پردهای دیده تماشائی ناز صدر رنگ بود قلمونی است
 و این دربار از رنگ نگار صورت ثانی خیال با فیهار طبیعت که ام بانی طینی است
 که لطافت کارش را در کارگاه نازک قماش حین با پر دودش لیلی صفنان سے
 زیبائی هزار مجنونی از رخا و وقت تلاش بشکافتن گره این معما کوخید و نقب
 کاوش نقیض بر گنجینه اسم والا گوهرے رسید که در این انشائی گرسه هست
 دریا نوازش دود از آتشش یا قوت بر آورده وزیرش دست عطا پرست نیرسان
 کمالش نهال آرزو در آب گوهر پر درده با دربار اید با استفاده حل و عقد وقت فکر
 کاوش اندیشه آتش رنگ صد غنچه دگل یختن و این نیرسان را از غیرت طبیعت
 گوهر بریش سیرایه بود و جاک این سخن در حکمه داد رسی های راس صدق کدایش
 صبح و شنه گزار طلالی آفتاب بخون بهای شمع آورده و در مدرسه تعلیم والا نظرهای
 شش زیبایش دیده ز شش سواد مطالع حکمت العین روشن کرده به نازک کایهای
 اندیشه صافش رنگ یعنی خون عکس از آئینه نمود و باری طراوت بیانش صف کاغذ
 سرشق تازگیهای بهار بوی گل گل عمل تراکتها به خیالش کشیده و صورت بلبل در جلوه صفا
 الجرات دویده عملیات بر پشت خوابیده سایه خامه طوبی نژاد معانی نیاز خرامیده سبستان
 عمارات میوسواد کجوان دست خوش فکر کردن کند و آسمان باز خمیده نظرت بلند صد گوهر
 ایستائی گوهر صدف دریا نوالی عروج نشاء کمال اوج کوکب اجلال شان شمت و غنچه کردن
 جناب بلبل رکاب مصطفی خان بهادر نظر آنکه آب خورش در غرادر کارزاره گل بر دیانه
 رخصان سوسن از شاخ گلکان + دانه زعفران آب ستیش و زعفران کنده جان شخصش که تقدیر

در آید در جهان بهر چیز یوسف ثانی مشاطه فکر رسانید ثنائی از چهره عرابی حسنات آن سر حلقه
 عزیز لبستان مصر معنی آفرینی نکشود که تند دید نهلسه شوق را با مردم چشم منظر معامله تیغ و ترنجی
 روندند و گرم نگاهیهاسی ذوق را با پرده های دیده منتظر جنگ انگشت و جنبه در میان نباشد
 اما کو تا ہی زمان فرصت فی بل تصور بهت طاقیت ادب تعلیم شوخی اظهار است که پس
 حیرت انجام داده خوشی آن خیال اگر همه آئینه معنی آراسته دے از کار نقش کشیدن
 غافل مباش تا بعیب که درت دامن کی عکس در کالابرودیت زنده دے بی طافتی
 در جام هرزه تازی آرزو اگر جمله قدم از یاد گرفته با غولی وضع بهر ده نالی آشفته می تراش
 تا بهر شکلیهای نامرادی چون گرد باد سرغی از عینارت بفرزند پوشش دار که تو هم رنگ گل
 بابر اختر میگرداری و گوشتی بر گمار که بتصور سبزه قدم بگوک خنجر سیاری درین محیط به
 نایبی طوفان جرات تفصیل اگر همه دست و پا کشاده آشفته کی است انجم سر زلفش
 با سبزه زیاده سری کشف و آرسه در نقاب نقطه در دیده است و طاقت اجمال از کمال
 ضابطه شناس غوامس است از دغدغه سخن کوتاه در سه لبان ناخشا که بر لوح سحر زنده

تو لے گرد تو هم شوکت دریا چه میدانی	اسیر غدر رنگی وسعت صحرا چه میدانی
ندیده رنگ معنی بر سواد لفظ می پیچ	خیال بنگ در سر نشاء صبا چه میدانی
مشتاق اختلال آباد بولے سیر و انگوزه	شمیم مشک بولے غنبر سارا چه میدانی
باین سر در هوای بردل دامن لے کن	کف خاکی تو ادج عالم بالا چه میدانی

تو در آئینه خود آئینه خود تا شایست
 غلط اندازی آن حسن بی بردا چه میدانی

خاتمه

یزدان دادگر را پاس سجیدن و ترانه نعت والاے حدیقه میرای بوستان جهان
 باعث خلق کون و مکان سر آمدن از طلاق زبان الکن دور و نا محصور دانسته
 معرض امری میسر گرایم و چاکر کنی گیران ذوق شعر و سخن نویدی میسر سام که تذکره یادگار

شعرے ریختہ گویمان ہندوستان سراسر بوستان ہمیشہ بہار و شعرے سلف را از دے ہمیں ما کا
تذکرہ گلشن نجاد کہ خدمت مولف آنرا مذمانی کہ دارالعلوم و سلطنت دہلی باجماع شعرے
نازک اندیشہ بحر بیان و فضائل بلاغت ہمیشہ سبحان زمان رشک آوان صاحبقران
بود ویر کو چہ اشش بولور ندا کرہ سخن و جاد و کس را دیہا محمود شیراز و اصفہان سینود
ہر بان فارسی شیرین و محاورات کمین کہ تا متر است شے شائبہ ہر و کمین باشد فراہم
آوردہ در ان عہد بار اول در مطبعی الطباع فرمود چون این حدیقہ دل آویز عشرت انگیز
بفستط کوئی از خس و خاشاک پاک بود یکسرہ در قلوب مشتاقان جا گرفت و تہراوان
تجسس ہوا سے ادھر فش بنظر سواد بصر بدیدہ نمیدید و شوق مشتاقان از حد در گذشت
و ہامتی نبود کہ نقش تشویق از چارہ سو بردل را رفت منزل عالی ہم فیض مجسم مالک مطبع نمی نشست
چون نوبت تشویقش برین مرتبہ رسید جناب علیہ القلب مہدی کرم و ذوال قدر افزول کمال و جوہر
ہنر پرورد مدوح روزگار غشی نول کشوری الی امی ہوم مغفور مطبع اودہ اخبار بولور تجسس یکتا نسخہ
پادینہ اش کہ از جا ہا و قف کرم و کس و از فرط پریشانی شیرازہ اور فش گستہ نفس بود
دست آوردہ و طبع کردہ نذر شائقین کرد اکنون بکرم ہمین میوہ باغ غلغش
رئیس صاحب الدروالہ را بولور پاک نرائن کے بہار بارہم
در ماہ اگست سنہ ۱۲۹۰ مطابق ماہ شعبان ۱۲۸۸
۲۸ ۱۳۱۷ ہ فائزہ ثانیہ بر رخصت این
شاہد رعا آوردہ مطبوع
عام شد

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۶	دیوان عارف - از شہر خان غافل -	۹ روپے	کلیات صنعت - مجیب صنعت -
۱۶ روپے	دیوان ذوق - دہلوی استاد معروف	۱۱ روپے	ان شاہ تراب - کلام شہومارت
۱۶	دیوان فدا - جلد ثانی -	۶ روپے	بالہ کا کوروی -
۱۶	آفتاب داغ - مولفہ جناب داغ دہلوی		کلیات نظیر - اکبر آبادی
۱۶	گلزار داغ -		زندگانی بنظیر - یعنی سوانح عمری سیان
۱۶	آفتاب داغ -		جس میں نظیر اکبر آبادی کے حالات و خیالات
۱۶	فریا و داغ		سے انگریزی اصول تذکرہ نویسی پر تفصیل بحث
۱۶ روپے	دیوان زندہ شہور از ادیب سید محمد خان زندہ		کی گئی ہے - مولفہ مولوی سید محمد عبدالغفور
۱۶ روپے	دیوان غالب - از مرزا سید الشان غالب	۱۶ روپے	صاحب شہباز - وفیسر اورنگ آباد کالج
۱۶ روپے	دیوان مرغوب جہان کلام سید گل میں		کلیات واسطی - از سید فضل رسول خان
۱۶	دیوان امیر موسوم بہ مرآت الغیب	۱۵	تعلقہ از سندیلہ -
۱۱	سینائی مرحوم		دیوان وقار مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب
۱۲	دیوان خواجہ سیر درو - دہلوی استاد شہور	۱۰	تخلص وقار رئیس شہور بلاری ضلع ملو آباد
	دیوان بہار عرب - کلام مولوی محمد نذیر		بہارستان اشعار - مصنفہ رائے کشن کمار
۱۶ روپے	تخلص بہ حافظ -	۱۳	صاحب تخلص بہ وقار
	بہارستان سخن - ناسخ و آتش و آب و آتش		کلیات نظیر اکبر آبادی - مصنفہ و مرتبہ
	استاد و ن کا کلام ہوزن و بحر و لہجہ مولفہ مولیٰ	عرب	نشی عبدالغفور صاحب شہباز -
۱۶ روپے	ہمدی حسن خان -		کلیات صفدر از مولوی صفدر علی خان
۱۲	دیوان لطف - از حافظ لطف علی خان بیلو	عرب	کلیات وہبی - کلام مخدوم کامل نشی شہور
۱۲	دیوان نیاز کلام حضرت شاہ نیاز علی دہلوی	۹	دو قسم کاغذ
۱۴	شرح پودینی دیوان حافظ -	۱۴	(۱) کاغذ سفید چکنا
			(۲) کاغذ سفید رسمی

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱/۱	گلدستہ امانت - از مصنف	۴/۱۲	دیوان نعت سروری - از مفتی غلام لاہوری -
۱/۲	اندربجھا -	۳/۱۳	دیوان جرار - از مرزا حسین
۱/۳	دیوان حیرت - مصنف حکیم حافظ عبدالرحمن خان -	۲/۱۴	دیوان عاشق از پندت کھیلا لال
۱/۴	توشہ آخرت - چیدہ تصائد وغزلیات حمد و نعت مصنف مولوی سید مظفر علی صاحب -	۲/۱۵	دیوان شامان - از سید ضامن علی شاہ -
۱/۵	دیوان سخن و ہلوی - جلی قلم - نہایت بلیغ و فصیح از فقیر الدین حسین تخلص بہ سخن و دھم کاغذ (۱) کاغذ سفید گندہ	۳/۱۶	مظہر عشق معرفت بہ دیوان قلقل - مصنف خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی
۱/۶	(۲) کاغذ سفید ری	۱/۱۷	دیوان شائستہ پاشخ - یعنی ہم قافیہ ہم بحر بقا باغزلیات اسخ لکھنوی از منشی بہر چندہ
۱/۷	دیوان میکش - جلد اول موسوم بہ بیانیہ شوق	۱/۱۸	راے -
۱/۸	مولفہ سورج بھان صاحب کاغذ سفید	۱/۱۹	دیوان حمد از روی - کلام مفتی غلام سرور لاہوری -
۱/۹	دیوان شہیدی - مولفہ مولوی کریم علی تخلص شہیدی -	۱/۲۰	دیوان چستان جوش - کلام نواب احمد حسن خان جوش تخلص -
۱/۱۰	گلدستہ حفیظ اللہ خان - اردو فارسی اشعار مختلف اقسام کے معرکہ جنگ جسکی خوبی دیکھنے پر موت پر از مولوی حفیظ اللہ خان ساڈوسی -	۱/۲۱	دیوان شجواور - از منشی بختاورشنگ
۱/۱۱	دیوان انقیبہ - از مولوی احمد علی ترجمہ اردو شرح قصائد بدر چاچ از مولوی عبدالمجید صاحب -	۱/۲۲	نجم الاشعار - چیدہ چیدہ ہمتا دون کا کلام کجائی اردو و فارسی -
۱/۱۲		۱/۲۳	چمن نظیر شعراء فارسی اردو کا کلام چیدہ
۱/۱۳		۱/۲۴	دیوان گویا - کلام نظیر محمد خان بہادر از مولوی تخلص بہ گویا - کاغذ سفید دھانی
۱/۱۴		۱/۲۵	ایضا - حسب مراتب بالا

